سرائیکی دیوان
سچل سرمست

سرائیکی دیوان

سچل سرمست

ترتیب و ترجمہ

صدیق طاہر

پاکستان فاؤنڈیشن

۶۵۔ شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور

طابع .... پاکستان فاؤنڈیشن ۶۵۔ شاہراہ قائد اعظم لاہور

ناشر .... ریاض انور سیکرٹری جنرل پاکستان فاؤنڈیشن

مطبع .... نقوش پریس لاہور

بار اول ۱۹۷۸ء

سرورق .... موجد

کتابت .... فقیر نور جعفری

قیمت .... [illegible] روپے

فہرست مضامین

پیش لفظ

حضرت سچل سرمستؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ وادی سندھ کے عظیم المرتبت صوفی بزرگ اور فارسی، سندھی اور سرائیکی کے نادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ اور ان کا سندھی اور سرائیکی کلام شہر شہر اور بستی بستی میں اہل صفا اور اہل دل میں یکساں مقبول ہے۔ ان کے کلام کی شیرینی اور معنی کی گہرائی پر لوگ سر دھنتے ہیں۔ اور موسیقی کی لہروں میں ڈھل کر جب دل میں اترتا ہے۔ تو سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ صوفی شعراء کا کلام وادی سندھ کی فکری یکجہتی کا آئینہ دار ہے۔ شاہ لطیفؒ اور سچل سرمستؒ سے لیکر خواجہ فریدؒ تک آپ کو حسن و خیر کی ایک ہی لہر رواں دواں نظر آئے گی۔ انہی بزرگوں کے فکر و نظر کے باعث پاکستان کے مختلف خطوں اور زبانوں کے درمیان ایک سا تصور حیات نظر آتا ہے۔ ان شعراء کے کلام کی ترویج دراصل قومی یکجہتی کو مضبوط تر کرنے کی ایک اہم کوشش کے مترادف ہے۔ پاکستان فاؤنڈیشن کا بنیادی مقصد پاکستانی قومیت اور قومی یکجہتی کو فروغ دینا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ہم حضرت سچل سرمستؒ کا سرائیکی دیوان آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ سچل سرمستؒ کا سرائیکی کلام سندھ کے مختلف اداروں نے سندھی رسم الخط میں شائع کیا ہے لیکن سندھی رسم الخط سے عدم واقفیت کی بناء پر سندھ سے باہر سرائیکی عوام ان کے کلام سے استفادہ کرنے سے معذور تھے۔ اور یہ ان کا دیرینہ مطالبہ تھا۔ کہ سچل سائیں کے کلام کو سرائیکی رسم الخط میں شائع کیا جائے۔ اسکے علاوہ سچل کا کلام اردو ترجمہ کے ساتھ کسی نے شائع کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ کہیں کہیں آپ کو انکے کلام کا منظوم اردو ترجمہ مل جائیگا۔ لیکن ان کے دیوان کو کسی منصوبے کے تحت اردو میں منتقل کرنے کی کبھی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ حالانکہ بہت سے غیر سرائیکی دانشوروں کا تقاضہ رہا ہے۔ کہ ان کے کلام کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ تاکہ انہیں انکے خیالات تک رسائی ہو سکے۔ اور وہ اس پر تحقیق کر سکیں۔

ان تقاضوں کو پورا کرنے اور سچل سائیں کے کلام کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانے کیلئے ہم نے صدیق طاہر سے استدعا کی۔ کہ وہ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ انہوں نے یہ کام بہت ہی قلیل وقت میں اور بہت ہی محنت کے ساتھ سر انجام دیا ہے جس کیلئے ہم ان کے انتہائی شکر گذار ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ سچل سائیں کے کلام کو سمجھنے کیلئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی

(ریٹائرڈ) جسٹس سردار عبدالجبار خان
چیئرمین پاکستان فاؤنڈیشن

عرض حال

حضرت سچل سرمستؒ ملک کے عظیم المرتبت صوفی شعراء کے سرخیل ہیں۔ جنہوں نے کئی زبانوں کو ذریعہ اظہار بنایا۔ اور مطالب کو عام فہم اور آسان لہجہ میں بیان کیا ہے۔ وحدت الوجود کے نظریہ کی عوامی زبانوں میں تشریحات خاص طور پر دلچسپ ہیں۔ کہ انہوں نے عوامی لوک داستانوں کی تلمیحات کو بڑی وسعت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ مثلاً حضرت سچل سرمستؒ نے ہیر اور رانجھا کے رومان کے کرداروں کو اس کثرت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ کہ ان کے کلام مرتبین نے ہیر رانجھا کے عنوان سے ان کے کلام کا الگ باب باندھا ہے۔ حضرت سچل کے سرائیکی کلام کا ایک بہت بڑا حصہ سندھ میں چھپ چکا ہے۔ لیکن اپنی مقبولیت کے باوجود سندھ سے باہر ان کا کلام زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا۔ یہ کتاب اس کمی کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے

اس سلسلہ میں جناب ریاض انور اور جناب میر حسان الحیدری کے مشوروں اور رہنمائی کیلئے میں ان کا شکر گذار ہوں

جہاں تک اردو ترجمہ کا تعلق ہے۔ اس میں کلام کا مکمل مفہوم ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تشریح اور تفسیر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ جہاں تک رسم الخط کا تعلق ہے حضرت سچل سرمست کا سرائیکی کلام سندھی رسم الخط میں شائع ہوتا رہا ہے۔ حالانکہ جملہ سرائیکی مطبوعات اپنے مخصوص حروف تہجی کے اضافے کے ساتھ اردو رسم الخط میں شائع ہو رہی ہیں۔ اس لئے غیر سرائیکی احباب کی سہولت کیلئے اس زبان کے مخصوص حروف ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

ٻ ۔ ٻاھ بمعنی بازو   ݙ ۔ ݙلھ بمعنی مٹی کا ٹکڑا   ڻ ۔ گھاڻی بمعنی کولھو

ج . جنگھ معنی ٹانگ   گ . گاری . معنی پھندا

امید ہے . قارئین اپنی قیمتی آراء سے آگاہ کر کے ممنون فرمائیں گے . خاص طور پر ترجمے کے بارے میں آپ کی آراء کا شدت سے منتظر رہوں گا . ممکن ہے مجھ سے کہیں کوتاہی ہو گئی ہو . اور میں کسی شعر یا لفظ کا صحیح مفہوم منتقل نہ کر سکا ہوں . ایسے الفاظ یا اشعار کی نشان دہی ضرور کیجئے . تاکہ آئندہ دوسرے ایڈیشن میں درست کر دی جائے

شارح شیخ زید . رحیم یار خاں

میاں صدیق طاہر
۱۵ مئی ۱۹۰۶ء

حضرت سچل سرمستؒ

زندگی اور شاعری

سندھ کے صوفی شعراء میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے بعد سچل سرمستؒ سب سے زیادہ مقبول عوامی شاعر ہیں . اور آپ کی وسعت اظہار کا یہ عالم ہے . کہ آپ نے سندھی زبان کے علاوہ سرائیکی . ہندی اردو اور فارسی زبانوں کو بھی اسی کامیابی کے ساتھ میدان سخن بنایا ہے . کہ ان کی قدرت کلام اور پرگوئی کا امتیاز ہر جگہ یکساں طور پر قائم ہے . عوام میں ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے . کہ موصوف کی وفات کے تقریباً ڈھائی سو سال بعد آج بھی عقیدت مندوں کا ایک اژدہام ہر وقت درازا ضلع خیرپور میں آپ کے مزار پر موجود رہتا ہے . اور رمضان المبارک میں عرس کے دنوں میں ہر مذہب و خیال کے ہزاروں عقیدت مند دور دور سے آ کر مزار پر حاضری دیتے ہیں اور سکون قلب حاصل کرتے ہیں

سچل کا خاندان . سچل سرمستؒ جن کا اصل نام عبدالوہاب تھا . ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۱ء میں پیدا ہوئے . آپ کے دادا حضرت میاں صاحب ڈنہ نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے . جن کی فضیلت کا شہرہ دور دور تک تھا . ان کے دو صاحبزادے میاں صلاح الدین اور میاں عبدالحق تھے . اپنے والد میاں صلاح الدین کے انتقال کے وقت سچل سرمستؒ کی عمر صرف چھ سال تھی . چنانچہ سچل کی پرورش ان کے چچا میاں عبدالحق نے کی جنہیں بعد میں آپ نے اپنا مرشد اور رہنما بنا لیا اس کا ذکر آپ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ اسی طرح کیا ہے . جیسے حضرت خواجہ غلام فرید نے اپنے برادر بزرگ

اور مرشد فخر الدین کا ذکر اپنے کلام میں اکثر مقامات پر آتے ہیں۔ سچل نام بھی میاں عبدالحق نے دیا تھا
جسے انہوں نے اپنا لیا۔ اور سچل، سچو، سچیڈنو اور سچو شعروں میں بطور تخلص استعمال کیا۔ البتہ ہندی اشعار
میں انہوں نے خدائی اور آشکار دو مختلف تخلص اختیار کیے۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ آج عبدالوہاب
خدائی یا آشکار سے تو واقف نہیں۔ البتہ سچل سرمستؒ کو دنیا جانتی ہے۔ اور سندھ میں متعدد
ممتاز تعلیمی اور رفاہی ادارے ان کے نام سچل سرمست کے نام پر رکھے گئے ہیں

سچل سرمستؒ کا سلسلہ نسب ۳۶ ویں پشت میں حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے
معتبر روایات کے مطابق سچل سرمستؒ کے جد امجد شیخ شہاب الدین فاروقی عرب سے فاتح سندھ
محمد بن قاسم کے ساتھ تھے۔ اور محمد بن قاسم نے فتح سیوستان (سیوہن) کے بعد ان کو وہاں کا گورنر
مقرر کیا۔ جہاں ان کا انتقال ۹ محرم ۹۵ھ میں ہوگیا۔ بعد ازاں گورنری کا عہدہ پشت بہ پشت
منتقل ہوتا رہا۔ یہ سلسلہ محمود غزنوی کے حملہ تک جاری رہا۔ اس خاندان کے دو افراد شیخ بدرالدین
اور ابو سعید سیوہن شریف سے ہجرت کر کے قصبہ کالڑی میں مقیم ہوئے۔ اور عرصہ دراز تک عبادت
و ریاضت فرمائی۔ روایت ہے۔ کہ حضرت غوث بہاء الحق ذکریاؒ ملتانی جب سندھ تشریف
لائے۔ تو ان دونوں بھائیوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

ابتدائی تربیت سچل سرمستؒ بچپن ہی سے سادہ مزاج اور خلوت پسند تھے۔ تعلیم کی
طرف بہت توجہ تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حافظ محمد عبداللہؒ سے لی۔ جن کا مزار آپ کے روضہ کے اندر
ہے۔ آپ نے جلد ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ دینی تعلیم و ہدایات اپنے بزرگ دادا حضرت صاحب ڈنہؒ
سے حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد میاں عبدالحق مسند نشین ہوئے۔ تو آپ نے انہی سے بیعت کر لی

حضرت سچل سرمستؒ ابتدا میں صوم و صلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔ مگر بعد میں صوم صلوٰۃ
کی یہ پابندی وجد و استغراق میں محو ہوگئی۔ شکار کھیلنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی کبھی کوئی جانور

اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ آپ خانگی زندگی سے بھی آزاد رہنا چاہتے تھے۔ شرعی حدود کی تکمیل کے
لیے آپ کے بزرگ چچا اور مرشد نے اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دے دی۔ مگر آپ لاولد ہی رہے

حضرت سچل سرمستؒ کی ولایت کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں۔ ابھی بہت کم عمر
تھے۔ کہ شاہ لطیف بھٹائیؒ نے آپ کو دیکھا۔ اور کہا۔ کہ عشق کی جو دیگ ہم نے چڑھائی ہے۔ یہ
بچہ اس کا ڈھکنا کھولے گا۔ مرزا علی قلی بیگ اور مولانا محمد صادق رانے پوری نے بھی اس روایت
کی تصدیق کی ہے۔ مولانا لطف اللہ شکارپوری نے "تذکرہ لطیفی" میں لکھا ہے :-

"بہاولپور کے ایک بزرگ حضرت محکم الدین سیرانیؒ اس طرف سے گزرے۔ مولانا عبدالحق
نے سچل سرمست کو ان کے خیر مقدم کیلئے بھیجا۔ حضرت محکم الدین سیرانی نے ان کو دیکھ کر گھوڑا روک لیا
اور کہا۔ کہ آپ ہمارا استقبال کرنے آئے ہیں۔ تو ہم بھی آپ کو تحفہ دینگے۔ یہ کہہ کر آپ نے سارنگی سے ایک
تار نکالا۔ سچل کے سینہ پر پھیر دیا۔ کہتے ہیں۔ اسی وقت آپ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہوگئی۔
وہیں سے آپ کی شاعری کا آغاز ہوتا ہے۔ گویا حضرت محکم الدین سیرانی نے ایک اشارے سے سچل کو سرمست بنا دیا"

سچل سرمست کی شاعری تذکرہ نگار اس بات پر بھی متفق ہیں۔ کہ سچل سرمستؒ نے پندرہ برس
کی عمر میں شعر کہنا شروع کئے۔ اور پچھتر برس یعنی وفات کے دم تک شعر کہتے رہے۔ اور حقیقت یہ ہے
کہ سندھ کا کوئی بھی شاعر ایسا نہیں ہے۔ جس نے مختلف زبانوں میں اس کثرت سے شعر کہے ہوں
اور اتنا سرمایہ سخن چھوڑا ہو۔ عام روایت یہ ہے۔ کہ آخر عمر میں سچل سرمست نے اپنے کلام کا ایک
بہت بڑا حصہ اس خیال سے ضائع کر دیا۔ کہ لوگ اسے سمجھ نہیں سکیں گے۔ اور گمراہ ہونگے۔ پھر بھی
نامور محقق مرزا علی قلی بیگ کی تحقیق کے مطابق سچل سرمست نے رحلت کے وقت نو لاکھ ۳۶ ہزار
چھ سو چھ اشعار پر مشتمل ذخیرہ کلام چھوڑا جس سے ان کا ذخیرہ کلام مندرجہ ذیل مطبوعہ اور غیر مطبوعہ
کتابوں کی شکل میں موجود ہے :-

۱۔ سندھی و سرائیکی کافیاں ڈوہڑے ۲۔ قتل نامہ سندھی ۳۔ مرغ نامہ سندھی
۴۔ وحدت نامہ سندھی ۵۔ اردو غزل ۶۔ جھولنا اور گھڑو لیالہ۔ سندھی مرثیہ
۸۔ دیوان آشکار فارسی ۹۔ راز نامہ فارسی ۱۰۔ وحدت نامہ فارسی ۱۱۔ رہبر نامہ فارسی
۱۲۔ گداز نامہ فارسی ۱۳۔ وصلت نامہ فارسی ۱۴۔ تار نامہ فارسی ۱۵۔ ساقی نامہ فارسی
۱۶۔ بحر طویل فارسی

سچل سرمستؒ کا کلام محبت و سوز۔ درد و گداز۔ جذب کیف اور موج و مستی کے فلسفہ کا ایک لازوال سرمایہ ہے۔ کہتے ہیں جب آپ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہوتی۔ تو بے اختیار آپ کے آنسو جاری ہو جاتے۔ اور آپ شعر کہنے لگتے۔ اس وقت جو طالب یا کاتب موجود ہوتا لکھتا جاتا۔ فلسفہ حیات۔ انسانی ارتقاء و تنزلی۔ جذبہ عشق و معرفت و بے خودی اور جمال ازلی کے سربستہ رموز اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ سامع یا قاری پر بھی اسی طرح کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے

آپ کی شاعری کا بنیادی فلسفہ وحدت الوجود ہے جس کا ذکر انہوں نے بار بار کیا ہے۔
سچل سرمست کے بعض اشعار میں تو یہ توضیح بھی ملتی ہے۔ کہ انہوں نے تبلیغ حق اور تصوف کے فروغ کیلئے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا ہے۔ آپ کے کلام میں نفی و اثبات و فنا و بقا۔ ذکر و فکر حال و قال ہمہ اوست اور وحدت الوجود جیسے مسائل کی تشریحات موجود ہیں۔ بعض نقادوں نے ان کے مسلک فکر کو ایک استفہامیہ قرار دیا ہے

کہتے ہیں۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے اپنے ایام ضعیفی میں جب سچل کا کلام دیکھا۔ تو انہیں اپنا جانشین ہونے کی بشارت دی۔ اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ فکر و فلسفہ کے اعتبار سے شاہ لطیف بھٹائیؒ نے جس منزل کی جستجو کی۔ ان کے بعد سچل سرمست نے انہی کے مقاصد کو تکمیل پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔ یوں بھی سچل نے شاہ لطیف بھٹائیؒ کے تتبع میں جن لوک کہانیوں سسی پنوں

عمر ماروی۔ مومل رانو۔ ہیر رانجھا۔ سوہنی مہینوال اور نوری جام تماچی کی تلمیحات استعمال کیں اور کافیوں میں کیف سرود کے دریا بہا دیئے۔

دراصل سچل سرمست نے تاریخ سندھ کے ایک پر آشوب دور میں آنکھیں کھولیں۔ اور ان کا عہد مصائب کا عہد ثابت ہوتا رہا۔ آپ نے کلہوڑا خاندان کا زوال اور تالپوروں کے اقتدار کا سورج طلوع ہوتے دیکھا۔ میر صاحبان راجپوتوں سکھوں داؤد پوتروں کی لڑائیاں ان کے سامنے ہوتی رہیں خوف و ہراس کے اس ماحول میں فرنگی سیاست کو قدم جمانے کا موقع ملا۔ اسکے باوجود تالپور حکمران درازشریف اور بالخصوص سائیں سچل سرمستؒ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ یہ بالکل اسی طرح جیسے سابق ریاست بہاولپور کے عباسی فرمانروا سرائیکی تخت مولوی لطف علی کے قدردان تھے اور اس زبان کے امراؤ القیس حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے خصوصی ارادت رکھتے تھے

ڈاکٹر داؤد پوتا مرحوم کے الفاظ میں ان مادی اور نظری عوامل نے آپ کے کلام کو عین ہیجان کا آئینہ بنا دیا۔ اور اس سے بیخودی اور مستی اس طرح اجاگر ہوتی ہے۔ جیسے آپ نے وجد میں آکر رقص کرتے ہوئے اشعار کہے ہوں۔ سندھی ادبی تاریخ کے مؤلف محمد صدیق میمن نے سرمست کے فلسفہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ کہ سچل سرمست دین اور بے دینی اور کفر اور اسلام کے درمیانی پردے عشق حقیقی کی آتش میں پھونک دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ سچل سرمست کی شاعری فطرت کی منظر کشی اور انسانی جذبات و محسوسات کی ترجمانی کے علاوہ ایک ورائی لگن اور ازلی و ابدی حقائق کی مسلسل جستجو بھی ہے۔ کبھی وہ سوچتے ہیں۔ کہ میں کیا ہوں۔ اور یہ رقص و بارا کیا ہے۔ خوب و زشت اور جبر و اختیار کا معمہ آخر کیا ہے! اور اگر حسن کُل حسن ازلی کا پرتو ہے۔ تو پھر کفر و ایمان کے امتیازات کیسے! اس جستجو نے آپ کو آفاقی مسائل کی گتھیوں میں الجھا دیا جس کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مذہب کی قیود اور جامد و ساکت اختلافات اور تعصب نے آپ کو مذہب سے برگشتہ کر دیا۔ اور وحدت الوجود کے اس مفکر کثرت و وحدت

کے فلسفے کے شارح اور انا الحق کے داعی نے جملہ قیود کو خیرباد کہہ کر محبت و عشق کا مسلک اپنا لیا۔ ایک جگہ کہتے ہیں۔ کہ اپنے آپ کو اپنی صورت سے پہچانو۔ اللہ اللہ کیوں کرتے ہو۔ اپنے آپ کو ہی اللہ جانو۔ تم ہی سننے والے ہو۔ تم ہی دیکھنے والے ہو۔ اسکی گواہی قرآن دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی شک و گمان ہی نہیں۔ دوسری جگہ کہتے ہیں

اگر خود را خدا دانی خدائی
اگر خود را گدا دانی گدائی

آپ کے ان نظریات اور کسی ایک مذہب کے فرائض و قیود سے آزادی نے آپکو غیر مسلم آبادی میں بھی مقبول بنا دیا۔ چنانچہ اب تک کثیر تعداد میں ہندو عقیدتمند ہر سال آپکے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ اور آپکے نامور سوانح نگار پرس رام ہندو ہی ہے

برصغیر میں صوفیائے کرام میں وحدت الوجود میں یقین رکھنے والے بہت سے نامور شعرا ہوئے ہیں جنہوں نے ادبی و علمی زبانوں کے علاوہ مقامی اور عوامی زبانوں کو ذریعہ اظہار بنا کر بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ اور صدیاں گذر جانے کے باوجود ان کے مزارات مرجع خلائق اور ان کے اشعار مقبول عام ہیں۔ ان صوفی شعرا نے اکثر ایک دوسرے کے علم و فکر سے اپنی شمع کو روشن کیا ہے۔ اور اس طرح مختلف صاحب نظر کا ایک سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

باہو۔ سچل اور خواجہ فرید

سچل سرمست اگرچہ اپنے بزرگ چچا کے مرید تھے۔ اور انہیں کو اپنا مرشد بنایا تھا۔ اور وہ اپنے والد حضرت صاحب ڈنہ سے منسلک تھے۔ مگر ذرا مفصل مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلہ فکر کے پنجاب کے صوفیا کا بہت بڑا اثر ہے۔ بالخصوص اس خانوادہ معرفت و سلوک نے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کے فلسفہ و فکر سے بہت استفادہ کیا۔ رشید لاشاری مرحوم نے اس تعلق کی تحقیق بھی کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے مخطوطہ۔ مخادیم کھیڑا کے حوالے سے ایک طویل مقالہ مطبوعہ اختر ملتان جنوری فروری ۱۹۷۲ء میں اسی تعلق پر روشنی ڈالی ہے۔ اور حضرت سلطان باہو کے خلیفہ خاص حضرت مومن شاہ

گھوٹکی والا اور مخدوم عبدالرحمن کھیڑا کے اس میں گہرے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ مومن شاہ ہر چوتھے مہینے مخدوم صاحب کے ہاں آیا کرتے تھے۔ اور دونوں بزرگ درازا شریف میں حضرت سچل سرمست کے دادا حضرت صاحب ڈنہ کے پاس جاتے۔ اور معرفت و سلوک کے مسائل زیر بحث لائے جاتے جن میں حضرت مومن شاہ اپنے مرشد حضرت باہو کے افکار و اشعار بطور حجت پیش کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت باہو کا کلام اس خانوادہ عالیہ کے زعماء کو متاثر کرتا رہا۔ اور حضرت سرمست کے بعض ڈوہڑوں میں سلطان باہو کے کلام کا بہت اثر ملتا ہے۔ مثلاً

سلطان باہو ......
نماز دا پڑھنا کم زنانہ روزہ صرفہ روٹی — مکے دے ول سوئی جاندے جو کاہل کم توڑی
ودول تسبی سوئی پڑھدے نیت جنہاں دی کھوٹی — میں قربان انہاں توں باہو جنہاں گھر وچ لئی کوٹھی

ترجمہ ......
نماز کی عبادت عورتوں کا کام ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سفر وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو کام چور ہیں کھوٹی نیت والے لوگ ہی بار بار تسبیح پڑھتے ہیں۔ باہو میں ان لوگوں پر قربان جن کو گھر میں خلوت کا حجرہ میسر ہے

حضرت سچل سرمست ......
کیہیں کعبے کیہیں قبلے ایہ تاں سب بہانے
کعبے دی کیوں نیت آناں پیر میڈا بتخانے
سچل آپ سائیاں فرمایا ہو وو حق مستانے

ترجمہ ......
کیا کعبہ اور کیا قبلہ یہ سب بہانے ہیں۔ میں کعبہ کی نیت ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرا مرشد تو بتخانے میں ہے۔ اے سچل حضور نے فرمایا۔ کہ ذکر حق میں مست رہو

حضرت سلطان باہو ......
ناہیں جوشی ناہیں جوگی ناہیں چلہ کمایا
ناہیں بھج مسیتیں وڑیا ناہیں تسبا کھڑکایا
جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہ فرمایا
مرشد سوہنڑے سوہنڑی کیتی باہو اک پل وچہ بخشایا

ترجمہ .... میں نہ جوتشی ہوں ۔ نہ جوگی ہوں ۔ نہ ہی میں نے چلہ کشی کی ہے ۔ نہ کبھی بھاگ کر مسجد میں گھسا ہوں ۔ نہ کبھی بڑی سے بڑی تسبیح کی نمائش کی ہے ۔ جو دم غافل رہا ۔ سو دم کافر سمجھو کیونکہ مرشد اور رہبر کا یہی فرمان ہے ۔ اور مرشد نے کیا خوب ہی کیا ۔ کہ دل میں بخشش کرا دی

حضرت سچل سرمستؒ .... ہک ڈیہاڑے مرشد میتوں آپ اینویں فرمایا
ایہو طریقہ وحدت والا سانوں بہوں خوش آیا
جو دم غافل سو دم کافر سانوں ایہ فرمایا
سچل گالھ عشق دی سچی بیا سبھ پندھ اجایا

ترجمہ .... ایک دن میرے مرشد نے یوں فرمایا ۔ کہ ہمیں صرف وحدت کا طریقہ پسند ہے ۔ کیونکہ جو دم غافل رہتا ہے ۔ سو دم کافر سمجھو ۔ حکم یہی ہے ۔ اے سچل صرف عشق کی بات اچھی ہے ۔ باقی سب سفر بے سود ہے

معنوی تطابق کے علاوہ آخری ڈوہڑے کے تیسرے مصرعہ میں تو لفظی یکسانیت بھی قابل توجہ ہے ۔ علاوہ ازیں سچل سرمست کی شاعری سے بعد کے شعرا نے بھی فیض پایا ۔ دورِ جدید کے نامور سرائیکی شاعروں نے خاص طور پر سچل سرمست اور ان کا تتبع کرنے والے سندھی شعرا کو نمونہ بنایا ہے ۔ مولوی لطف علی نے جو سرائیکی شاعری کے دورِ جدید کے اولیں شعراء میں سے ہیں ۔ سچل سرمست کے گلزارِ سخن سے بھی خوشہ چینی کی ۔ اور حمل فقیر لغاری سے بھی استفادہ کیا ۔ آپ کا کلام جو سندھ ، بہاولپور اور ملتان کے لاکھوں قدردانوں کے پاس منتشر حالت میں موجود ہے ۔ اس بات کی زندہ شہادت ہے ۔ سندھ کے معروف ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ نے کلیاتِ حمل" کے دیباچہ میں ان کے اثرات کا مفصل جائزہ لیا ہے ۔ یہی حال خواجہ غلام فرید کی شاعری کا بھی ہے ان کے کلام میں بھی سچل سرمست اور دوسرے سندھی شعراء کے کلام کے اثرات نمایاں ہیں ۔ اس کا

ایک سبب تو یہ ہے ۔ کہ جس کی نشاندہی مولانا عزیز الرحمٰن نے دیوانِ فریدؒ کے دیباچہ میں کی ہے ۔ یعنی خواجہ فریدؒ کے سامنے اپنی زبان کے کلام کا کوئی جدید معیاری نمونہ موجود نہ تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ لطیف بھٹائیؒ اور سچل سرمستؒ کا کلام اکثر ان کے زیرِ نظر رہا

مزید براں مولانا محمد صادق رانی پوری نے جن کے والد مولانا صادق عرف ملا صادق خواجہ غلام فریدؒ کے مرشد حضرت فخر الدین کے مرید تھے ۔ سچل سرمست جو سرائیکی کلام مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ کے دیباچہ میں ایک درحقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ وہ بتاتے ہیں ۔ خواجہ فریدؒ کے ایک مرید نواب قیصر خان مگسی والی ریاست جھل بلوچستان جب اپنے مرشد کے ہاں چاچڑاں شریف آتے تو اپنے ہمراہ سندھ کے موسیقار بھی لے آتے تھے ۔ جو حضرت خواجہ کو صوفی شعراء بالخصوص حضرت سچل سرمست کا کلام سناتے تھے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ خواجہ غلام فرید کے کلام میں بعض ایسی کافیاں موجود ہیں ۔ جو حضرت سچل سرمست کے کلام کا عکس معلوم ہوتی ہیں مثلاً

حضرت سچلؒ .... ذرّیتی پئی لگی سارو جگ تہ بہ جا تیو
ناھیں میحتاہ مطلب

خواجہ فریدؒ .... نفسی تابع خلقت سب تاں ڈوئی کیا تھی پیا
ہن گم تھیوں مطلب

حضرت سچلؒ .... آدِ چو ڈکھ کاٹ جیائی آھیاں
سو دن کان سمائی آھیاں

خواجہ فریدؒ .... ڈکھڑیں کارن جائی ہم
سولیں سانگ سمائی ہم

حضرت سچلؒ .... پانڑ کریاں جی بدذو کرن شرمئی قتلام

جُدا جماعت کان آهيان پاڻ امام
دم نہ اگيون دين تي کفر نہ کو اسلام
فارغ آهيان فرض کان سنت کي سلام
سچو آهيان سچ ۾ نا هي حلال حرام

خواجہ فرید ...... دستوں پیر فرید دے پیتم عشق دا جام
گزرے فرض فریضے سنت کوں بھی سلام

حضرت سچل سرمست کی زندگی اور ان کی تعلیمات کے بارے میں متعدد کتابوں کے مؤلف قاضی علی اکبر درازی نے آپ کے عربی کلام کا بھی ذکر کیا ہے۔ راقم کو موصوف کے عربی شعر دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ تاہم آپ کی فارسی شاعری میں جگہ جگہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو خواجہ عطار سے بہت عقیدت تھی۔ ور کہتے ہیں۔ اے دلا خوشبوئے خوش عطار در جام رسید۔ ایک جگہ حضرت خواجہ عطار کے وطن مالوف کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

اے صبا با حقیقت شہر نیشاپور کن ۔۔۔ مسکنم قرباں براں خاک زمیں ایں جان و تن

حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ نے سندھی و سرائیکی شاعری میں کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ آپ تصوف کے نوری مسلک کے پیرو اور مبلغ تھے۔ آپ نے سندھی اور سرائیکی زبانوں کو اظہار و تاثیر اور سوز و گداز کے خزانوں سے مالا مال کیا۔ ہیئت کے اعتبار سے بھی آپ کے اضافے دونوں علاقائی زبانوں میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ کافی کے جدید سانچے کی تشکیل میں آپ کی مساعی کو بہت دخل حاصل ہے۔ آپ نے اپنی کافیوں کو موسیقی کی رائج الوقت دھنوں کے مطابق نظم کیا۔ سندھی زبان میں مرثیہ گوئی کا آغاز کرنے کا سہرا بھی آپ کے سر ہے۔ کافی کے علاوہ آپ نے جو اصناف شاعری اپنائیں ان میں ابیات

غزل۔ مولود۔ مثنوی۔ سی حرفی۔ جھولنا گھڑولی۔ فرد۔ رباعی۔ مسدس مخمس اور مستزاد وغیرہ شامل ہیں۔ یوں تو آپ کا فارسی اور اردو کلام بھی فن کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ لیکن آپ کی سندھی و سرائیکی کافیوں کا مطالعہ ایک خاص قسم کی دلکشی اور جاذبیت کا احساس دلاتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ان کے ہاں شاہ حسین کی سوز۔ بلھے شاہ کا وجد و مستی اور خواجہ فرید کا درد و سوز سب کچھ موجود ہے

فارسی اور عربی زبانوں کو اس دور میں علمی زبانوں کا درجہ حاصل تھا۔ اور سندھی و سرائیکی زبانیں عوامی احساسات کا ذریعہ اظہار تھیں۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے۔ کہ سندھی کے اس درویش شاعر نے جو عمر بھر خیرپور سے باہر نہیں گئے۔ اردو ادب کو بھی مالا مال کیا ہے۔ آج سے کم و بیش ڈھائی سو سال قبل جب سندھ میں اردو سمجھنے والے شاذ ہی ملتے ہونگے۔ حضرت سچل نے نہ صرف یہ کہ اردو کا چراغ روشن کیا بلکہ گیسوئے اردو کو کچھ اس طرح سنوارنے کا اہتمام کیا۔ کہ عالم بیخودی میں ان کا کہا ہوا کلام جدید اردو زبان کی کسوٹی پر بھی پورا اترتا ہے

اردو شاعری ۔ زمانہ کے اعتبار سے حضرت سچلؒ اردو شعراء میں میر حسن۔ مرزا سودا۔ میر تقی میر اور خواجہ میر درد جیسے سخنوروں کے ہمعصر تھے۔ یہ اردو غزل کا سنہری زمانہ تھا۔ مگر اردو شاعری کے مراکز دہلی اور لکھنؤ ہی تھے۔ بایں ہمہ سندھ کے ایک گوشہ خیرپور میں قصبہ درازا کا یہ مجذوب درویش اردو تغزل کے سرمائے میں کیا کیا اضافے نہیں کر رہا تھا۔ سچل سرمست کے ہاں ہیئت کا تنوع ایک بنیادی خصوصیت ہے۔ غزل و نظم کی رنگینیاں بیخودی و مستی کے جذبات سے مملو ہو کر عجب کیفیت پیدا کرتی ہیں

میرے خیال میں تو وہ دیندار بھی نہیں
جو تیرے پائے ناز پہ سر خم نہ کر سکے

ابرو کمان دلبر مژگاں خدنگ خنجر
ہم نے انہوں کے آگے سینہ سپر کیا ہے

نیناں کو دیکھ کے پاؤں نالاحقوں بھی ہوا — کہہ دیا صاف کہ یہ مست تو ہوشیار نہیں
اتنی ہے بے نیازی اور بے رخی کہ سچل سے — اسکی گلی میں اکثر تم نے گذر کیا ہے
کیا خویش کیا قبیلہ سب سے جدا ہوا ہوں — میں تیں اٹھایا سر پر ہے کا بوجھ تمہارا
کنارا تھا نہ جس کا تو سچل اس بحر میں آیا — نگوں سار اس میں ہر اک ناخدا دیکھا تھا
عشق اب ڈول ہے زلیخا کا — اس سوں آگے ہے حیا دیں یوسف
اک دن بازار میں میں نے دیکھا عجب نظارہ — نقاروں کے ہاتھوں میں تھا اک بلبلہ بیچارہ
کیا ہے دل پہ میرے عشق نے نکما اپنا — تمام نقش وفا نقش کو اب سلام ہوا

آجا میرے پاس اے ساجن — آجا میرے پاس
میرے گناہ شمار سے باہر — مت کر تو تپاس
ہر صورت میں خود ہے سمایا — لاکھوں تیرے لباس
ہم بھی وہاں تجھ پہ فدا ہیں — دل میں تو کر قیاس
تیرے بغیر اے دلبر ہم کو — کچھ بھی نہ آیا راس
سچل آخر کون بجھائے — میرے دل کی پیاس

نہ میں گویا نہ میں جویا — نا میں سوال جواب
نہ میں خاکی نہ میں بادی — نہ میں آگ نہ آب
نہ میں جنی نہ میں انسی — نہ مائی نہ باپ

نہ میں سنی نہ میں شیعہ — نا میں عیب ثواب
نہ میں شرعی نہ میں ورعی — نہ میں رنگ رباب
نا میں ملا نہ میں قاضی — نا میں شور شراب
یہ مت پوچھو سچل کیا ہے — نام اس کا نایاب

بلبل کو بہرہ پہنچا آئی ہے رت بہاراں — فریاد وصل اسکی ہے مثل بے قراراں
میں نے یہ اس سے پوچھا عاشق ہے تو گلوں کا — یہ وصل ہے یا فرقت روتا ہے زار زاراں
منقار ہے گلوں پر پھر بھی ہیں لاکھ نالے — یہ کیا سبب ہے آخر حاصل ہیں گل ہزاراں
بلبل نے یہ بتایا اے عشق سے بے بہرہ — اس باغ میں نہیں ہے میرے لئے نگاراں
آئی نہ راس میری فریاد میرے گل کو
اس واسطے سچل میں چھوڑوں نہیں پکاراں

سچل سرمست کے اردو کلام کا کوئی الگ مجموعہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ قاضی علی اکبر درازی نے روہڑی سے وحدت نامہ و ملت نامہ وغیرہ کتابچے شائع کئے ہیں۔ سندھی ادبی بورڈ سے رسالو سچل سندھی اور رسالو سچل سرائیکی کے علاوہ سچل سرمستؒ جو سرائیکی کلام شائع ہو چکے ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب میں سچل سرمست کی پچاس اردو غزلیں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ لیکن اس پر قاضی علی اکبر کو بجا طور پر یہ اعتراض ہے۔ کہ سرائیکی کلام کے مرتب مولانا محمد صادق رانئے پوری نے کچھ الفاظ اور محاورات کو قدیم اور متروک سمجھ کر جدید الفاظ و محاورات سے بدل دیا ہے

اب حضرت سچل سرمست کے فارسی اور سندھی نمونہ کلام مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ملاحظہ ہو

فارسی .... ؎ غریبی بے کسی شد مایۂ ما — کہ بالاتر نبود ایں پایۂ ما

؎ جہاں دل است کہ پر از خزینۂ عشق است ۔ دگر فنا است نگر ایں فنا نمی گردد

یک روز بہ پیر خود رسیدم — جز درد قصہ با نہ شنیدم
ہر گہ کہ بر من نظرہ کرے — ہر درد ہمی شوم بہ دردے
سرگم پیدا درون ایں کتاب — از زخمہ دل می کشم بروں شرب
ایں سخن کے شعر باشد اے پسر — ایں ہمہ ذکر است و آیات و خبر

ساقیا آں شراب انگوری — می خواہم کہ دوست صد دوری
لازوال است آں مئے وحدت — آں بنوشاں رموز مہجوری

آمدکرم در کار تو از ناچہ می جوئی دگر — جاں رفت در بازار تو از ناچہ می جوئی دگر
کار عجائب کردہ با غمزہ جانم بردہ — بر من ہنوز آوردہ از ناچہ می جوئی دگر
شب روز من درماندہ ام بر کوی تو سر دادہ ام — استادہ ام افتادہ ام از ناچہ می جوئی دگر
الحال بشنو نالہا کردم بنوبت سالہا — دا نوت بدل از نالہا از ناچہ می جوئی دگر

سندھی .... نالی سیتر سالکن — ایھا امانت عشق جی
یعنی فرشتوں کو بھی عشق کی وہ دولت میسر نہیں ۔ جو بطور امانت انہیں عطا کی گئی
حق انا الحق نی چیو — پر صحیح نظر منصور ہو
یعنی بظاہر دیکھنے میں منصور تھا ۔ ورنہ حق نے جو کہا تھا ۔ کہ میں حق ہوں
وڏي چيٺ وڻ تہ وڍائي جا — شو چوٹ م نا ہی تیں سی
یعنی شعر باعث شہرت و تکبر ہے ۔ تو اس کے سایہ دار درختوں کو کاٹ دیجئے

سرائیکی شاعری حقیقت یہ ہے کہ حضرت سچل سرمست ایک فطری شاعر تھے ۔ طبع بہت موزون پائی تھی ۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بیک وقت میں عام طور پر آپ جو شعر کہتے تھے آپ کے مرید اور عقیدتمند نوٹ کرتے جاتے تھے ۔ ایک بات جو خاص طور پر قابل لحاظ ہے ۔ وہ حضرت سچل کی موسیقی سے غیر معمولی دلچسپی ہے ۔ آپ کا سرائیکی کلام قریب قریب سارے کا سارا کسی نہ کسی دھن اور سُر کے مطابق کہا گیا ہے ۔ مولانا محمد صادق رانی پوری نے سندھی اور سرائیکی ادب کے طالب علموں پر احسان کیا ہے ۔ کہ ہر کافی کے ساتھ اسکے سُر اور موسیقی کی خاص دھن بھی درج کر دی ہے ۔ بالخصوص ان کے سرائیکی کلام کے مجموعے کے ساتھ

دوسری خصوصیت جو حضرت سچل سرمست کے سرائیکی کلام میں بدرجہ اتم موجود ہے ۔ ان کے جذبے کی حرارت ہے ۔ انہوں نے سرائیکی کلام میں بھی انتہائی جذبہ سے کام لیا ہے ۔ اس حقیقت کے باوجود کہ اس زبان میں آپ کے ذخیرہ کلام کا دو تہائی حصہ تصوف وحدت الوجودی خیالات کے بیان اور تشریح سے متعلق ہے ۔ آپ نے عام تلمیحات اور عام فہم تشبیہات سے آسان زبان اور سہل طریقہ اختیار کیا ہے

بہت سے مبصرین کا خیال ہے کہ [illegible] اور انتہا پسندانہ خیالات حضرت سچل سرمست کے وحدت الوجودی کے نظریے میں زیادہ [illegible] انہوں نے دوسرے ممتاز صوفی شعرا کی طرح وحدت الوجود [illegible] کی نمائندگی [illegible] انسان دوستی اور [illegible] رجائیت پیدا کر [illegible] مجموعہ بنایا

وفات آخری عمر میں بھی حضرت سچل کی صحت اچھی رہی ۔ مرض الموت کا آغاز [illegible] سے ہوا [illegible] یہاں تک کہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء کو نوے سال کی عمر میں انتقال فرمائے ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سندھ کے معروف سخنور بیدل فقیر نے ان کی رحلت پر فارسی اور سندھی میں تاریخ وفات

کہیں۔ فارسی قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو

چو سالک بتجوزین عالم مجاز
سوئے آشیاں رفت چوں شاہباز
زہے صاحب وجد منصور وقت
کہ بے مثل بودہ بہ سوز و گداز
بہ ہنگامہ سرجوشی حالتش
نگاہش ہمی بود طالب نواز
بہ نیم التفاتی کزو یافتند
بہ یک لحظہ گشتہ راہ دراز
ز ہر دو جہاں دست شستہ آں کسے
ایشں محرم راز آں عشق باز
چوں شد جان او عازم وصل اصل
شنید ارجعی با ہزار عز و ناز
دلم جست سال وصالش نہاں
بگفتا کہ دریائے ذخار راز
۱۳۴۲ھ

ترجمہ :

۔ اے پروردگار! میں مسکین جس طرح کی بھی ہوں مجھ کمزور پر اپنے درگذر فرما
۔ خواہ میرا دامن میلا ہے۔ یا میں بے بضاعت ہوں۔ اسکے باوجود تیری مخلوق اور بندگی گزار ہوں
۔ میری غلطیوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر کر۔ اور میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرما
۔ آپ ہی کے در قدرت کی دست نگر ہوں۔ آپ ہی کی نظر کرم کی منتظر ہوں
۔ آپ کی ذات پردہ پوش ہے۔ میرے گناہوں کی تحقیق نہ فرما
۔ مجھ بدصورت کی کوتاہیوں کو برداشت کر۔ اور از راہ عنایت میری طرف آ
۔ مجھے اپنے حسن ازل کے شرف دیدار سے مشرف فرما۔ تاکہ میرے دکھ ختم ہوں

دُعا

ننگڑا نمانڑی دا — جیویں تیویں جولنڑا
میلی ہاں پامنڑی ہاں — بیشک تیڈی بندی ہاں
ڈھکیں میڈا ڈھولنڑا — میڈے عیب نہ پھولنڑا
پئی ہاں تیڈے پیارے — لگی ہاں تیڈے لارے
تیڈی ذات ستاری — ڈوہ نہ میڈے گولنڑا
نال کوجھی دے جالنڑا — اساں کنے دل آونڑا
یار سچل توں لہن کشالے
گھونگھٹ اپنا کھولنڑا

(سر سپاڑی)

نعت

کل نبیاں دا سرتاج محمدؐ
بحر خوف امواج محمدؐ
قاب قوسین او ادنیٰ
شرف شب معراج محمدؐ
امت تیری کیوں غم کھاوے
جیندی تیکوں لاج محمدؐ
سچل کوں غم کوئی ناہیں
لیتا لا محتاج محمدؐ

—

شمع شباہت رخ دی ڈٹھم شور گھتیندی شبی
نا مخلوق سڈیجے اس نوں رنگ سموا ربی
رومی نا ایرانی جانے رکھدا عزم عربی
سچل دا وچ ڈوھاں جہاناں مشکل حل مربی

(سر [illegible])

۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء کے سرتاج ہیں۔ اور ان کی تعلیمات
خودشناسی اور خداشناسی کا ذریعہ ہیں
۔ نبی آخرالزمان پر معراج کی جو فضیلت ارزاں ہوئی وہ بے مثال ہے
جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ سورہ والنجم ۔۹ صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا
بلکہ اس سے بھی کم
۔ آپ کی امت مسلمہ کیوں غم کرے۔ کیونکہ خود آپ کو خیال ہے اسکا
۔ بچل کو بھی کوئی غم نہیں۔ کیونکہ آپ کی محبت نے اسے بھی ایک شان بے نیازی عطا کر دی ہے

(۲)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ انور کی شمع کا نور میں نے دیکھا ہے جس نے
تاریکیوں کو دور کر دیا ہے
۔ حضور کو خدا کی حقیقت سے کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ ان کی ذات میں تو صفات الٰہی کی جھلک
نظر آتی ہے۔
۔ حضور سرور کونین کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ان کے اندر عالم غیب کے
عکاس ہیں
۔ حضور کی ذات اقدس بچل کیلئے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں مربی اور سرپرست کی ہے
اور مشکلات حل کرنے والی ہے۔

حسن و عشق

ڈوہڑے
کافیاں
سی حرفیاں
غزلیں

ڈوہڑے

(۱)

اکھیاں باز عقاب سوہنے دیاں شور گھتن شہ زوریاں
مست ہوون مستانیاں ڈوہیں ڈادھے کیف کٹوریاں
مثل ونج ڈدن مہتاب فی روشن یا وت نور کٹوریاں
خونی خون کریندیاں سچل تاں بھی سدا سگوریاں

(۲)

اکھیاں باز عقاب سوہنے دیاں کرن پروں پرواز وڈے
اگوں انہاں مشتاقاں دے ہوندے سو نیاز وڈے
بانہاں بدھ گھت گل وچ گاری کردے کھڑ ایلا زوڈے
تاں بھی سچل معشوقاں دے ہوسن غمزے ناز وڈے

(۳)

شیر اکھیں شہ زور سوہنے دیاں برچھیاں یا تلواراں
حاکم سخت حکومت والیاں سائیں آپ سنواریاں
مارن ملک دیس دا یار دقابض رہن قراریاں
کتنیاں ہیں بادشاہیاں ڈٹھیاں سچل انہاں اڈاریاں

ترجمہ :

(۱)

۔ محبوب کی آنکھیں عقاب اور باز کی طرح نگران اور شہ زور ہیں۔ یعنی ان آنکھوں کا حسن زور آور ہے
۔ ملکے بھورے رنگ کی ان آنکھوں میں بلا کی کیفیت ہے۔ اور ان دو آنکھوں میں مستی بھی بہت ہے
۔ جیسے دو چاند روشن ہیں یا نور کے پیالے ہیں
۔ اے سچل محبوب کی آنکھیں خون کرتی ہیں۔ تڑپاتی ہیں۔ اسکے باوجود سدا بہار ہیں اور تازہ ہیں

(۲)

۔ محبوب کی آنکھیں عقاب کی طرح ہیں۔ جو بہت بلند پرواز کرتے ہیں
۔ محبوب کی آنکھوں کے آگے عاشقوں اور مشتاقوں کو بے اندازہ نیاز کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے
۔ اس طرح گویا ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر اور گلے میں اپنی صلیب ڈالے بے پناہ زاریاں کرتے ہیں
۔ اس کے باوجود اے سچل معشوقوں کے ناز و انداز اور غمزے بہت ہوتے ہیں

(۳)

۔ میرے محبوب کی آنکھیں بہت شہ زور اور برچھیوں اور تلواروں کی مانند ہیں
۔ یہ آنکھیں ایسے حاکم کی طرح ہیں جسکی حکومت بہت سخت ہے۔ انہیں قادر مطلق نے خود سنوارا ہے
۔ محبوب کی آنکھیں دوسرے ملک فتح کرتی ہیں۔ پھر ان ملکوں پر پوری طرح قابض ہو کر فرمانروائی کرتی ہیں
۔ اے سچل میں نے کتنی ہی ایسی بادشاہیاں دیکھی ہیں جنہیں ان آنکھوں نے زیر کرکے اڑا دیا

ڈوہڑے

(۴)

سوہنے دیاں ایہ ظالم اکھیں شیر وتن جھن شوری
شور گھتن شہزادیاں ڈو نھیں کیفی کیف ککوری
نینہ دے نیزے برچھیاں چاون یا وت جام کٹوری
کرن تاراج دلاں کوں سچل زور آور نال زوری

(۵)

شیر اکھیں دے غالب ہوندے اُتے شیر جنگل دے
شیر اکھیں توں کوئی نہ بچسی آسی وتج جنگل دے
جھنگ والا تاں مڑ ویندا ایہ کھڑ دا کان قتل دے
مارن باجھوں مشتاقاں دے سچل مول نہ ٹل دے

(۶)

اکھیاں عشق تے عشق نی ابرو مژگاں عشق بھوئی
جادوگر دا جادو ڈاڈھا سبھ نوں حیرت ہوئی
عاشق ڈیکھ حسن دے مرچے حال وجیندا اوئی
سچل تیر کماناں نازاں بچ نہ ویندا کوئی

ترجمہ :

(۴)

میرے محبوب کی ظالم آنکھیں دھاڑنے والے شیر کی طرح زور آور ہیں۔
یہ بھوری آنکھیں کیف ہائے دو نرم و نازک شہزادیوں کی طرح ہیں۔ جن کا ہر طرف شور اور شہرہ ہے۔
ان کے ہتھیار یا تو عشق کے نیزے اور برچھیاں ہیں۔ یا پھر محبت کے جام۔
اے سچل یہ اس قدر زور آور ہیں۔ کہ دل کی مملکت کو فتح کر کے برباد کر دیتی ہیں۔

(۵)

محبوب کی آنکھوں کے شیروں سے زیادہ طاقتور اور غالب ہوتے ہیں۔
یہ ایسے شکاری ہیں۔ کہ ان کے چنگل میں جو بھی آ گیا۔ وہ بچ نہیں سکے گا۔
جھنگ والا عاشق (رانجھا) تو واپس بھی چلا جاتا ہے۔ مگر محبوب کی آنکھیں ایک ایسے شیر کی مانند ہے۔
جو اے سچل عشاق لوگوں کو مارے بغیر کبھی نہیں ٹلتے۔

(۶)

آنکھیں سراپا عشق ہیں۔ عشق ابرو ہے۔ اور مژگاں بھی سراپا عشق ہی ہیں۔
یہ جادوگر کا جادو ہے۔ جس پر سب کو حیرت ہے۔
عاشق محبوب کے حسن کے انداز دیکھ کر اپنا حال تباہ کر لیتا ہے۔
اے سچل ناز و ادا کے تیر کمان کی زد سے بچ کر کوئی بھی نہیں جا سکتا۔

ڈوہڑے

(۷)

سوہنا یار خراماں آیا ناز غرور غمناز کنوں
ٹک کھڑے شہباز تے شکرے چیشماں دے پرواز کنوں
دہشت جھل نہ سگی باراں چھپ کھڑے آواز کنوں
عشق دی آیت پڑھی مشتاقاں حسن دے ایں بیاض کنوں

(۸)

مشتاقاں کوں یار سوہنے دیاں جھکن کریندیاں چھماں
ڈیکھ عشاق کبھی وقت اوہیں دم بھرڈے چاون ٹماں
حسن دی ہاک پئی وچ ہر جاہ کیا ایجھ کیا ہماں
سچل غریب کوں راتیں ڈینہاں غمزہ لایا غماں

(۹)

ہک ڈیہاڑے مار گھتوسے یار سوہنے دے لٹکے
ساہ سر روں اہے کڈھ نیتا چٹ پٹ تنہاں دے چٹکے
کون ہووے جو فوج حسن کوں آکے اگوں ہٹکے
سُدھ انہاں کوں سچل اتھاں جیہنم جنہاندی اٹکے

ترجمہ :

(۷)

میرا محبوب اپنے ناز و ادا کے ساتھ چلتا ہوا آیا ۔
اسکی آنکھوں کی چمک اور چہار طرف نگرانی کے سامنے عقاب اور شکرے کی ہوشیاری ماند تھی ۔
میرے محبوب کی آنکھوں کی چمک اور اثر کا سامنا عقاب تک نہیں کر سکتے ۔ اور وہ خاموش رہتے ہیں ۔
مشتاقان دیدنے حسن کی اس بیاض سے عشق کی آیت کا مطالعہ کیا ۔
سچل کو ان سب باتوں کا علم اسکے شہر دراز اشریف سے ہوا ۔

(۸)

عاشقوں کو محبوب کی دلنواز ادائیں نڈھال کر دیتی ہیں ۔
اور عشاق اپنے محبوب کو دیکھتے ہی اپنی زندگی سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں ۔
میرے محبوب کے حسن کا شہرہ چار دانگ عالم ہے ۔ کیا مشرق اور کیا مغرب ۔
سچل غریب کو ان حسین اداؤں نے شب و روز کے غموں میں مبتلا کر دیا ۔

(۹)

ایک دن حسین محبوب کے غمزہ و ادا نے مار ہی ڈالا ۔
اسکی اداؤں نے جسم سے قریب روح کو نکال لیا ۔
کس کی مجال ہے ۔ کہ حسن کی اداؤں کی فوج کی یلغار کا راستہ روک سکے ۔
اے سچل اس کا اندازہ صرف انہی کو ہے ۔ جن کی آنکھیں عشق و محبت میں اٹک گئی ہیں ۔

(۱۰)

بانکے نین سپاہی لڑدے زوراں روز نہ ٹلدے
مشتاقاں دے وت مارن باجھوں پچھے موڑ نہ ولدے
خوش ہوون خونریزی کونوں چال ستم دی چلدے
نور پریاں ڈو نخیں شمعاں وانگوں لعل یاقوتی بلدے
عاشق یار بیچل نہیں کھڑدے اگوں اکھیں تے جلدے

(۱۱)

بانکے نین ٹھگن دے غالب ماروینڈے مشتاقاں
دلیاں لٹ نیون ہکواری کردے کم قزاقاں
ہانھ بدھ کھڑوتے اگوں صفاں صف عشاقاں
عشق والیاں دیاں ہردم بیچل وچ چمیجن خاکاں

(۱۲)

وقت نماز دیگر دے ڈٹھم واہ حسن دے چالے
پیچوں پیچ لٹکدے گل تے اکیس بشیہر کالے
ڈوجھے ڈیکھ حکومت شالے نین نواب نرالے
مژگاں تیر کماناں ابرو مارن کرن نہ ٹالے
کائی نہ رکھدے کہیں دی مست کرن متوالے
لعل لباں یاقوت رمانی عالی منصب والے
بیچل ڈیکھ انہاں دے اگوں کیتا حال حوالے

ترجمہ :-

(۱۰)

. بانکے نین ایسے جنگجو سپاہی کی طرح ہیں ۔ جو بڑی سے بڑی طاقت سے بھی نہیں رکتے
. صاحبان شوق کو مارے بغیر واپس نہیں آتے
. خون بہا کر خوش ہوتے ہیں ۔ اور اس ستم سے باز نہیں آتے
. محبوب کی آنکھیں روشنی کی دو پریاں ہیں ۔ یا شمعیں ہیں ۔ یا لعل و یاقوت ہیں ۔ جو روشن ہیں
. اے بیچل محبوب کی آنکھوں کے آگے عاشق بے بس ہیں ۔ اور اس روشنی کے سامنے ان کے چراغ نہیں جلتے

(۱۱)

. محبوب کی شوخ آنکھوں کا غلبہ عاشقوں کو نڈھال کر دیتا ہے
. یہ (سحر طراز) آنکھیں شیروں کا کام کرتی ہیں ۔ اور دلوں کو لوٹ لے جاتی ہیں
. اس (جادو) کے سامنے گویا عاشق بے بس ہیں ۔ اور ہاتھ باندھے کھڑے ہیں
. اے بیچل چاہئیے یہ ۔ کہ ہم اہل عشق کے قدموں کو جا کر چومیں

(۱۲)

. میں نے عصر کی نماز کے وقت حسن کا عجب دلفریب منظر دیکھا
. محبوب کی زلفوں کی لٹیں سیاہ سانپوں کی طرح اسکی گردن میں پڑی ہوئی ہیں
. دوسرے یہ کہ محبوب کی آنکھیں قدرت ۔ غلبہ اور تحکم کا انداز لئے ہوئے ہیں
. مژگاں گویا تیر ہیں ۔ ابرو کمان ہیں ۔ اور یہ مار ڈالنے سے ذرا بھی گریز نہیں کرتے
. ان کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں ۔ یہ ایسے مست ہیں ۔ جو دوسروں کو متوالہ بناتے ہیں
. ہونٹ لعل یاقوت ہیں ۔ بیش بہا انمول ... اے بیچل دیکھ ہم نے اپنا جگر ان کے حوالے کر دیا ہے

(۱۳)

ڈٹھا ہیں رخسار سوہنے دا خوش خورشیدی خوبی
اکھیاں قاتل تیسوں قہاری مشعل منہ محبوبی
عشاقاں کوں آکرے اسیری عشق والی اسلوبی
نامخلوق اکھیجے سچل سارا رنگ ربوبی

(۱۴)

چمکن ، جھلکن ، جھمکن رخ تے واہ موتی دے دانڑے
ساگی صورت حق دی ڈیکھو جے کوئی آن سنجانے
جھلکن جوڑ جبین تے جادو یار سوہنڑے کوں بھانڑے
سچل قدر انہاں دا جانڑاں یا دت آپ او جانڑے

(۱۵)

چوڈس چندر ہے منہ محبوبی واہ وسیع پیشانی
ڈیکھن نال حیران ہوئے رنگ سارا رحمانی
جھلک اہندی کوں جھلے جو ہیوئی نور نشانی
سچل حسن حسیناں اتوں جان کیتی قربانی

ترجمہ :-

(۱۳)

. میں نے محبوب کا چہرہ دیکھا ہے ۔ سورج کی طرح روشن اور پُرنور ہے
. آنکھیں اسکی قاتل ہیں ۔ اور محبوب کے چہرے پر مشعلوں کی مانند ہیں
. عاشقوں کو اسیر کر لیتی ہیں ۔ اور ان کو عشق کے انداز سے زیر کرتی ہیں
. یہ حسن بے پناہ اس قدر اعلیٰ ہے ۔ کہ اسے مخلوق نہیں کہنا چاہیئے ۔ بلکہ یہ تو حسن ازل اور
حسن حقیقی کا ہی حصہ ہے ۔ اور اسی کا رنگ لیئے ہوئے ہے

(۱۴)

. محبوب کے روشن چہرے پر جواہر کے دانے چمکتے دمکتے اور جھلمل کرتے معلوم ہوتے ہیں
. اگر کوئی اس حسن کو پہچانے ۔ تو بالکل حسن حقیقی کا یہ پرتو ہے
. محبوب کی پیشانی پر جو روشنی کی جھلمل ہے ۔ اسکی پیشانی بہت وسیع ہے
. اے سچل اس محبوب کی قدر یا تو میں پہچانتا ہوں ۔ یا پھر وہ خود جانتا ہے

(۱۵)

. میرے محبوب کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہے ۔ اور اسکی پیشانی بہت وسیع ہے
. اس مجسمہ حسن کو دیکھ کر ہم حیران رہ گئے ۔ کیونکہ اس میں تو جمال الٰہی اور حسن رحمانی کی جھلک ہے
. اس کی چمک اور روشنی کو کون روک سکتا ہے ۔ کیونکہ چہرہ تو نور سے منور ہے
. اے سچل حسینوں کے حسن و جمال پر تو میں نے جان تک قربان کر دی ہے

(۱۶)

لعل یاقوتاں کوں شرماوے نرم لباس دی لالی
سرخی سوہنے واہ جو لائی ہوٹھ جیہے منصب عالی
لالے داغ رکھیا دل اتے ڈیکھ کے حسن دی چالی
مرکن نال جو محکم کیتس سچل مست موالی

(۱۷)

سرخ لباں ہن لعل رمانی یا یاقوت یمانی
موتی مونہہ اگوں شرمندے ہیرے تھیئے حیرانی
جھلک جھلک رخسار سوہنے دا پرتو نور پیشانی
سچل ڈیکھ تجلی منہ دا سوئی دل دیوانی

(۱۸)

جادو جوڑ جبین تے رکھیا سوہنے یار سجانے
ڈیکھ کئی حیران تھیئے او شاہ گدا تے سیانے
سچل عاشق تھیوݨ آشفتہ جا نہیں ملوانے

ترجمہ

(۱۶)

. محبوب کے نرم وگداز لباس کی سرخ رنگت سے لعل و یاقوت شرمارہے ہیں
. سرخی جو میرے محبوب نے ہونٹوں پر جمارکھی ہے . اس کا جمال بہت بلند منصب ہے .
. حسن کی یہ دلفریبی دیکھ کر لالے کے پھولوں میں رشک سے داغ پڑ گیا
. محبوب کی دلنواز ادا نے سچل کو بے خود اور مست بنا دیا

(۱۷)

. محبوب کے سرخ لب لعل یمن اور عمان کی طرح انمول ہیں
. اسکے چہرے کی تابانی کے سامنے جواہر اور ہیرے خجل اور بے اثر ہیں
. اسکے چہرے پر روشنی اور تابانی کی جگمگاہٹ نے اسکی پیشانی کو پرنور بنا دیا ہے
. اے سچل اپنے محبوب کے رخ کی اور روشنی دیکھ کر دل دیوانہ ہوگیا ہے

(۱۸)

. میرے محبوب پُرجمال نے اپنی پیشانی پر جادو کی کشش رکھی ہے
. بادشاہ ہو یا گدا جو بھی اسے دیکھے . اس حسن وجمال پر منہ تکتا رہ جاتا ہے
. اے سچل اس حسن وجمال کا عاشق زار ہونا ملاؤں کے بس کی بات نہیں

(۱۹)

سوہنا ناز غماز سیتی وہ چال عجائب چلے
شمس قمر شرمندے ہوئے مکھڑے ڈیکھ تجلے
کون دلیر جو ہووے اِتھاں تاب حُسن دی جھلے
وال وُھنیل کا ریہر کاے ول ول چھلے چھلے
روز ازل کنوں یار سچلؔ میں ہیم انہاندے پلے

(۲۰)

یار میڈا ہے یاقوتیں داوت لعلیں دا ونجارا
سرخی لعل لباں تے لاتُس کھلیا گل ہزارا
برگ دوپہری تھیا شرمندہ ڈیکھ عجائب سارا
سوہناشالا ہمیشہ ہووے سچلؔ باغ بہارا

(۲۱)

دل ول وال تے سو سو چھلے پھاہیاں جوڑ کھڑا لیس
سحر جادو منڈ ڈیکھ انہاں تے طرحیں طرح پڑھالیس
عشاقاں دیاں کردیں دوانیاں حکماں حکم پھسالیس
بھجے سچلؔ عاشق کیویں حُسن دی فوج چڑھالیس

ترجمہ

(۱۹)

. میرا محبوب ناز و ادا کے ساتھ عجب چال چلتا ہے
. سورج اور چاند اسکے چہرے کی تابانی کو دیکھ کر شرما جاتے ہیں
. ایسا کون دلاور ہوگا ۔ جو اس حسن بے حساب کی تاب لا سکے
. میرے اس مجسمۂ حسن محبوب کے سیاہ بل کھاتے ہوئے بال گھنگریالے ہیں
. اے سچلؔ میں روز ازل سے ہی اس مجموعۂ حسن محبوب کے بس میں ہوں

(۲۰)

. میرا محبوب یاقوت اور لعل و جواہر کا بیوپاری ہے
. اس نے اپنے لبوں پر سرخی اس طرح لگائی ہے ۔ جیسے شہر محبوب ہزارہ کا پھول کھل گیا ہو
. اس رنگ و روپ نے گل دوپہری کو شرمندہ کر دیا
. یارب میرے محبوب میں ہمیشہ کیلئے سدا سرسبزی اور شادمانی کی کیفیات پیدا کر ۔ وہ سدا باغ و بہار رہے

(۲۱)

. میرے محبوب نے اپنے سر کے بالوں کے ایسے چھلے بنا رکھے ہیں ۔ جیسے یہ پھانسی کے پھندے ہوں
. جادو اور سحر ہے ۔ کہ اسکے قبضۂ اثر میں ہے
. اس حُسن بے مثال نے عاشقوں کے دل دیوانے کر دیئے ہیں ۔ اور گویا حکماً ان کو اسیر کر لیا ہے
. اے سچلؔ عاشق بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے ۔ کیونکہ اسکے حسن و جمال کی فوجوں نے ہر طرف
سے اہل دل کو محصور کر دیا ۔

(۲۲)

سوہݨیاں دے بݨ مژگاندی وہ ڈٹھم نیزے بازی
سینے مار تباہ کرن کرائیڈی دست درازی
عاشق جھل بگھی گھت کپڑا آپ تھیون ایلازی
ڈیون سر سچل آ ڈیکھݨ غمزے دے وِچ غازی

(۲۳)

مہندی لا ہتھاں کوں آندا سوہݨا بانہہ لڈا کے
جا توسے مشتاقاں کوں وت آیا آپ کہا کے
ڈو نہیں دستاں خون انہاندے وِچوں سرخ بنڑا کے
سبھ کوں آن ڈکھالݨ لگا سچل ہس الا کے

(۲۴)

سوہݨیاں نال میں سوہݨی ہوواں بن سوہݨیاں میں کوجھی
باجھ حسن ہوہو دی تھیوے دل ملول تے موجھی
سچل راہ ہزاراں وِچوں راہ لبھی میں سوجھی

ترجمہ

(۲۲)

میں نے اپنے محبوب کی مژگاں کی نیزہ بازی کا منظر دیکھا ہے
وہ نظر کے تیر سینے میں پیوست کر کے گھائل کر دیتے ہیں۔ اور اس دست درازی
سے باز نہیں آتے
عاشق صاحبان عرض نیاز کے طور پر اپنی گردن میں کپڑا ڈال کر انتہائی بے چارگی اور زاری کا اظہار کرتے ہیں
اے سچل بہادر غازی بھی اگر حسن و جمال کے ان مناظر کو دیکھیں۔ تو اپنا سر قربان کرنے پر تیار ہو جائینگے

(۲۳)

محبوب اپنے ہاتھوں کو مہندی لگا کر اور بازو لٹکاتا ہوا آتا ہے
ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس ادا سے گویا مشتاق ذبح ہو ہو جاتے ہیں
اس طرح عاشق کے ہوئے دونو ہاتھ سرخ ہوتے ہیں
صاحب حسن و جمال محبوب کی سادگی ملاحظہ ہو۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں کی مہندی ہنس ہنس کر خود ہی
دکھا بھی رہا ہے۔ حالانکہ ان سے عاشقوں کے دل ٹوٹ گئے ہیں

(۲۴)

میں محبوب حسینوں کے ساتھ بھلی لگتی ہوں۔ ان کے بغیر میں بدصورت ہوں
حسن کے بغیر بدنامی بھی ہوتی ہے۔ اور دل بھی ملول اور اداس رہتی ہے
اے سچل یہ حسن پرستی کی راہ میں ہزار راستوں میں۔ صحیح دیکھ کر پسند کی ہے

(۲۵)

سوہنا یار ہمیشہ ساڈے نال بھی کھلدا ہسدا
ہک دم دور نہ تھیوے ساتھوں وچ اکھیں دے وسدا
بیا کوئی کم نہ جانے ہرگز کھل کھل دلڑی کھسدا
نہیں نبھاہ اساں نال سچل گالھ اہائی ڈسدا

(۲۶)

عشق لگا گھر وسر گیو سے مطلب سدھ تھیوے
حاصل آ تھیوے سارا جو کجھ آپ منگیوے
سود زیاں کنوں میاں سچل ہن تاں چھٹ پیوسے

(۲۷)

یار ساڈا ہر صورت دے وچ نال سبھاں رل وینداں
کنھاں دے نال ہمیشہ ہوندا کنھاں کنوں چل ویندا
ملیھی یار کنھاں نال بہندا ڈیکھ کنھاں ول ویندا
عاشق جھر جھر وجن اتھاں جیویں برف کرا گل ویندا
بجھ دا تاب نکھیرا سچل کوئی کوئی جھل ویندا

ترجمہ:

(۲۵)

. صاحب حُسن محبوب ہمیشہ ہی ہمارے ساتھ ہنسی خوشی بات کرتا ہے
. وہ ایک پل بھی ہم سے دور نہیں ہوتا اور ہر وقت میری آنکھوں میں بستا ہے
. وہ اور کوئی کام نہیں جانتا . بس ہنس ہنس کر دل چھینتا ہے
. اے سچل بس وہ یہی بات بتاتا ہے . کہ سچل ہمارے ساتھ نبھاہ نہیں

(۲۶)

. ہم عشق میں مبتلائے عشق ہوئے تو گھر بھول گیا . اور مطلب ملا
. بالآخر وہ منزل مل ہی گئی جسکی طلب ہم نے کی تھی
. اے سچل وہ یوں . کہ اب نفع نقصان کے فرق سے بے نیاز ہوگئے ہیں

(۲۷)

. ہمارا محبوب حسین سب کے ساتھ عجب طرح وابستہ ہے
. کچھ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ ہوتا ہے . اور کچھ سے جدا ہو جاتا ہے
. بعض کے ساتھ تو آرام سے نشست کرتا ہے . اور کچھ کو دیکھ کر ہی چلا جاتا ہے
. محبوب کے حسن و جمال کے سامنے عاشق اس طرح گھُل جاتے ہیں . جیسے برف کے
اولے پگھل جاتے ہیں
. اے سچل سورج کی گرمی تیز ہے جسے کوئی صاحب دل ہی برداشت کرسکتا ہے

(۲۸)

سوہݨے ڈیاں سوت سوہݨیاں گالھیں یاد ویندیاں میکوں آندیاں
رو رو حال وڃاڑاں سارا درد بھی دل کوں لاندیاں
سچل بانھ لڈا جو آندا اوہے گھڑیاں میکوں بھاندیاں

(۲۹)

سوہݨی صورت یار سوہݨے دی ڈٹھم جو ہک ڈیہاڑے
دست کیتیں تلوار برہ دی مارے وت الارے
کھڑے رہن بدھ بانھاں اگوں عاشق وچ نظارے
روبرو معشوقاں سچل ڈیندے سر بے چارے

(۳۰)

غازیاں نوں غم کیہا یارو سر دا سانگ نہ کردے
وچ میدان محبت والے مردانے تھی مردے
نال اُنہاں دے تھیوے نہ یارا جو ہوون بے دردے
سچل عاشق اینویں سنجاپن رو جنہاندے زردے

ترجمہ

(۲۸)

۔ میرے خوبصورت دوست کی خوبصورت یادیں جب بھی آتی ہیں
۔ میں رو رو کر اپنا حال خراب کر لیتی ہوں
۔ اور یہ یادیں دل کو درد دیتی ہیں
۔ اے سچل میرا محبوب بازو ہلاتا ہوا جب آتا ہے۔ تو مجھے یہ منظر بہت اچھا لگتا ہے

(۲۹)

۔ میں نے ایک دن اپنے محبوب کی صورت دیکھی
۔ اسکے ہاتھ میں گویا فراق کی تلوار ہے۔ جسکے ساتھ وہ قتل کرتا ہے
۔ بارگاہِ حسن میں عاشق دست بستہ کھڑے رہتے ہیں
۔ اے سچل معشوق بارگاہِ حسن میں جان کی قربانی دے دیتے ہیں

(۳۰)

۔ دوستو: غازیوں کو کونسا غم ہے۔ وہ تو سر کی بازی لگانے سے نہیں چوکتے
۔ محبت کے میدان میں عاشق مردانہ وار قربانی دیتے ہیں
۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کبھی نہ ہو۔ جو بے درد اور سنگدل ہوں
۔ اے سچل عاشق صرف اسی طرح پہچان لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں

(۳۱)

اساں مسافر ڈھگ نہ سوہنا عاشق ہیوں دم دے
ہاں بے پچھوں ڈیویں اساکوں نت نت غمزے غمدے
کیا مینکوں آکھیں دل دل تساں نہیں ساڈے کم دے
سچل یار سوہنے دے ہوندے ایڈے کم ستم دے

(۳۲)

ڈیکھ کے حسن سوہنے دا زاہد پڑھدا حسبی حسبی
ڈٹھس زمین تے دم ترت ہتھوں سا دی سادی تسبی
سچل کھڑا اتھ تسبیح والا کوبل نہ کھڑدا کسبی

(۳۳)

حسن دے جوہر کارے چڑھدے بانکے نین سپاہی
شہر دلیں دا لٹ کے نیوں ڈیندا عشق گواہی
عشاقاں تے سر چڑھ آوے فوج حسن دی شاہی
سچل نمانے داتوں جگ دچہ پردہ رکھیں الٰہی

ترجمہ

(۳۱)

. اے میرے حسین محبوب ہم مسافر ہیں . تجھ پر فدا ہیں ہم سے دغا نہ کرنا
. آپ مجھے اپنی اداؤں کے ساتھ یکے بعد دیگرے غم دے رہے ہیں
. آپ مجھے بار بار کیوں کہتے ہیں . کہ تم کسی کام کے نہیں ہو
. اے سچل جمالِ یار کے ہاتھوں اس قدر ستم ہمارے ساتھ ہو رہے ہیں

(۳۲)

. محبوب کے جلوہ حسن کو دیکھ کر حسبی اللہ پڑھتا ہے
. محبوب کو دیکھتے ہی اسکی سبز رنگ تسبیح زمین پر گر پڑی
. اے سچل جہاں حسن حقیقت کا مظہر ہو . وہاں ریاکاروں کا کیا کام

(۳۳)

. بانکے نین دراصل حسن کے ہرکارے ہیں . جو پہلے حملہ کرتے ہیں
. دلوں کے شہر لوٹ کرے جاتے ہیں . عشق اس واردات کا گواہ ہے
. فوج حسن کا غلبہ عاشقوں کے سر چڑھ آتا ہے
. الٰہی ! دنیا میں تو سچل بے چارہ کا پردہ رکھ لینا

(۳۴)

سوہنا سائیں بخش اساکوں جو کوئی ڈوہ کیتوسے
نام خدا دے عفو کریں جو تیڈے نینہ نیتوسے
پلو تساڈا روز ازل کنوں دلبر دست لیتوسے
اپنا جان ڈیچل کوں سوہنا تیکوں پلو گھیتوسے

(۳۵)

یار سوہنا شل ہووے ہمیشہ نو بنو تازہ بتازا
روبرو اوہندے بہندے اساں مل کر شہر درازا
پو گیا تہاں دا شہراں شہرہ حسن والا آوازہ
نال سچل دے کڈاں نہ ہوندا بانکا بے نیازا

(۳۶)

سوہنے دے شل باغ حسن کوں کو باد نہ لگے
ہن دے عاشق اساں بھی نے عشق لاتوسے اگے
صورت سوہنی ڈیکھن نالے تن سچل دا تگے

ترجمہ

(۳۴)

۔ اے صاحب جمال! ہم سے جو بھی تقصیر ہوئی ہے۔ معاف کردے
۔ اللہ کے نام پر درگذر کرنا کیونکہ ہم نے تری بارگاہ حسن سے عشق کی نیت کی ہے
۔ روز ازل سے دوست آپ کا دامن ہم نے پکڑا ہے
۔ سچل کو اپنا شمار فرمایئے۔ کیونکہ آپ ہی کے دامن سے وابستگی اختیار کی ہے

(۳۵)

۔ میرا محبوب خدا کرے ہمیشہ سرسبز اور نوبہار و ترو تازہ رہے
۔ ہم اپنے محبوب کے سامنے شہر دراز میں بیٹھے ہیں
۔ آپ کے حسن کا شہرہ شہر شہر ہو گیا ہے۔ آپ کے حسن کا ڈنکا بج گیا ہے
۔ سچل کے ساتھ وہ حسن کا ں کبھی بے نیازی سے پیش نہیں آیا

(۳۶)

۔ خدا کرے موجب باغ حسن کو کبھی گرم ہوا نہ لگے
۔ ہم بھی کوئی نئے عاشق نہیں۔ بہت پہلے کیفیت عشق سے وابستہ ہوئے تھے
۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حسن کے یہ مناظر دیکھ کر ہی سچل کی جان بن جاتی ہے۔ اور وہ جی رہا ہے

(۳۷)

سوہݨے دے شل باغ حسن کوں نہ لگے باد خزانی
ہووے شان ہمیشہ تازہ جوبن جوڑ جوانی
سچل دلبر ساڈا آہا سارا رنگ ربانی

(۳۸)

سوہݨے گل اساڈے کوں کڈاں باد خزاں نہیں لگدا
ڈیکھݨ دے وچ تازہ بتازہ روح اساڈا تگدا
اہیں باجھوں کوئی سمجھے سچل نیش کوئی جیون جگدا

(۳۹)

امن دے وچ اکھ یار سوہݨے دی اللہ سنگت ساری
تنہن دے نال اساڈی آہی یکدل یارب یاری
دوستی دے وچ پچھیں جے میں کن سچل آکھݨ بچاری

ترجمہ :-

(۳۷)

. میرے صاحب جمال کے گلستان حسن کو خدا کرے خزاں کی ہوا نہ لگے
. خدا کرے میرے محبوب کا حسن و شباب ہمیشہ تازہ رہے
. اے سچل ہمارا محبوب اپنے حسن میں رنگ الٰہی کا مظہر ہے

(۳۸)

. میرا محبوب ایک ایسا پھول ہے ۔ جسے خزاں کی ہوا نہیں لگی
. اسے تازہ اور شاداب دیکھ کر میری روح کو توانائی حاصل ہوتی ہے
. اگر کوئی غور کرے ۔ تو اسے سچل معلوم ہوگا ۔ (عشق یا لگن کے بغیر) دنیا میں
زندگی بے سود ہے

(۳۹)

. سکون حاصل ہو ۔ تو محبوب کی آنکھ خدا کی بے نظیر تخلیق نظر آتی ہے
. اے پروردگار ترے حضور ہی وابستگی ہے
. اس دوستی میں اگر مجھ سے پوچھو ۔ تو اے سچل سچائی کو ملحوظ رکھنا ہی بنیادی بات ہے

حُسن وعِشق

کافیاں

کافیاں

(۱)

سوہنے نال اساڈیاں اکھیاں اڑکن ہو اڑکن
بار برہ دے دردمنداں دے جھڑکن ہو جھڑکن
غمزے یار سجن دے دو کڑکن ہو کڑکن
وزنیڈے تے عاشق شودے پھڑکن ہو پھڑکن
سوز تیڈے توں برہوں ڈاڈے تڑکن ہو تڑکن
عاشقاں دے سر سولی تے لڑکن ہو لڑکن
بھاہیں سچل میڈے دل وچ بھڑکن ہو بھڑکن

(سُرجوگ)

ترجمہ :-

(۱)

۔ صاحب حسن و جمال کے ساتھ ہماری آنکھیں لڑتی ہیں
۔ دردمند دلوں پر زرتت کے بوجھ میں اضافہ ہو جاتا ہے
۔ ادھر محبوب کے غمزے اور ادائیں دبجلی کی طرح کڑک رہی ہیں
۔ تیرے حسن کے دروازے پر عشاق تڑپ رہے ہیں
۔ تیرے سوز فراق کی شدت سے اہل عشق کانپ جاتے ہیں
۔ عاشقوں کی قربانیاں بے کنار ہیں ۔ ان کے سر سولی پر لٹک رہے ہیں
۔ اے بیدل میرے دل میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں

(۲)

نیناں دی عجب نگاہ دل دل ہوندیاں ہادی دے نال
ہادی ساکوں سراہیں دی ایسا ڈکھائی راہ
اتھاں بھیریاں ڈے کراہیں آپ لہاں ہرگاہ
کتلے تاہیں نظر نہ آیا بن اللہ آگاہ
اکھیاں دے وچ سب کجھ آہا متاں تھیوے گمراہ
بیدل تیکوں رمز ڈکھائی ہادی تھیا ہمراہ

(۳)

(مرجوگ)

غیر دے خام خیال کنوں ہن ہادی ساڈی توبہ توبہ
جیہیں تیہی تیڈی آہیں دور نہ کر وصال کنوں
آیوں آپ جمال ڈکھایں ہیں گئی ہاں ہر حال کنوں
نال سائیں دے ساکوں بچاویں غیر دی قال مقال کنوں
عرض اساڈی من توں ہادی قسم ہے بے سوال کنوں
گڈ ہوون داتیں آکھیا ساکوں کھلی آں ایں گال کنوں
دین کفر توں قسم چاتوسے ساڈی بس ایں وبال کنوں
عشق اساکوں سبق پڑھایا چھیہہ گئی دلڑی دال کنوں
کرم سبھوں کوڑی آکھے بچی تھیں ایں سنبھال کنوں
جان لے ڈتی نال بیدل دے بچ گئی ہیں جنجال کنوں

ترجمہ :-

(۲)

صاحب ہدایت کی نظر اپنی طرح کی اثر پذیریوں کے ساتھ موجود رہتی ہے
ہمارے رہنما نے ہمیں یہی راہ ہدایت دکھائی ہے۔ اور یہی راز سمجھایا ہے
یہاں ہر طرح کے حالات میں رہ کر دیکھا ہے۔ اپنے کئے کا نتیجہ خود بھگتنا پڑتا ہے
اللہ جل شانہ کے ذکر کے بغیر اہل خبر کو بھی کچھ نظر نہیں آتا
آنکھیں ہی دولت نظر کا سرچشمہ ہیں۔ اور اس حقیقت سے گمراہ نہیں ہونا چاہیئے
سچل کو راہنما نے ہمراہ ہو کر یہی رمز سکھائی ہے

(۳)

اپنے مرشد ہادی کے بغیر کسی راہ کے انتخاب سے توبہ کرتا ہوں۔ اور غیر کے خیال خام سے بھی تائب ہوں
میں جیسی کچھ بھی ہوں۔ آپ کی ہوں۔ اور منزل وصال سے دور نہ کرنا
آپ کے حسن بے مثال پر باب گئی ہوں۔ اور اپنے ہر حال سے بے خبر ہو گئی ہوں
اے محبوب مجھے اپنے ہمراہ رکھنا۔ اور غیر کی گفتگو سے محفوظ رکھنا
اے مرشد محترم : میری عرضداشت کو شرف پذیرائی بخشنے۔ میں اور کوئی سوال نہ کرنے کی قسم کھائی ہوں
آپ نے کھڑے ہونے کو کہا تھا میں اس بات پر قائم ہوں
ہم نے کفر اور دین کی پیروکاری سے قسم اٹھائی ہے۔ اس وجہ سے آزادی ہی بہتر ہے
عشق نے ہمیں یہی سبق پڑھایا ہے۔ دل اب دلائل کی محتاج نہیں رہی
سب لوگ مجھے جھوٹی کہتے ہیں۔ لیکن میں تیج تیج اپنے آپ کو نبھانے میں کامیاب ہو گئی ہوں
ہماری جان بھی سچل سرمست کے ہمراہ ہی گویا اس جنجال سے محفوظ ہو گئی ہے

(۴)

حسن دا اے ہرکارہ سوہݨے والا
آندا چڑھ کے بھر کر پیالہ سوہݨے والا

ڈیسیندا دستوں آݨ اساکوں ۔۔۔ کیفی بݨ ہشیارا سوہݨے والا
آوݨ نال جو لُٹ نتوݨے ۔۔۔ شہر دلیں دا سارا سوہݨے والا
بانکے نین انہاں دے ہوندے ۔۔۔ مار گھتن سردارا سوہݨے والا
سچل گھن کے ڈکالت آیا ۔۔۔ برہ وڈایا بارا سوہݨے والا

(سر جوگ)

(۵)

سوہݨے توں میں صدقے تھیواں
صدقے تھیواں جو دم جیواں

دعا کروں تناں مکوں بیاں ۔۔۔ نبیڑا نبھا شالا نیواں
ہنجوں والے دھاگے لے کر ۔۔۔ چاک سینے دائیں سیواں
بھول سوہݨے دے سوہݨی بیاں ۔۔۔ پیالہ عشق دا پیواں
سُݨ دے سچل اہیں دوست دا دامن ۔۔۔ نال یقین گھنیواں

(سر جوگ)

ترجمہ :-

(۴)

. محبوب کی آنکھیں حسن کی پیغامبری کا فریضہ ادا کرتی ہیں
. یہ پیغامبر (آنکھیں) جام بھر کر لاتا ہے
. اور اپنے ہاتھوں سے تمہیں آکر دیتا ہے
. اے کیف میں مبتلا ہوشیار ہو، پیش گاہ حسن ہے
. وہ آتے ہی لوٹ جاتے ہیں
. دلوں کا سارا شہر، شہر حسن
. ان کے نین شوخ ہوتے ہیں
. وہ سرداروں کو بھی مار ڈالتے ہیں
. بیدلؔ کو وکالت لیکر آیا ہے
. فراق نے بوجھ بڑھا دیا ہے

(۵)

. محبوب حسین پر سے میں قربان جاؤں . جب تک جیوں محبوب کا دم بھروں
. سکھیو! دعا کرو . کہ میں یہ ذمہ داری آخر تک نبھا سکوں
. آنسوؤں کے دھاگوں کے ساتھ اپنے سینے کے زخم سی لوں گا
. میری تمنا ہے ۔ اے سکھیو کہ میں اپنے محبوب کے ہاتھوں سے عشق کا پیالہ پیوں
. اے بیدلؔ سنڑ خدا کرے میں اپنے دوست کا دامن یقین کے ساتھ تھامے رکھوں

(٦)

یار دے یاروں آئے ماکوں
ڈاڈھے ڈور ڈوراپے
انھاں عتاباں سنڑوری سیاں عشق دے پچ مچائے
خاطی دے ہتھوں آکھ متوڑنے جیں سبھ حال سنڑائے
نال سنڑنڑ دے موبجھ گیو سے برھے بوجھائے
اہیں ڈہاڑے بیدلؔ نچارے انگ بھبھوت رمائے

(سرجوگ)

(٧)

ساکوں فراقی کیتوئی یار
اساکوں کیتوئی فراق
تیڈے باجھوں سبھ بے ہلاکی برہ دا چاڑھیوئی بار
اگن اساڈے تھیویں اوطاقی روندی ہاں زارو زار
دلڑی لٹ کے کیوں تھیوں باگی تن وچہ تیڈی ہے تار
محبت تیڈڑے نال حیاتی بے حد تے بے شمار
بخش بیدلؔ کوں اپنی عشاقی
لوں لوں لاویں لار

(سرجوگ)

ترجمہ :-

(۶)

- یار محبوب کی وجہ سے ہمیں بڑی آزمائشوں سے سامنا کرنا پڑا
- ان آزمائشوں نے اے سکھیو سنو! عشق کے بھانبھڑ مچائے ہیں
- قاصد کے ہاتھ جو کچھ کہلوا بھیجا تھا ۔ اسکی زبان سے معلوم ہو گیا ہے
- اس کا احوال سن کر بہت غم ہوا ۔ فراق کی گرمی بڑھ گئی
- اسی دن سے بچارے سچل نے جوگیوں کی طرح دھونی رمائی ہے

(۷)

- اے محبوب تو نے ہمیں فراق میں مبتلا کر دیا ہے
- تیرے بغیر ہلاکت ہے ۔ اور فراق کا غم بڑھ گیا ہے
- میں زار و زار رو رہی ہوں ۔ آپ میرے ہاں آئیں
- آپ دل لوٹ کر چلے گئے ۔ اب تن بدن میں سوز و فراق کا نار ہے
- آپ کے ساتھ محبت اور پیار بے اندازہ و بے حساب ہے
- اے محبوب سچل کو اپنی محبوبیت بخش ۔ اور دامن سے منسلک رکھ

(۸)

سوہنڑاں توں بن حال ڈکھی ہوئیاں
نہیں جیندیاں
میڈے نال تساں جو لائی وسر گیو ے بابل مائی
زہر پیالہ پیندیاں
عشق جڈاں وی مرتے آیا ہو ہو کرکے نینہ نچایا
ہن دیوانی تھیندیاں
مژگاں تیر مریندیاں برچھیاں سینے دیوچ لگدیاں برچھیاں
ہائے ہوا کھیندیاں
برہ اساں تے بچھاں لایاں سبھ سہیلیاں مل کر آئیاں
نینہاں نال مریندیاں
سچل سکھ سنبھال ڈتو ے جاں تڈاں قربان کتوے
سانگاں نال سلھیندیاں

(سر جوگ)

ترجمہ :

اے حسین محبوب آپ کے بغیر بے حال ہوں ۔ دکھی ہوں ۔ میں جی نہیں سکتی
میرے ساتھ آپ کی جو محبت لگی ہے ۔ ماں باپ بھول گیا ہے ۔ زہر کا پیالہ پیتی ہوں
عشق جب بھی آیا ہے ۔ اس نے شور برپا کیا ہے ۔ اب دیوانی ہو گئی ہوں
مژگاں تیر چلاتی ہیں ۔ اور سینے میں برچھیاں سی لگتی ہیں ۔ میں آہیں بھرتی ہوں
فراق نے رسوائی کا سامان کر دیا ہے ۔ سب سہیلیاں مل کر آتی ہیں ۔ طعنے دیتی ہیں
اے سچل جان و دل حوالے کئے ۔ اور جان تک قربان کر دی ہے ۔ نیز دل سے سینہ چھلنی ہوتا ہے

(۹)

غیر نہ ہرگز رہندا
ڈیکھن نال سجݨ دے
دلبر یا جھوں نال کہیں دے ٹھاہ نہ ساڈا ٹھہندا
جنھاں نال جو یار الاوے ساہ نہ ساڈا سہندا
ڑڑ ویندا غیراں کولوں نال ساڈے نہیں بہندا
سچل جاوے روز غماں وچ
سوہݨا سدھ نہ لہندا

(سر بلاولی)

(۱۰)

حسن اساں تے ہلاں کیتیاں کیکوں آکھاں حال
چت ڈا چولا تیڈی کارݨ رو رو کیتم لال
دوست تساڈے درد دے باجھوں جیوں سبھ محال
نظر اساکوں کوئی نہ آیا پیار بنا بیا مال
نال سچل دے آن گذاریں من میڈا توں سوال

(سر بلاولی ۔ بردو ۔ دھناسری)

ترجمہ :-

(٩)

جو شخص بھی میرے محبوب کو دیکھ لیتا ہے ۔ وہ مجھے غیر نظر نہیں آتا
محبوب کے بغیر ہماری کسی سے نہیں بن آئی
یار حسین اگر کسی کے ساتھ بات کرے ۔ تو ہم سے برداشت نہیں ہوتا
وہ غیروں کے پاس چل کر چلا جاتا ہے ۔ مگر ہمارے پاس نہیں آتا
بیچل شب و روز غموں میں گھرا ہوا ہے ۔ لیکن محبوب نے خبر ہی نہیں لی

(١٠)

کس سے کہوں ۔ کہ حسن نے ہم پر کیا کیا چڑھائیاں کی ہیں
میں نے اے محبوب تیرے لئے خون رو رو کر اپنا کرتہ سرخ کر لیا ہے
اے دوست تمہارے دروازے سے وابستہ رہے بغیر جینا محال ہے
ہمیں پیار و محبت کے بغیر اور کوئی دولت نظر نہیں آتی
میری عرضداشت یہ ہے ۔ کہ اب بیچل کے ساتھ آ کر زندگی بسر کرو

(١١)

ادل دلاسے ڈے گیا
ہن کیہے گناہوں رس ویندا

دل توں ساڈے وسر نہ ویندا   ہجر دے وچ جو حال تھیا
سو سو طعنے لکھ لکھ بدیاں   کردا سارا لوک گلہ
مہر او ہیں توں موں نہ جاویں   پیش جو تیڈے پیار پیا
عشق تیڈے دا ویرا دلبر   ناگہ نیناں تے ہے تھیا
سنگ ہے بیچل کڈاں چھوڑ نہ جاویں   سوہنا سینے نال لگا

(سرجوگ)

(١٢)

اساں یتیماں نوں کیویں وساریوئی
تیڈے ڈیکھن کیتے ہوں سکدی آں

کینوں کو کاں کینوں آکھاں سیف ہجر نال ماریوئی
ڈکھ ڈراپے تیکوں ڈلیاں جو دم نال گذاریوئی
بار بیچل تیکوں مکھ ڈکھلایا جیں کوں روز پکاریوئی

(سرجوگ)

ترجمہ :-

(۱۱)

۔ پہلے تو محبوب نے دلاسے دیئے تھے ۔ اب نجانے کس گناہ کی پاداش میں روٹھ گیا ہے
۔ محبوب کی جدائی میں فراق نے جو حال کیا ہے ۔ وہ کیفیت بھول کیسے سکتی ہیں
۔ لوگ سو طعنے دیتے ہیں ۔ برائیاں کرتے ہیں ۔ اور گلا غمازی کرتے ہیں
۔ اے محبوب اپنے عاشق صادق سے مہر و محبت کم نہ کرنا
۔ تیرے عشق نے جادو بھری آنکھوں پر ہی ڈیرا لگا رکھا ہے
۔ سچل وفادار ہے ۔ چھوڑ کر نہ جائے گا ۔ اسے تو اپنے سینے سے لگا

(۱۲)

۔ ہم مسکینوں کو کیوں بھلا دیا ہے
۔ تمہارے دیدار کیلئے ترس رہی ہوں
۔ کس سے کہوں اور کیسے کہوں ۔ کہ تم نے فراق کی تلوار سے مجھے مارا ہے
۔ جو دم بھی میرے ساتھ گذارا ہے ۔ میں تو صرف آپ کو دکھ اور غم ہی دونگا
۔ اے یار سچل تجھے وہ اپنا چہرہ دکھائیگا ۔ جسے تو روز پکارتا ہے

(۱۳)

رو رو رہی آں یار
ہن ہے مناسب آنون تیڈا
راز الستی سر تے چاتم برہ تیڈے دا بار
ہجر تساڈے کاھل کیتا روواں زار و زار
لوں لوں دے وچ عشق لپیٹیاں من تیڈی تار
نکھ کرڈاں کتلے آکھاں ماریے حسن ہزار
اکھیاں تیڈیاں گل گلابی خونی عجب خمار
ظاہر نال زبان کریاں الفت دا اقرار
چشماں بحری باز تساڈیاں شوقی کرن شکار
عاشق کتلے قتل جو کیتے صورت دے سنگار
تیڈے کارن جوڑ پتوے گل ہنجواں دا ہار
سولی تے منصور چڑھایا چشماں دی چمکار
کیا کراں جو دل دا وخبایا رہے صبر قرار
دین مذہب کل دے کولوں یار سچل بے زار

(سر جوگ)

ترجمہ :-

(۱۳)

۔ میں رو رو کر بے حال ہو چکی ہوں
۔ اے دوست مناسب ہے کہ تو آ جائے
۔ میں نے تیرے فراق کا بوجھ روزِ الست ہی سے اٹھایا ہوا ہے
۔ آپ کے ہجر نے کسی کام کا نہیں چھوڑا ۔ بس زار و قطار روتی ہوں
۔ آپ کے عشق نے جسم کے رواں رواں میں درد و غم کا تار پھیلا دیا ہے
۔ حسن بے پرواہ کے ہاتھوں لاکھوں اور کروڑوں افراد مارے جا چکے ہیں
۔ اے محبوب تمہاری آنکھیں گلاب کی طرح سرخ ہو رہی ہیں ۔ اور ان میں عجب قسم کا خمار ہے
۔ میں اپنے محبوب کی الفت کا اقرار ظاہری زبان سے بھی کروں گا
۔ اے محبوب تیری آنکھیں سمندری عقاب کی طرح ہیں ۔ جو محض شوقیہ شکار کرتا ہے
۔ محبوب کے حسن اور سنگھار کی وجہ سے کتنے ہی عاشق فنا ہوئے
۔ اے محبوب آپ کی خاطر ہم نے گلے میں آنسوؤں کا ہار پہنا ہے
۔ منصور حلاج جیسے عاشق صادق کو دشمن اور لگن نے سولی پر سوار کرایا تھا
۔ ہجر و فراق نے صبر و قرار ختم کر کے رکھ دیا ہے ۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے
۔ سچل دین و مذہب سے بیزار ہو گیا ہے ۔

(۱۴)

ساکوں یار مریندیاں حسن والے دیاں چشماں
نینھن نظارے نگڑے نیزے میں تے لگی تیڈے قدماں
برہ دیاں برچھیاں کیتیاں خماری تیڈیاں ہوئیاں کیہاں رسماں
ڈاڈھے ڈاڈھے چلدا ایں چالے سوہنا میکوں تیڈیاں قسماں
تیڈے باجھوں مردا جھردا سچل ملیندا بسماں

(سرپہاڑی)

(۱۵)

ڈیکھو ساڈے نال
کیتی ویندا ڈڈھپ یار
اساں نمانیاں دی یار زور آور نہیں مینداگال
روزِ الستی کنوں ہے ساڈی جوشاں دے وچ جال
دردمنداں دا دلبر ڈاڈھا سندا نہیں کوئی حال
دوست اساڈا سنوری بیاں گھڑی گھڑی بے خیال
نال تساڈے ہیں تاں آہیں اپنے سچل کوں سنبھال

ترجمہ :-

(۱۴)

۔ اے دوست ہمیں محبوب حسین کی آنکھیں قتل کرنے پر لگی ہوئی ہیں
۔ عشق ہو جانے کے بعد کا کیا منظر ہے۔ میں تو تیرے قدموں پر پڑی ہوں
۔ فراق کی برچھیاں یوں لگ رہی ہیں۔ کہ اس سے بے خودی اور خمار کی رونق پیدا ہو جاتی ہے
۔ اے محبوب تجھے تیری قسم ہے۔ آپ زور آور قسم کی چالیں چلتے ہیں
۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ تیرے بغیر سچل بے حال ہے۔ مگر بظاہر محض دکھاوا لگا کر بناوٹ کے طور پر ٹھیک نظر آتا ہے

(۱۵)

۔ دیکھئے ہمارا دوست ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے
۔ محبوب اتنا زور آور ہے۔ کہ ہم سکھیوں کی بات ہی نہیں مانتا
۔ روز الست سے ہم جوشیلے ماحول میں وقت گذار رہے ہیں
۔ دردمندوں کا محبوب زور آور ہے۔ اور میرا حال نہیں سنتا
۔ اے سکھیو! سنو ہمارا محبوب ہر گھڑی بے خیال ہے
۔ میں تو تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر اپنے سچل کو سنبھال لے

(۱۶)

لائی کیوں دل لائی
تساں پردیسی نال
نال تیڈے میں اصلوں لائی تھیویں نہ توں ڈکھی بھائی
یار مسافر چوٹک لائی مت تیکوں کیھی آئی
آدن جاوݨ دی سدھ ناہیں دلبر دل گیا چائی
الٹ پالٹ دی گالھ ہے سچل سمجھ ایہا توں وائی

(سر بیاڑی)

(۱۷)

دلیاں تگیندا ونڈدا یار
یار تگیندا ونڈدا دلیاں
عالم سارے کوں عاشق کیتا چشماندے چمکار
داناواں کوں دیوانہ کردا اکھیاندا اسرار
ذکل کے باہر برقع چاوݨ عشق ہویا اظہار
ایڈوں اوڈوں خون کریندا خوں بھریاں دا خمار
اکھیاں کھول کے ہادی دا لا سچل ڈیکھ سنگھار

(سر بیاڑی)

ترجمہ :-

(۱۶)

. آپ نے پردیسی کے ساتھ
. دل کیوں لگا لیا
. آپ کے ساتھ عشق ہو گیا ہے ۔ آپ دکھی نہ ہوں
. مسافر دوست نے دل پر تیر مارا ۔ سمجھ نہیں آسکی
. محبوب چلا گیا ہے ۔ اب کہیں آنے جانے کا ہوش ہی نہیں ہے
. اے سچل یہ بات الٹ پلٹ کی ہے ۔ بس یہی کافی سمجھ

(۱۷)

. اے محبوب بڑی مشکل ہے
. حالات کا سامنا کر رہا ہوں
. آپ کی آنکھوں کی تابانی نے دنیا بھر کو مسحور کر رکھا ہے
. آنکھوں کا اسرار داناؤں کو دیوانہ کر دیتا ہے
. باہر آ کر نقاب الٹ دیا ۔ تو عشق ظاہر ہو گیا
. آنکھوں کی سرخی ادھر ادھر دلوں کو زخمی کرتی ہے
. اے سچل آنکھیں کھول اور مرشد کی بھن دیکھ

(۱۸)

بھلا جانی کیہاں کیہاں
تیں ساکوں تانگھاں لائیاں
ہک بنے پچھوں حسن دیاں فوجاں ڈیکھو چڑھ چڑھ آئیاں
آون دیاں وت دیس اساڈے تھیاں سوہنے ڈیاں ولائیاں
وڈڑے ویلھے ویساں تھائیں جتھاں سوہنے دیاں جائیاں
ہر ہر مشتاقاں کوں تساں سچل برہ پڑھایاں

(سریباڑی)

(۱۹)

تیڈیاں اکھیاں لعلوں لال
شوق یار شرابی ہوندیاں
بانہاں بدھ کے دور کھڑوون کیفی ڈیکھ کلال
ڈیکھ پتنگ پرواز کریندے تیڈا مکھ مشعال
دلیاں ڈاے سودے دیوتج ڈو نہیں نین دلال
سچل صفت تمام نہ تھیوے پھر دیاں بے تہ خیال

(سرپوربی)

ترجمہ :-

(۱۸)

. اے محبوب بھلا آپ نے ہمیں کس طرح کے انتظار میں مبتلا کر رکھا ہے
. حسن کی فوجیں ایک دوسرے کے پیچھے چڑھ چڑھ کر آرہی ہیں
. ہمارے وطن میں محبوب کی آمد کا شہرہ ہے
. میں صبح سویرے وہاں جاؤں گی ۔ جہاں محبوب کا ڈیرہ ہے
. سچل آپ نے سب عاشقوں کو سوز و فراق کا سبق پڑھایا ہے

(۱۹)

. اے محبوب آپ کی آنکھیں لعل کی طرح ہیں
. جیسے بالکل شراب سے مست ہوئی ہوں
. کلال ہاتھ باندھ کر دور کھڑے رہتے ہیں
. پروانے آپ کے رخ کی تابانی دیکھ کر پرواز کرتے ہیں
. دلوں کے سودے میں یہ دو آنکھیں دلال کا کام کرتی ہیں
. اے سچل یہ صفت ختم ہو جائے ۔ کیونکہ آنکھیں بے خیال ہوئی جا رہی ہیں

(۲۰)

اکھیاں لگیاں دا ڈھی جا
عشق دیوانی ہیں کیتیاں
لگی جنہاں کوں سے ہی جانن خبر لوکاں کوں نار
عالم وچ پیا ہل حسن دا جلوہ جا بجاء
درد اہیں دی اور نہ کائی باجھوں درس دواء
سچل سائیں سبھ وچ وسدا لوکاں کل نہ کار

(سر پوربی)

(۲۱)

ساڈے گھر آیا
آیا سوہنا سد آیا
اپنا وعدہ آپ پلیو نے اساں تاں درشن پایا
دسر گیوسے فلک ہجر دا گل سجن چیا لایا
معاف مدایاں سبھ کیتو نے یار ساکوں پرچایا
آگن میڈے ترآیا سوہیلے موے اعجب محب ملایا
سچل جنہیں دا سگ ہے اصاوں سر میڈے اوندا سایا

(سر بلاولی)

ترجمہ :-

(۲۰)

- آنکھیں زور آور جگہ پر اڑ گئی ہیں
- عشق نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے
- لوگوں کو کیا خبر ہے ۔ یہ تو جس دل لگی ہے ۔ وہی اس کا اندازہ کر سکتا ہے
- دنیا بھر میں حسن کے جلوہ کا ڈنکا بج رہا ہے
- اس درد کی دوا سوائے زیارت کے اور کچھ نہیں
- بیدل سائیں دل میں آباد ہے ۔ لوگوں کو کوئی خبر نہیں

(۲۱)

- محبوب ہمارے گھر آگیا
- اس کا آنا مبارک ہے
- اس نے اپنا وعدہ خود وفا کیا ۔ ہمیں تو زیارت ہو گئی ہے
- محبوب نے گلے لگا لیا ۔ تو سوز و فراق کا بیمار تحلیل ہو گیا ۔ ہم غم بھول گئے
- انہوں نے ساری کوتاہیاں معاف کر دیں ۔ اور ہمیں مطمئن کر دیا
- میرا محبوب میرے آنگن میں صبح سویرے آگیا ۔ اللہ تعالے نے محبوب ملا دیا ہے
- میرے سر پر اس کا سایہ ہے ۔ بیدل جنکے دروازے کا سگ ہے

(۲۲)

خونی میڈے گلے دا   تیڈیاں اکھیں دا خنجر
تیڈیاں اکھیں دا خنجر   خونی میڈے گلے دا
ٹگ نین کبیراں کوں   مارن مسافراں کوں
پھٹیا تیں عاشقاں کوں   دم دم اے دوست دلبر
ابرو ڈو ہیں کماناں   چار ڈھیو ناں گوشہ داراں
مژگاں دی ڈیکھو باراں   سینہ سپر سراسر
چشماں دا ڈیکھو افسون   پھردے ہزاراں مجنوں
تھئے قتل لکھ فلاطوں   کسریٰ تے کیا سکندر
نیزے نفیس چلدے   دلدار بے بدل دے
بیدل کنوں ازل دے
نیناں دا ہویا نوکر

(سر بلاولی)

ترجمہ :-

(۲۲)

۔ آپ کی آنکھوں کا خنجر میرے گلے کا قاتل ہے

۔ تیری آنکھوں کے خنجر ہی میرے گلے کا قاتل ہے

۔ اے دوست تیری آنکھیں مسافروں کو قتل کرتی ہیں ۔ عاشقوں کو زخمی کرتی ہیں

۔ آپ کے ابرو کمانیں ہیں جن سے مژگاں کے تیروں کی بارش ہوتی ہے ۔ اور عاشقوں کیلئے سوائے اسکے کیا چارہ ہے ۔ کہ سینہ سپر رہیں ۔ اور نظر کے تیر کھائیں

۔ تیری آنکھوں کا جادو دیکھ کر ہزاروں مجنوں بنے پھرتے ہیں ۔ افلاطوں جیسے لاکھوں دانا سکندر جیسے بادشاہ بھی اس جادو سے بچ نہیں سکے

۔ میرے دلدار محبوب کے سانس گویا نیزے ہیں ۔ جو چل رہے ہیں ۔ اور بجلی کا یہ حال ہے کہ وہ ازل سے ہی ان آنکھوں کا غلام ہے

(۲۳)

بسم اللہ وے بسم اللہ سوہنا آیا آکھاں بسم اللہ
میں صدقے تھیواں بسم اللہ رد بلا وے رد بلا !
میں واری جانواں بسم اللہ

ناں غماز دے دلبر آندا سبز چیرہ سر کج کلاہ
میں واری جانواں بسم اللہ

پیچاں تیچ زلف ظالم دی تہیں دی زیر مچایا زلزلہ
میں واری جانواں بسم اللہ

گل عاشقاں دے آن گھتوئی ایہو صورت والا سلسلہ
میں واری جانواں بسم اللہ

نازنیناں دے عاشق مارے پیا غمازیاں دے گھر غلغلہ
میں واری جانواں بسم اللہ

پتھراں ڈیکھ حیران چو ہوئیاں ایہو ویڑھے ویڑھے ول ولا
میں واری جانواں بسم اللہ

چشماں تہیں دیاں باشے بجری کرن جوش ڈلیاں تے آ حملہ
میں واری جانواں بسم اللہ

سوہنی صورت ڈیکھیں سیی ہن بچل کریندا الا اللہ
میں واری جانواں بسم اللہ

ترجمہ :-

(۲۳)

. اللہ کا نام لیتی ہوں ۔ میرا حسین محبوب آیا ہے ۔ میں قربان جاؤں
تمام بلائیں دور ہوں ۔ میں واری جاؤں
. دلبر محبوب ناز و ادا کے ساتھ آیا ہے ۔ سر پر کلاہ امتیاز ہے
میں قربان جاؤں ۔ اللہ کا نام لیتی ہوں
. محبوب کی زلفیں پیچدار ہیں ۔ ان کی خوبصورتی نے تہلکہ مچا دیا ہے
میں قربان جاؤں ۔ میرا محبوب آیا ہے
. آپ نے عاشقوں کے گلے میں ڈال دیا ہے ۔ یہ مست کر دینے والا حسن کا سلسلہ
میں واری جاؤں ۔ اللہ کا نام لیتی ہوں
. میرے محبوب کی آنکھوں کی اداؤں نے قتل کئے ہیں ۔ یہ وہ مقام ہے
بہا[illegible] زی بھی اس انداز قتل سے پریشان ہیں
. حوریں میرے محبوب کو دیکھ کر حیران رہ گئیں ۔ جب میرا محبوب واپس ہمارے
آنگن میں آیا ۔ اللہ کا نام لیتی ہوں محبوب کی آمد پر
. آپ کی آنکھیں تو سمندری عقاب کی طرح ہیں ۔ جو دل والوں پر آ کر
حملہ آور ہوتی ہیں
. محبوب کے حسن جمال کو دیکھ کر سچل لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہا ہے ۔ اور
خدا کی حمد کرتا ہے ۔ میں واری جاؤں ۔ میرا محبوب آ گیا ہے

(۲۴)

زاری زاری یار زاری
نال تیڈے نکھ زاری
نال تساڈے میڈی آہی یاری یاری یار یاری
محبت تیڈی آ مھنیاندی ماری ماری یار ماری
ہے تساڈی نجی اساڈی گاری گاری یار گاری
گال سچل دی سجھ تساڈے ساری ساری یار ساری

(سرلٹا ولی قصوری)

(۲۵)

غیر نہ ہرگز رہندا
ڈیکھن نال سجن دے
دلبر با جھوں نال کہندے تاہ نہ ساڈا ٹھہندا
سوراں نال جو یار الاوے ساہ نہ ساڈا سہندا
ڈڑ ویندا غیراں کولوں کول ساڈے نیئں بہندا
سچل جانے روز غماں وچ
سوہنا سنبھال نہ لہندا

(سربلاولی)

ترجمہ :-

(۲۴)

- اے محبوب ترے ساتھ زاری ہے
اور یہ زاری لاکھوں بار کرتا ہوں
- اے دوست آپ کے ساتھ ہماری دوستی ہے
- آپ کی محبت طعنوں کی ماری ہے
- ہماری گردن ہے ۔ اور آپ کا پھندا ہے
- سچل سرمست کی بات بالکل آپ ہی کے ہاتھ میں ہے

(۲۵)

- جو بھی ہمارے دوست کی زیارت کر لیتا ہے ۔ وہ ہمیں عزیز ہو جاتا ہے
- ہمارے دوست کے سوا ہماری کسی سے بن نہیں آتی
- میرا محبوب اگر دوسروں سے بات کرے ۔ تو یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہوتی
- وہ غیروں کے پاس چلا جاتا ہے ۔ ہمارے پاس نہیں بیٹھتا
- اے سچل غم کے دنوں میں بھی محبوب پرواہ نہیں کرتا

(۲۶)

دوست دیوانی کیتی
دل دی سٹانواں کیڑھی گاہل وے
دردمنداں دی دلڑی ۔ دلبر نال نگاہاں نیتی
پھڑکے چوپڑ چشماں والی ساری بازی جیتی
مشتاقاں دی وت دلبر سائیں رت ڈلیندی پیتی
اپنی الفت ساجن سائیں نال سچل دے سیتی

(سر پرود)

(۲۷)

گالھ کریں کئی آنون دی
آنوندی پھیرا پانوندی
واقی کڈاں ایسا کڈیں نہ سٹائیں جانی ڈے ڈن جانوندی
ہجر اڈاریں گڈ آ گذاریں موسم آئی ہے ساونڈی
اساں غریباں کوں کریں نہ شالا سوہنا سائیں چت چانوندی
سینے دے وچ یار سچل دے ناہیں سک نتے سمانوندی

(سر بلاولی)

ترجمہ :-

(۲۶)

۔ دوست نے تو دیوانہ کر دیا ہے
اپنے دل کی کیا کیا بات بیان کروں
۔ دوستوں کا دل تو محبوب دلبر نے آنکھوں ہی سے لوٹ لی
۔ آنکھوں کی بساط پر سارا کھیل محبوب نے جیت لیا
۔ مشتاقوں کے دلوں کا خزانہ تو جیسے محبوب نے سمیٹ لیا
۔ سچل کے ساتھ ان کی محبت تو جیسے ہی دی گئی ہے

(۲۷)

۔ اے محبوب اب تو آنے کی بات کر
اس طرف پھیرا لگانے کی بات کر
۔ خدا کرے یہ غمناک خبر کبھی نہ سنوں کہ محبوب واپس جا رہا ہے
۔ ہجر و فراق کی گھڑیاں اب ختم ہونی چاہئیں ۔ اب تو ساون کا موسم آگیا ہے
۔ اے محبوب اب ہم غریبوں سے بچھڑنے کی نہ سوچیں
۔ سچل کے سینے میں تڑپ اور خواہش کم نہیں ہوتی

(۲۸)

اساں تیاں ڈھولن یار
سگھڑے آون دی کر کائی
ہجر تساڈے کاہل کیتا سر تے چا ڈھیا بار
تیں بن میں توں کیوں ول جائی
اگوں اساڈے آویں پیارا روواں زار و زار
ہیں کن نتھی آ ڈکھ بھائی
راتیں ڈینہاں لگ رہی ہے تن من تیڈی تار
نال میڈے تیں ڈاڈھی لائی
ازل کنوں میں آہیں تیڈے پیراں پیزار
معلوم ہے تیکوں گال بھائی
در تیڈے تے بندے بردے سچل جہیں ہزار
آ ہا ہٹ بازاریں وائی

ترجمہ :-

(۲۸)

- اے دوست اب ہماری طرف آنے کی نا کر
- جلدی آ . کہ آپ کی جدائی نے کسی کام کا نہیں رکھا . سوز و فراق نے بے بس کر دیا ہے . آپ نے مجھ سے بے پرواہی کیوں اختیار کر لی ہے
- میں زار و قطار رو رہی ہوں . آپ ہمارے ہاں آ جائیں . میرے ہاں آ کر ٹھہرو
- رات دن آپ ہی کی دید کی تڑپ اور آپ ہی کا انتظار ہے . میرے ساتھ آپ نے زور آوری اور بے پرواہی کی ہے
- میں تو ازل سے ہی آپ کے قدموں کی جوتی ہوں . آپ کو ساری بات کا علم پہلے ہی ہے
- آپ کے دروازے پر مجھ جیسے ہزاروں غلام موجود ہیں . اور اس کا غلغلہ شہر بازار ہے

الف . آ میڈی دل چاہندی جی جاء نہیں ہاء ہاء میاں
اُلکار کھیں ڈُکھ لاگیوں پھر آ کے کجھ الا میاں
کائی واء گھلی میاں ساہ چھوڑ یا ٹھنے ڈیون دار دا میاں

ب . بس سیاں کوں رس نہیں روح وس نہ میڈے وس میاں
جیڑا جس نہیں پر دس پنیاں خاطر کس گیوں کیوں نس میاں
ہیں کس سیاں دے ڈس نہیں لگی کس نہ کائی چس میاں

ت . تات تیڈی وائی وات میکوں تھیوس ساتھ نہ ڈکھیں ذات میاں
من بات سوہنا ملہات ہوئی ڈینہاں رات ہوئی پربھات میاں
تلات ڈیوں مصلات کائی میکوں درد لایوئی باتوں بات میاں

ث . ثابت سار ستھار تیڈی اندر عشق کیتا انتظار میاں
کئی لکھ ہزار دو یار تیڈے کیتے رووں زار و زار میاں
تیڈی تار لگی دلدار میڈوں ہک واری بے اختیار میاں

ج . جال میڈے توں نال سوہنا ہر حال تھیوس توں پال میاں
ورق وال وچھوڑے دا گال سٹیں اپنا آپ کریں بلا بال میاں
پیا وچ جنجال دے حال میڈا ہن تھیس کریں نیل فتال میاں

ح . حال خیال وی پیکوں آگاہ دل کیوں نہ لہیں سنبھال میاں
سن سوال ساڈا کریں بحال جھاتی تھئے سکدیاں میڈوں سال میاں
رہ لال کیتم اکھیاں خیال تیڈے کیتا مرنہ تیڈے بے نال میاں

ترجمہ :-

الف — اے محبوب آ۔ میرا دل آپ نے لے لیا ہے۔ اور اب شور کرنے کا مقام نہیں۔ آنکھیں تڑپیں اور دکھ لگ گیا۔ اب مناسب ہے کہ آکر کچھ بات چیت کریں۔ ایک ایسی ہوا چلی ہے۔ کہ سکھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور طعنے دینے لگی ہیں

ب — اے محبوب سہیلیوں کی بات میں رہ نہیں رہی۔ ویسے ہی میری روح بھی تو تیرے بس میں نہیں رہی۔ جی کو سکون نہیں۔ مگر کچھ لوگ تیرے بس میں ہوں۔ خدا جانے آپ کس کی خاطر یہاں سے چلے گئے ہیں۔ اب تو سہیلیوں کے سامنے بھی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اب کوئی لذت نہیں رہی

ت — تمہاری لگن نے عجب شہرہ پیدا کیا ہے۔ پر آپ میرا ساتھ دیں۔ اور میری ذات کو ملحوظ نہ رکھنا۔ اے محبوب بات سن۔ ہر طرف افسوس ہو رہا ہے۔ رات دن چرچا ہے مناسب ہے کہ آکر آپ مجھے تسلی دیں۔ آپ نے باتوں میں مجھے درد فراق میں مبتلا کر دیا

ث — اے محبوب آپکی توجہ ہی مجھے بہتر بنا سکتی ہے۔ آپ کے عشق نے بے بس کیا ہے آپ کے ہزاروں لاکھوں چاہنے والے آپ کیلئے گریہ کرتے ہیں۔ آپ کی طلب میں روح کو بے چینی لاحق ہے۔ اور اس نے بے اختیار کر دیا ہے

ج — اے محبوب پُر جلال و پُر جمال آپ میرے ساتھ نبھائیں۔ اور میرے ساتھ تعلق میں اضافہ کریں۔ ہجر و فراق کی کتاب کا ورق الٹ دو۔ اور میری بات سنو۔ میرا حال جنجال میں پڑ گیا ہے۔ میں اور کیا بات کروں

ح — اے محبوب تجھے میرے حال کی حقیقت معلوم ہے۔ پھر مجھے کیوں نہیں سنبھالتا۔ میری استدعا سن کر آپ ادھر توجہ کریں۔ کیونکہ مجھے تڑپتے کئی سال ہو گئے ہیں۔ میں نے رو رو کر اپنی آنکھیں سرخ کر لی ہیں۔ صرف آپ ہی کا خیال کر کر کے اور آپ کی جدائی و فراق نے تال اور بدمزہ کر دیا ہے

خ

خواب گیا کنوں تات تیڈی کیتا برہ ساکوں بے تاب میاں
توں شتاب آویں ڈیویں آب میکوں سائیں کھول نقاب حجاب میاں
تیڈے نین نواب کباب کیتم کوئی نہیں عتاب خطاب میاں

د

دم واندا نہیں غم کنوں ہنجھم واسا تیڈے داہ سائیں
ہمدم تھی گیئنس نہ جھم انتہاں سارا الم میڈے در جوڑ جائیں
چاویں ہم نہ بھی ہیں طالب تم نہیں کوئی ترم عاشق گل لائیں

ذ

ذوق تیڈا ساکوں شوق لگا طعنہ لوک ڈیوے نت چوک میاں
نینہ ٹرے لوک لگی محبت موکھلا لیو اوراں پھوک لاون ساکوں لوک میاں
تیڈا طوق گھتیم گل بانہپ والا سوہنا سوز کیتا سانوں سوک میاں

ر

راہ کھڑا اروداح تیڈے چیت چاہ نی سنجھ صباح میاں
وہ وا سنبھال توں آہ کنوں میڈے نال سولاں دی سپاہ میاں
پنڈا پاہ تھیا تیں ماہ کیتے میڈی دل دی بینی آگاہ میاں

ز

زار زار رووان تیں یار کیتے تھیوے کار نہ کئی زوار میاں
ڈوں چار نے دلدار تیکوں تج چار ہیا دلدار میاں
گفتار سناں نکوار تیڈی تھیوے دل تا باغ بہار میاں

س

ساری آکھاں گالھ یاری والی تیں نال کریجے دوزاری میاں
یاری برہ دیاں کاری سانوں گل چا گھتونی گاری میاں
واری بار تیں توں سو واری ونجاں دوستی زہ گھتیں متاں گھاری میاں

ترجمہ:

خ

اے محبوب آپکے مسلسل خیال کی وجہ سے نیند ختم ہو گئی ہے۔ اور ہجر و فراق کی کیفیت نے بے تاب
کر دیا ہے۔ آپ جلد از جلد آئیں۔ رخ تاباں کی دید میری پیاس بجھائیں۔ آپکے عشق نے جو
ہر طرح سے برتری۔ مجھے کباب کر دیا ہے۔ اور اس تکلیف کا خاتمہ نہیں ہو رہا

د

سانس غم سے خالی نہیں ہے۔ ہڈیوں اور کھال تک تمہارے فراق میں متاثر ہیں۔ اے محبوب
دوست و ہمدم ہو کر یہاں کوئی ٹھکانہ ڈھونڈنا۔ یہاں را کام ہی تاریک ہو گیا ہے۔ مناسب ہے کہ
تو میری طرف نظر کر اور مجھ جیسے عاشق صادق کو گلے لگائے۔ اس میں شرم کی کوئی بات نہیں

ذ

آپ کی کشش اور محبت نے مجھے بے پناہ شوق میں مبتلا کیا۔ لوگ طعنے دیتے ہیں۔ اور چرچے
لگاتے ہیں عشق کی نوک لگی۔ اور محبت نے زیر دام کر لیا۔ غیر لوگ تیر چھوڑتے ہیں۔ آپ کی
محبت و چاہت کا طوق گلے کا ہار بنائے پھرتی ہوں۔ محبوب کے سوز میں سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہوں

ر

رات دن آپکی چاہت کی وجہ سے گھری ہوں۔ آپ کی محبت نے صبح و شام بے کل کر رکھا ہے۔ محبوب
تو نے آپ کو محفوظ رکھ میرے ساتھ تو گویا کانٹوں کی سیج ہے۔ آپ میرے لیے چاند ہیں جسکے
بنے چاند ماند پڑ گیا ہے۔ اور اس کیفیت کو میرا دل ہی جانتا ہے

ز

میں آپ محبوب کیلئے زار و قطار روتی ہوں۔ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ دو چار اور دلدار
محبوب بھی بے شک آ جائیں۔ مگر میری تمنا ہے۔ کہ ایک بار پھر میں اپنے محبوب کی بات
چیت سنوں۔ اور دل باغ و بہار ہو جائے

س

اپنی دوستی کی ساری بات عرض کر دوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ زاری بھی کروں ہجر و فراق
کی شکل ہمارے سے بہت آزمائش اور آپکے جانے گلے میں یہ پھندا ڈال دیا ہے
میں اپنے محبوب سے سو بار قربان جاؤں۔ دوستی میں فرق نہیں آنا چاہیے

ش

شام صبح آرام نہیں پیغام پہنچوی نہ سلام میاں
اکھیاں خواب تمام حرام کیتا آون دا نہ کیتوئی انجام میاں
انعام غلام دیدار تھیوے کریں یار قبول کلام میاں

ص

صورت آواز نیاز کنوں بانہاں بدھ کھڑیں بے نیاز اگوں
اتھاں ناز کنوں توں باز آویں تیڈا راز ہووے کارساز اگوں
تن ساز کریں آواز اگاں کرن صفت نہیں دل نواز اگوں

ض

ضرر شر وچ عاشق ہویا شیر شکر بھی بھیج تا زہر میاں
شہر ہجر دے وچ تینہن دا ہوکا پھریا ال غل ہویا اندر ہیر میاں
عاشقاں کنوں نظر گذر اہا بے وہم تھیسے در بدر میاں

ط

طور ڈاڈھی پر شور ایہا زوری نال گھتے سوئی زور میاں
گھمگھور تینہن وچ جفا جوریاں ہنیرے نال لاویں تھیندا ہور میاں
جنھاں کیف کلال کھٹور متا انہاں برا جھایا بور میاں

ظ

ظلم جہوں کیتا منظور ہویا پرنور میاں
مصحف وچ مذکور ہویا معروف ایہو مشہور میاں
چک چور امانت عشق کیتا مر سولی سٹیاں منصور میاں

ع

عشق اجہل کیا عقل لگے توڑے کرے عقل تحمل میاں
کوئی پل نہ سوئی تحمل کرے تھیں برہ دا ڈیکھو بدل میاں
تہیں دا ہئی عمل اجل ڈاڈھا اندوہ وچ مشکل میاں

ترجمہ :-

ش شام اور صبح کسی وقت چین نہیں پڑتا ۔ آپ کی طرف سے نہ سلام آیا نہ پیغام ملا ۔ آنکھوں نے نیند حرام کردی ہے ۔ آپ نے کے ارادہ کو انجام تک آپ نے نہیں پہنچایا ۔ آپ میرے الفاظ کو پذیرائی بخشیں ۔ اور غلام کو انعام کے طور پر دیدار کرادیں

ص نیاز مندانہ آواز کے ساتھ بے نیاز محبوب کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا ۔ آپ ناز اور رعونت سے باز رہنا ۔ تاکہ کارساز قدرت کے سامنے مقبول ہو ۔ انتہائے نیاز کے طور پر آواز کو صحیح طریق پر اختیار کرنا ۔ اور محبوب دلنواز کے سامنے اچھائی بیان نہ کرنا

ض عاشق بے نصیب صرف نقصان اٹھانے کیلئے ہی ہے ۔ اور اسکے نزدیک شیر و شکر زہر کی طرح ہوگیا ہے ۔ آپکا شہرہ شہر بھر میں ہوگیا ہے ۔ اندر باہر آپ ہی کے تذکرے ہیں عاشقوں کی نظریں آپ کو تلاش کرتی ہیں ۔ اور انکو طرح طرح کے وہموں نے گھیر لیا ہے

ط محبوب کا طور طریقہ زور آوری اور پنجہ آزمائی کا ہے ۔ جفا کا غلبہ تو ویسے ہی ہے ۔ لیکن جب عاشق کمزور ہو ۔ تو حالات برعکس ہوجاتے ہیں ۔ جن لوگوں نے (عشق کیا) تلخ مئے پی تھی انہیں ہجر و فراق اور بے چین کردیا ہے

ظ جہالت اور لاعلمی نے اندھیرا ہی پھیلانا تھا ۔ لیکن باریابی تو روشنی ہی کا مقدر تھی ۔ کتاب پاک میں بھی مذکور ہے ۔ اور دانائوں کی بھی یہی رائے ہے ۔ کہ جس نے ساری رسمیں توڑ کر عشق کیا ۔ اس منصور کو سولی پر چڑھایا گیا

ع عشق کی بصیرتوں کو اہل لوگ نہیں سمجھ سکتے ۔ چاہے عقل کتنا ہی زور لگالے ۔ عقل پر ظاہر ہے ۔ کہ ہجر و فراق کی سختیاں سہنے کو کبھی ترجیح نہیں دیگا ۔ دراصل بنیادی چیز تو عمل ہی ہے ۔ جس میں پوری طاقت ہے ۔ یہی چیز اندھیروں میں مشعل کا کام کرتی ہے ۔

غ
غازی چڑھ ویندے سر سولی راضی ۔ بانکے کیہی کیتی سربازی میاں
آزی کر دوڑاوں تازی اتھاں وت کیا کریں فاقی میاں
کہیں دے حال نہ ہیں تے ماضی اے ہی ہو رہا سرفرازی میاں

ف
فال پئی عشق دے حال والی کر آدم سائیں بر حال میاں
حال تھیوے وت خیال ایہیں کیتیں حال تخیل کمال میاں
کتاں جالیں احوال کنوں کائی سر بیتیں امثال میاں

ق
قال تے باہر حال کنوں نہیں خاص جانوں بے خیال میاں
الحال وصال احوال ڈیو تج وت ڈیکھن جوڑ جمال میاں
ڈینہہ رات جنہیں دی دو منہاں تیکوں ہتھوں ایہیں گئی مجال میاں

ک
کائی نہیں تئیں جیا تیکوں ہاتھوں ہا ہوا دی واہ میاں
اکھیں لا اتھاں برپا کریں ایہو ڈیکھ سارا سروپا میاں
سرا ڈیوس جیت جیا اتھوں عاشق اور بازی نہ بنا میاں

ل
لٹ نیتوئی پئی سیٹ میڈی دل جیٹ الٹ پاٹ میاں
سانوں کھیٹ گھتیوئی زلفاں دے سوہنیاں میڈا جیتوئی پٹ پایا
جٹ لا کے سٹیاں پچھے مٹ رہنیاں طعنے ڈیون اسانوں سٹ میاں

م
مار زار فراق والی میکوں مار گیوں دلدار میاں
پتی یار ادار دیار تیڈی نگوں نینہہ والی نظار میاں
ہوشیار ہزار ہلاک تھیوں جنہاں ڈٹھا چمکار میاں

غ ۔ غازی لوگ سر دھڑ کی بازی لگا کر آئے ۔ بانکے جوانوں کی سر کی بازی ایسے سرپھرے لوگ یہاں
اپنے تازی گھوڑے اپنی مرضی سے دوڑا رہے ہیں ۔ یہاں ناصح اور قاضی کیا کریں گے ۔ وہ کسی کا نہیں
مانتے اور نہ ہی گذرے دنوں کے واقعات سے سبق حاصل کرتے ہیں ۔ اسی دھن میں ہی سرفرازی ہے

ف ۔ عشق کے حال کے بارے میں نال نکالی گئی ۔ انسانی رموز اور حالات نظر آئے تھے ۔ بیچارے حال
پریشان رہے ۔ کہ انہے تو محبوب کے خیال میں اپنی حالت خراب کر لی تھی ۔ مشکلات اور
فراق کے مارے ہوئے حالات کی مثال اور کہاں ملے گی

ق ۔ کہنے کی بات نہیں ۔ مگر حقیقت یہی ہے ۔ کہ یہ محض خیال ہی ہے ۔ اور کوئی خاص بات
نہیں ۔ موجودہ حال اور وصال کی گھڑیوں میں حسن و جمال کے پہلو تلاش کرنے چاہئیں
رات دن حسن ہی کا آپ کو خیال ہے ۔ اسکے بغیر تو جینے کی مجال ہی نہیں

ک ۔ سوائے بازو در غل غپاڑہ کے اور کوئی جگہ نہیں ۔ یہ حسن و جمال اگر آپ دیکھ لیں ۔ تو آنکھیں
ملتے ہی وارفتگی طاری ہو ۔ اور عاشق حسن و جمال کی اس درگاہ پر جان کی بازی
کھیل جائیں

ل ۔ پہلی نظر میں ہی آپ نے میرا دل لوٹ لیا ۔ اور دیکھنے ہی دیکھتے ہمارا سینہ زخمی کیا ۔
اور اپنی زلفوں کا اسیر بنایا ۔ اور روح کے سکون کو برباد کر دیا ۔
سہیلیوں نے اکیلا کر کے بہت سمجھایا ۔ اور طعنے دئے

م ۔ ہجر و فراق کی کیفیت کی وجہ سے دلدار کے ہاتھوں بے بس ہو گئی ہوں ۔ دریا کے آر پار
ہر جگہ یہی شہرہ ہے ۔ کہ آپ عشق کی ندی میں اتر گئے ہیں ۔ وہ ہوشیار آدمی لاکھ چالاک
ہونگے ۔ مگر حسن و جمال کی تابانی کے سامنے ان کی کوئی پیش نہیں جاتی

ن ۔ ننگ چاڑ ہوئی غمزے کنک ساں تے شک لاں فتح ساری کمک لوٹے
لٹک نال میڈی وی چٹک متی کہیں دی پھٹک نہیں اٹک کون ڈیوے
ڈٹک نال زلفاں ڈاڈھا دام گھتیا جند جان میڈی جانی جھٹک ڈیوے

و ۔ وار کہیں توں تاں یار آہیں ۔ اقرار کریں سچا نال میڈے
ہجوں ہار ہویا تی جار پیا اسرار کیتو ئی لگوں گال میڈے
اختیار میڈا منڈھوں یار نہیں بکے وار آویں اج کال میڈے

ہ ۔ ہوش وچوں مدہوش تھیاں ڈیویں گوش میڈے دو خروش ڈیوں
سرپوش تھیسویں آغوش میڈی آون ول کریں بے ہوش ڈیوں
دل جوش گھتیاں داروں نوش تیڈے کائی گھٹ لگاہ آغوش ڈیوں

ی ۔ یار آیا دل یار میڈے جنسار کرے سینگار میاں
اسرار وچوں اظہار ہویا انہاں دیداں ڈٹھا دیدار میاں
سچل سار سنبھار دو جنہیں دی آہی ہوئی ڈیس ملیا دلدار میاں

ترجمہ :-

ن ۔ آپ بے دھڑک غمزہ و ادا نے چڑھائی کی ۔ اور اسکی کمک نے فتح کو یقینی بنایا ۔ اداؤں کی اس یلغار نے دل کو تسخیر کرلیا ۔ جب کسی کا ڈر نہیں ۔ تو روک سکتا ہے

و ۔ اے محبوب تو مقررہ دن کو آ ہی جائیگا ۔ لیکن میرے ساتھ سچا وعدہ کریں جی کا دکھ بڑھ گیا ۔ میں نے آنسوؤں کے ہار پروئے ۔ تو نے میری بات پر عجب ردعمل کا اظہار کیا ۔ اے دوست مجھے دل پر اختیار ہی نہیں رہا ۔ آپ آجکل ہر صورت آجاویں

ہ ۔ میں ہوش میں رہتے بھی بے خود ہوں ۔ اے دوست میری کیفیت کی طرف توجہ کر ۔ آپ میری آغوش میں چھپ جائیں ۔ اور مجھ بے خود کی طرف آکر ہوش بحال کرائیں ۔ آپکے ہجر و فراق کی شراب پینے والے نے تو نہ گام کر دیا ۔ اب میری طرف نظر کرم کر

ی ۔ جب میرا یار اور دوست آیا ۔ تو اس نے نہال کر دیا ۔ اسرار کے اندر سے اظہار ہوا ۔ اور مشکلات حل ہوگئیں ۔ ان آنکھوں نے محبوب و مطلوب کی زیارت کر لی ۔ اے سچل جس صاحب جمال کا خیال تھا ۔ اس محبوب سے ملاقات ہوگئی

حُسن وعِشق

غزلیں

چشماں چمک چمک کر دل تے اثر ہے کیتا
کیا بات ہے اثر دی بالکل حشر ہے کیتا

وہ ناز غمزہ سیتی آیا ہے یار میرا
ایہ ڈیکھ لا ابالی زاھد حذر ہے کیتا

اک دن تماشے کیتے بازار وچ گیا ہا:
وچ دھاڑدھاڑ عاشق سارا شہر ہے کیتا

ابرو دیاں کج کماناں مژگاں دا تیر کاری
وچ عاشقاں دے سینے ہک دم گذر ہے کیتا

لکھ میر شہزادے حیران ڈیکھ ہوندے
ڈیکھ تے آپنی غریبی سالک صبر ہے کیتا

پاتی جو عشق پھیری دلڑی لٹی ہے میری
دلدار فتح تیری دل تے گذر ہے کیتا

چشماں دا شور جانی بے شک توں زور جانی
وہ دا عجب نظارے ظاہر ضرر ہے کیتا

سچل سجن نرالا چمکار جیس دالا!
ہتھ وچ ہے تیغ بھالا زخمی جگر ہے کیتا

(سرپہاڑی)

ترجمہ :-

۔ محبوب کی آنکھوں کی تابانی نے دل کو بہت متاثر کیا ہے
اثر کیا ہے ۔ قیامت برپا کردی ہے
۔ میرا محبوب عجب طرح سے آیا ہے ۔ ناز و ادا سے مرصع ہے
زاہد خشک کی سادگی دیکھئے ۔ کہ وہ کترا کر چلا گیا ہے
۔ میرا محبوب ایک بازار کی طرف جا نکلا تھا
اس قدر غلغلہ ہوا ۔ کہ اسکے حسن و جمال نے گویا سارے شہر کو اپنا عاشق بنالیا
۔ محبوب کے ابرو کمان اور اسکی مژگان اگر تیروں کی طرح ہیں
جو بیک وقت عاشقوں کے سینے کے پار ہو جاتے ہیں
۔ بے شمار سردار اور شاہزادے دیکھتے ہی حیرت زدہ رہ جاتے ہیں
مگر سالک نے اپنی بے بضاعتی کو دیکھ کر ضبط و صبر سے کام لیا ہے
۔ عشق کا کیا آنا تھا ۔ کہ میرا دل لٹ گیا
اے محبوب تری فتح کا کیا کہئے ۔ کہ دل کو روند ڈالا
۔ آنکھوں کا اثر بے حد پُر زور اور انقلاب افزا ہے
ان مناظر نے عجب نقصان ظاہر کئے ہیں
۔ سچل آپ کا محبوب نرالا ہے ۔ روشن رخ اور تابندہ مانگ رکھتا ہے
گویا اسکے ہاتھ میں تلوار اور بھالا ہے ۔ کہ جگر زخمی ہو گیا ہے

ہمیشہ ملیں کنے ہوویں نہ پیارا دور توں جاویں
اللہ لگ حال سن میڈا اگن ول پھیرا پاویں
تساں باجھوں اداسی ہیں پھراں سک سناسی ہیں
ازل کولوں ہاں پیاسی ہیں سکھاول کر وطن آویں
برہ تیڈے دی بدنامی بھرام عشق دی خامی
کڈاں عاشق نہ آرامی اساں تے چھاں مثل چھاویں
سجن تیکوں نہاراں ہیں نہ کوئی دم وساراں ہیں
سدا راہاں نہاراں ہیں اساں توں جیت متاں چاویں
اساں تے رہ سجن راضی نہ کرایڈی توں بے نیازی
سدا در تیڈے تے آزی نبھاون داتوں نینہہ لاویں
تیڈیاں تن جا بجا جائیں سبھا جاتوں سجن سائیں
اتھاں کیا رنگ کرائیں سدا عشاق توں پاویں
بلا شک رنگ تیں لایا ہے دل وچ جوش جاگایا
دلاسا آپ فرمایا سچل گن یار دے گائیں

ترجمہ:

میرے محبوب تو ہمیشہ میرے پاس رہ ۔ اور کبھی دور نہ جا
خدا کے لئے میرا حال سن اور میرے ہاں پھر آجا
میں آپ کے بغیر سخت اداس ہوں ۔ اور آپ کی تلاش میں سنیاسی بن کر پھرتی ہوں
میں ازل سے ہی پیاسی ہوں ۔ اب جلد وطن واپس لوٹ آ
آپ کے فراق میں رسوائی اور اس عشق کی بدنامی
عاشقوں کو کب آرام ملتا ہے ۔ تو آجائے ۔ تو میرے سر پر سکون کا سایہ ہو جائے
اے محبوب تجھے ہر دم یاد رکھتی ہوں ۔ ایک پل کیلئے بھی فراموش نہیں کرتی
ہمیشہ راہ تکتی رہتی ہوں ۔ خدا کیلئے کبھی اس طرف سے بے پرواہی نہ برتنا
اے دوست تو مجھ پر خوش ہو ۔ اور اس قدر بے نیازی سے پیش نہ آ
میں ہمیشہ سے تیرے دروازے پر زاری کرتی ہوں ۔ پریت نبھانے کی کریں
اے محبوب ہر جگہ تیرے مقامات ہیں ۔ اور اے دوست تو ہر جگہ موجود ہے
یہاں آپ نے کیا رنگ دکھائے ہیں ۔ عشاق ہمیشہ یہاں موجود رہیں گے
بے شک آپ نے رنگ لگا دیا ہے ۔ اور دل میں جوت جگا دی ہے
خودی دلاسہ دیا ہے ۔ اسلئے اے سچل اب صرف یار کے گن گانا

(۱)

لیلے خاطر مجنوں ہویا عالم وچ اداسی
رانجھو تخت ہزاروں آیا کر کے دیس سناسی
بانہیاں دا بانہاں عشق کتیس تپچل تیں نبیڑے نتیس

(۲)

اگے بھی عاشق بہوں لنگھے جنہاں کیتے سر قربانی
لگے واری سٹ ڈتو نے جوش کنوں جسمانی
دو نہیں جہانیں وچوں انہاں وت گالھ کیتی مردانی
سر دا سانگا چھوڑ ڈتو نے کیتی داڈھے کیف کتو نے

(۳)

عشق کمایا ہیر تے رانجھے وچہ آخیر زمانے
ہوسن وچہ کتاباں انہاں سجل بہوں بیانے
سے تاں کجھ اظہار کریندا نیہہ دا ڈیکھ نشانے
نے تاں سن ن ڈکھیاں گالھیں عشقدیاں ڈھیاں او کھیاں جائیں

ترجمہ :-

(۱)

لیلی کیلئے مجنوں دنیا میں اداس رہا
اور رانجھا تخت ہزارے سے سنیاسی کے بھیس میں آیا
اسے عشق نے نوکروں کا بھی نوکر کر دیا ۔ تب جا کے محبوب ملا

(۲)

پہلے بھی بہت عاشق گذر چکے ہیں ۔ جنہوں نے اپنے سر قربان کئے
انہوں نے اپنی لگن کیلئے اپنے جسمانی سکون برباد کر دیئے
تاہم انہوں نے دنیا و آخرت میں اپنے مردانہ پن کو برقرار رکھا
انہوں نے اپنے سروں کی قربانیاں دیں اور انہوں نے کمالات دکھائے

(۳)

ہیر اور رانجھے نے عشق کیا ۔ یہ آخیر زمانہ ہے
ان کے بارے میں کتابوں میں بہت تفصیلات ہونگی
ان کے بارے میں واقعات دیکھ کر میں بھی کچھ اظہار کرتا ہوں
بہت سے انہیں مشکل باتیں کہتے ہیں ۔ عشق کی منزلیں دشوار ہیں

(۴)

عشق ڈیکھو تاں کتھوں آکر نا د نغارا وجائے
کتھے جھنگ کتھے وو ہزارا کتھے کھیڑا پائے
ایہ تاں حکم اللہ دا سا راجو کتھاں اکھیاں لائے
حق دیاں گالھیں ایہے ہنی
عشق دیاں جائیں ایہے ہنی

(۵)

چوچک دی ہک بیٹی آہی ہیرے ناں سڈیندی
اکھیاں دا وت تیر ہیں دا عاشق کوں نہ جھلیندی
لکھ ہزار جو عاشق دیندے مژگاں نال مریندی
جے توں ڈیکھیں تاں سدھ پووی
موت کنوں ودھ حالت ہووی

(۶)

گالھیں سن کر مست تھیا وت ڈٹھیں حال ونجایا
جو کجھ ملک ملک تس سارا مال خزانہ لٹایا
عشق سیال دے موگھا کیتس خویش قبیلہ چھڑایا
ایہے مستیاں عشق نے ڈتیاں
ایہے تعدیاں برہ نے کیتیاں

ترجمہ :-

(۴)

دیکھئے کہ کہاں سے آ کر عشق نے کرنا پھونکی اور نقارے پر چوٹ لگائی
کہاں تو جھنگ ہے اور کتنی دور ہزارا ہے ۔ اور کتنی دور کھیڑے رہتے ہیں
دراصل یہ حکم الہی ہوتا ہے ۔ کہ کوئی کہاں آنکھیں لگائے
حق کی باتیں یہی ہیں ۔ اور عشق کی منزلیں ایسی ہی ہوتی ہیں

(۵)

چوچک کی ایک بیٹی تھی ۔ جو ہیر کہلاتی تھی
اسکی آنکھوں میں وہ کشش تھی ۔ کہ عاشق دیکھ نہ سکتے تھے
لاکھوں ہزاروں عاشق جائیں ۔ مگر وہ مژگاں سے قتل کرتی تھی
اگر آپ دیکھ لیں ۔ تو کچھ خبر نہ رہے ۔ اور حالت موت سے بدتر ہو جائے

(۶)

وہ باتیں سن کر مست ہو گیا ۔ اور دیکھتے ہی حال بگاڑ لیا
جو ملک اور جائیداد اسکے تصرف میں تھی ۔ وہ سب خزانہ لٹا دیا
ہیر سیال کے عشق نے اسقدر محو کیا ۔ کہ اس نے اپنا گھر اور خاندان چھوڑ دیا
یہی مستیاں تھیں جو عشق نے دکھائیں ۔ اور یہی ظلم تھے ۔ جو ہجر و فراق نے روا رکھے

(۷)

ہیں تاں تخت ہزاروں آندا ویساں جھنگ سیالیں
عشق ہیرے دے مارگھتیا کیا آکھاں تیں دیاں گالھیں
اپنا مال اڈوار ڈتم سبھ ساڑیم طول نہالیں
عشق لایا زور ڈاڈھا
برہ مچایا شور ڈاڈھا

(۸)

ڈیکھن نال رانجھو دے سیالیں سبھ حیران رہیاں حسن
مست ایں جیہا اگے نہ ڈٹھا سرگردان رہیاں حسن
عشق کمال ڈٹھوسے اتھاں کل بے جان رہیاں تن
کیڈوں آندا کیڈوں جاندا
ساڈی دل کوں ہوں بھاندا

(۹)

لٹ گئی دل ہیرے اتھاں وچوں کل سیالیں
ڈیکھ سبھ سیاں اگوں تے چاک دے عشق دیاں چالیں
پہلے غمزے ساڑ ڈتس ایہے بیچل طول نہالیں
عشق دیاں چڑھیاں موجاں تکھیاں
اہیں تے آسن جنھاں تے لکھیاں

ترجمہ :-

(۷)

میں تخت ہزارہ سے آرہا ہوں ۔ اور جھنگ سیالیں جاؤں گا
ہیر کے عشق نے مجھے برباد کردیا ہے ۔ اسکی باتیں کیا سناؤں
اپنا مال میں نے لٹا دیا ہے ۔ اور سکھ سکون کا سب سامان میں نے تج دیا ہے
عشق نے زور دکھایا ہے ۔ اور فراق نے بہت شور پیدا کیا ہے

(۸)

سیال دوشیزائیں رانجھے کو دیکھ کر حیران رہ گئیں ۔ یہ حسن یہ ملاحت
اسقدر مست پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ۔ سب انگشت بدنداں تھیں
یہاں عشق کے کمالات دیکھے ۔ اور سب کی سب دنگ رہ گئیں
کہاں سے آیا اور کدھر چلا جائیگا ۔ جو بھی ہے ہمارے دل کو اچھا لگتا ہے

(۹)

۔ ان سیال دوشیزاؤں میں سے ہیر کا دل لٹ گیا
اور وہ اپنی سہیلیوں کے سامنے بے بس سی ہو گئی
بے کل محبوب کی پہلی نظر نے اسے راکھ بنا دیا
عشق کی موجیں چڑھی ہوئی ہیں ۔ اور ان پر آئیں گی ۔ جنکے مقدر میں لکھی ہیں

(۱۰)

آکھیا ہیر بابل دیاں منجھیاں تقی کر چاک چریسیں
منڈیاں تھنڈیاں ڈاکر سعیا مول نہ ٹکڑ مریسیں
اگلیاں تے چھلیاں ہر کہیں ویلے باک بک سنبھلیسیں
بندی تیڈی جے تاہیں جیواں
گھولی گھولی میں تاں تھیواں

(۱۱)

رانجھن سائیں میں تاں ہوسیاں تیڈی خاک پیراندی
اکھیاں وچ کر سُرمہ گھتساں تخت دی وز سیراندی
تھیسی خراب ویران سگھیری نگری شال کھیڑیاندی
ایہیں گالھوں توں تاں میڈا
تھیسی میلا اساں تیڈا

(۱۲)

جے توں منجھیاں بابل دیاں وت چاریں چاک سڈیسیں
جے توں انگ بھبھوت لگیسیں جھونا بگل ھنڈیسیں
جے توں ہو اداسی کھڑسیں سیر براگ وسیسیں
ھکو جہیں ڈوہیں ہوسوں
کڈاں کھلسوں کڈاں روسوں

ترجمہ

(۱۰)

ہیر نے کہا۔ کہ آپ کو میرے باپ کی بھینسیں نوکر ہو کر چرانی ہونگی
وہ چاہے وہ لنگڑی ہوں۔ خدمت کروگے۔ اور انہیں لکڑی تک نہ مارو گے
سب بھینسیں ایک ایک کرکے سنبھالنی ہونگی
میں آپ کی غلام ہوں۔ جب تک زندگی ہے قربان رہونگی

(۱۱)

اے رانجھا! میں تمہارے پاؤں کی خاک بن کر رہوں گی
آپ کے وطن کی خاک کو بھی اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں گی
خدا کرے کا کھیڑوں کی نگری جلد برباد ہو جائیگی
وہ اسلئے کہ آپ میرے ہیں۔ اور میرا آپ کا میل رہیگا

(۱۲)

آپ میرے باپ کی بھینسیں چرائیں گے۔ تو نوکر کہلائیں گے
اگر جوگی کے بھیس میں رہیں گے صورت حال ایسی ہی رہیگی
اگر اداس رہوگے۔ تو بھی براگ مقدر ہے
میرے ساتھ آجاؤ۔ دونو ایک جیسے ہونگے۔ رونا ہنسنا ایک ساتھ ہوگا

(۱۳)

اپنا خویش قبیلہ چھوڑم پچھوں تساڈے پئیاں
سک سکاوت سیاں تیں کنوں بک ڈاری گئیاں
بھوں نال میں تے ٹوکاں لاون جیڑیاں سنگیاں سیاں

(۱۴)

ھکو جیڈیاں نال خوشی دے بیٹھیاں گھر گذریندیاں
کل حقیقت حال اہیں دی میں کنوں ڈیکھ پچھیندیاں
بہہ بہہ لکھ مذاقاں میں تے سیتو نت کریندیاں
پھیرے پھیرے کر کر آندیاں
عشقدیاں کھیڈاں کھیڈیاں ندیاں

(۱۵)

رانجھو میڈے سر دا سائیں کھیڑا کون بچارا
راج بہانا پچھ پچھ آیا چھوڑ کے تخت ہزارا
میں ہوواں قربان اہیں تے صدقے تیو جھنگ سارا
عشقدے لاون کیتے آیا
رنگ رچاون کیتے آیا

ترجمہ :-

(۱۳)

میں اپنے تمام خاندان کو چھوڑ کر آپ کے پیچھے لگی ہوں
اور اپنے تمام رشتہ داروں سے الگ ہو گئی ہوں
میری سہیلیاں اور ہمجولیاں مجھے ہر وقت طعنے دیتی رہتی ہیں

(۱۴)

میری ہم عمر خوشی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں گزار رہی ہیں
مجھے دیکھ کر مجھ سے رانجھے کی حقیقت اور حالات دریافت کرتی ہیں
اے سیتو! وہ میرے ساتھ لاکھ لاکھ مذاق کرتی ہیں
اور عشق و محبت کے کھیل کھیلنے کیلئے وہ ٹولے ٹولے بنا کر آتی ہیں

(۱۵)

رانجھا میرے سر کا مالک ہے۔ کھیڑے بچارے کون ہیں
وہ اپنے باپ دادا کا راج چھوڑ کر تخت ہزارہ سے آیا ہے
اے تجل میں اور سارا جھنگ اس پر قربان جائے
وہ عشق کرنے اور اس میں محبت کا رنگ بھرنے آیا ہے

(۱۶)

کھیڑے نال منڈھوں دا نا ہیں ستیاں خیال اساڈا
رانجھو میڈا ایں رانجھو دی جو ہے حال اساڈا
راہ عشق کنوں وہ سیکھو مرن محال اساڈا
آپوں گئیاں ہوس تھیاں
ٹوکاں کردیاں اساں تیاں

(۱۷)

ڈتا جواب ہیرے کوں رانجھو ہن تاں بخت تھیوے
عشق تیڈے کنوں تخت ہزارا ڈیکھ تے کھٹ چھوڑیوے
برہوں دی خواہش سن وہ سیکھو آ ونج جھنگ کھڑیوے
ہاتھے تھیسوں نوکر رہسوں
تیڈے طرفوں مہنے سہسوں

(۱۸)

ونج کھڑا منجھیاں وچ رانجھو جو راتیں ڈینہہ چریندا
منجھیاں کوں سوئی پاڑا مارے سعیا ہوں کریندا
وڈڑے ویلے ونجھلی کوں وت ندی کنارے وجیندا
اہیں آوازے نال مریندا
رمزاں لیندا قہر کریندا

ترجمہ :-

(۱۶)

اے سہیلیو: میرا خیال تو کھیڑے کے بارے میں شروع سے ہی نہ تھا
میں رانجھے کی ہوں اور رانجھا میرا ہے . ہمارا تو یہ حال ہے
اے سخی عشق کی راہ سے مرجانا ہمارے لئے بہت مشکل ہے
میں اپنے آپ سے بھی گئی . بے بس ہوئی سہیلیاں طعنے دیتی ہیں

(۱۷)

رانجھے نے ہیر کو جواب دیا . کہ اب تو لطف رہیگا
آپ کے عشق کی وجہ سے تخت ہزارا چھوڑ کر یہاں پہنچا ہوں
سوز و فراق کی کشش نے جھنگ آپہنچایا ہے
ہم نوکر ہوں گے . خادم بنیں گے . آپ کی طرف کے طعنے بھی برداشت کرینگے

(۱۸)

رانجھا بھینسوں کا چرواہا ہو گیا . اور رات دن بھینسیں چراتا ہے
بھینسوں کی بہت خدمت کر رہا ہے
صبح سویرے دریا کے کنارے جاکر بنسری بجاتا ہے
اور بنسری کی آواز سے اظہار جذبات کرتا ہے . اور تڑپاتا ہے

(۱۹)

ہیر ڈہاڑے رانجھو ڈہوں پئے گئی روڈی چائی
جھلد انہیں کوں کوئی نہ آیا بھرا نہ آیا مائی
کیدو ناں بھرا چوچک تہیں آن کے بھنڈ کی لائی
سبھ سیالیں ہیر لجائیاں
چاک دیناں چا آکھیاں لاٹیاں

(۲۰)

پچھ صلاح چوچک کنوں دوڑیا طرف حاکم رنگپور والے
ناں نورنگ تے ذات کھیڑا تہیں دے راج نرالے
نسبت ہیر دی نال اوہیں دے کیتی تہیں منہ کالے
سیالیاں دیوچہ خوشیاں تھیاں
کھیڑیاں دیوچہ دھماں پیاں

(۲۱)

ہیر آکھیا ول سن وے قاضی عشق عقل کیا لگے
پریت رانجھو دی ہن دی ناہیں عشق لاتو سے اگے
پچھو مثال اساں رانجھن دی توڑ تائیں ایہا تگے
کیہے کریندیں کوڑے مسئلے
گھن کرآندیں کاغذ کتلے

ترجمہ :

(۱۹)

ایک دن ہیر رانجھو کی طرف روٹی لے کر گئی
اس وقت اسکے ساتھ نہ بھائی تھا ۔ نہ باپ اور نہ ماں تھی
کیدو چوچک کے بھائی نے ہیر پر الزام لگا کر بدنامی کر دی
سب سیالیں عورتوں نے ہیر کو شرمسار کیا ۔ کہ ایک نوکر کے ساتھ عشق کیا

(۲۰)

چوچک مشورہ کر کے رنگپور کے حاکم کی طرف دوڑا
اس کا نام نورنگ ذات کھیڑا اور وہ وہاں کا مختیار تھا
اس منہ کالے نے ہیر کی نسبت اس سے کر دی
سیالوں میں خوشی ہونے لگی ۔ اور کھیڑوں میں دھومیں مچ گئیں

(۲۱)

ہیر نے کہا ۔ اے قاضی سن ۔ عشق میں عقل کا کوئی دخل نہیں
رانجھو کی محبت اب کی نہیں ۔ یہ محبت بہت پہلے کی ہے
لے تجھ ہماری مثال رانجھن کی سی ہے ۔ یہ امید نہیں ٹوٹے گی
تو جھوٹے مسئلے کیا کرتا ہے ۔ اور کاغذ کس نے دیا ہے ۔

(۲۲)

رنگپوروں شہ رانجھے ڈہوں بھیاں ہیر پیامی
اساں اتھاں پُر درد رہوے تساں تھیو آرامی
بن آ سکھڑا شہر کھیڑیاں دے تھی جوگی یا سامی
کون جانے کون سنجانے
عشق دے شعلے عرش اڈانے

(۲۳)

درد ڈاڈھے کنوں دوڑ کے بانی جوگی کوں گھن آئی
جانی مراد ہیر دی آہی سائیں بچائیس سائی
ماندے ڈیکھ ہیرے کوں آکھیاں ایہا کھادی بدلائی
حیلہ کہیں دا نہیں لگدا
دارو میں کنے ہے جگدا

(۲۴)

دھکو سائیں ہِک کہیں صورت واہ جو سیر کریندا
کتھے ہیر کتھے ڈت رانجھو کھیڑا کتھ سڈیندا
طلسم ہنی تحقیق سمجھ جے ہیں کنوں گالھ پچھیندا
بحر ادمیں دیاں ہن بھ لہراں
عشق والیاں دے سرتے ٹھہراں

ترجمہ :-

(۲۲)

۔ رنگ پورے ہیر نے رانجھے کے پاس پیغام بھیجا
ہم یہاں ہجر و فراق میں مبتلا ہیں ۔ اور آپ آرام سے بسر کرتے ہیں
جوگی یا فقیر بن کر کھیڑوں کے شہر کی طرف آؤ
کون جانے گا کسی کو کیا علم کہ عشق کی آگ کے شعلے عرش تک بلند ہوتے ہیں

(۲۳)

ہیر کے درد کا اندازہ کر کے بڑھیا جوگی کو بلا لائی
ہیر کی مراد پوری ہوئی ۔ اور مالک نے آرزو پوری کر دی
جوگی نے ہیر کو دیکھ کر کہا ۔ کہ اسکو خطرناک بلا نے ڈس لیا ہے
اس مرض کو کسی کا کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا ۔ میرے پاس دنیا بھر کا علاج ہے

(۲۴)

ایک ذات حقیقی ہے ۔ کہ کئی صورتوں میں سیر کرتی ہے
کہاں ہیر ۔ کہاں رانجھا اور کہاں کھیڑے
یہ طلسم کی ہمیں تحقیق ہے ۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں ۔ تو میں بتاؤں گا
ذات الٰہی کے سمندر کی لہریں ہیں ۔ جو عشق والوں کے سروں پر ٹھیرتی ہیں

ترجمہ :-

(۱)

تخت ہزارے کا رانجھا آگیا ہے

اس نے بیابوں پر خوشبوئیں دی ہے .

عنبروں اور خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں . سارا جھنگ اس خوشبو میں نہا گیا ہے

سرخ رنگ کا لباس پہن لیا ہے . اس نے ہر طرف رنگ بکھیر دیا ہے

حسن وجمال اور عشق کی خوشبو نے ملکر جذبات کے شعلے بھڑکا دیئے ہیں

حسن کی فوج کو برتری حاصل ہوگئی . تو عشق نے زیردستی اور زاری شروع کر دی .

ہمیں سچل نے سوز و گداز کا سبق پڑھا دیا ہے

(۲)

میاں رانجھا تخت ہزارے کا حاکم ہے

میں تیرے دامن کو تھامے ہوئے ہوں

جوگی ہو کر سیلانی بنا پھرتا ہے . بے پروا ہو کر رہنا رانجھے کی عادت ہوگئی ہے

اے رانجھا تیرے بغیر کھیڑوں کے ساتھ کوئی نبھا ہونا مشکل ہے

مجھ پر سے مہر و محبت کی نگاہ نہ ہٹانا

اللہ کا واسطہ ہے . سچل کے ساتھ نبھاہ کرنا . اور اسکی خود پہچان کرنا

(۳)

رانجھو ڈھم نال اکھیں دے

ہن تاں میں جاگ جیندیاں

رانجھو اگن ہے میڈے آیا ہوں ہوں خوش تھیندیاں

ہیں تاں رانجھو صبح سنجاتا گلیاں شکر ونڈیندیاں !

زہر پیالہ محبت والا شربت کرکے پیندیاں

سینے اندر چاک سچو کوں محبت نال میں سیندیاں

(۴)

تیں تے میڈڑی جان

رانجھا وو تیں تے میڈڑی

عشاقاں توں دل کیویں چاتوئی عالم وچ گمان

چانداایں توں ہیں تاں تیڈے قدماں توں قربان

راتیاں ڈینہاں دلڑی اساڈی درد کیتی دیوان

عشق تیڈے توں یار سچو دی ہوئی جند حیران

ترجمہ :-

(۳)

رانجھے کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے
اب تو میں زندوں میں شمار ہونے لگی ہوں
میرا محبوب رانجھا میرے گھر آیا ہے۔ اور میں بہت خوش ہو گئی ہوں
میں نے رانجھے کو صحیح طور پر پہچان لیا ہے۔ اب گلیاں بھی نہال ہیں
میں محبت کی زہر کا پیالہ شربت سمجھ کر پی جاتی ہوں
میں محبت کے ساتھ سینے کے زخموں کو سی لیتی ہوں

(۴)

اے میرا محبوب رانجھا
تُو تو میری جان ہے
عاشقوں سے توجہ تو نے ہٹائی ہے۔ دنیا میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں
یہ تو تجھے علم ہے۔ کہ میں تو تیرے قدموں پر قربان ہوں
دکھوں اور غموں نے میرے دل کو دیوان بنا دیا ہے
تیرے عشق کی وجہ سے پگلی سرمست کی روح حیران ہے

(۵)

پیلے ڈیندا رانجھو یار
اساں نمانڑیاں نوں اللہ ملیندا
تھیں دے عشق آرام ونجایا۔ گیا سو صبر قرار
ڈوہیں جہانیں وچوں یار سجن دا عشق کیتم اختیار
رانجھن جیہا ہور نہ کوئی بنے کھیڑے لکھ ہزار
اگن اساڈے جے رانجھن آوے دل تھیوے باغ بہار
بے تیکوں سوہنے باجھوں رووں زارو زار

(مرجوگ)

(۶)

میں تاں تھیواں ہو تھیواں
سوہنے توں گھولی ہو گھولی
رل مل سیالیں کر کر آندیاں ٹولی ہو ٹولی
تختوں آیا جھنگ کوں رانجھو گولی ہو گولی
سر سیتھو دے تیغ ستم دی تولی ہو تولی

(مرجوگ)

ترجمہ :-

(۵)

پہلے رانجھا دوست نظر آیا ہے
مسکینوں کو اللہ دیتا ہے
آپ کے عشق نے آرام ختم کر دیا ہے ۔ صبر و قرار باقی نہیں رہا
دونو جہانوں میں تو اپنے دوست کا عشق ہی اختیار کیا ہے
کیونکہ میرے محبوب رانجھا جیسا اور کوئی نہیں ۔ جبکہ کھیڑے تو بے شمار ہیں
اگر ہمارے آنگن میں رانجھو آ جائے ۔ تو دل باغ و بہار ہو جائے
محبوب کے بغیر تو بچل زار و قطار روتا ہے

(۶)

میں تو قربان جاؤں
اپنے محبوب پر واری جاؤں
سیال دوشیزائیں مل جل کر آتی ہیں
تخت ہزارہ سے رانجھا جھنگ کو منتخب کر کے آیا
عشق نے بچل کے سر پہ ستم کی تلوار تانی ہوئی ہے

(۷)

والی تسا ڈا واہی
یار سدا سکھیا ہووِیں
کوئی دم اساں توں دور نہ تھیویں خوش ہووے بادشاہی
ڈوہیں جہانیں نال تساڈے ہادی دی ہمراہی
قیامت تائیں بخشش تساکوں اوجو عیش الٰہی
ڈوڑے ویلے ندی کنارے کرساں ماہی ماہی
دعا کریندیں لکھیں ہزاریں بچو دی بک سیاہی

(سرجوگ)

(۸)

ساکوں منیاں بھٹ دیاں نہ ڈیو
ہیں تاں جھوک رانجھو دی جاندیاں
طعنے تہمت یار دے کر کے ہار گچی وچ پاندیاں
سنڑو سیتاں رانجھو نال ہیں رہساں کھیڑیاں دوں جاندیاں
راتاں ڈینہاں یار دیاں گالھیں گلی گلی وچ گاندیاں
بچو رانجھن دل کوں بھاندا ہور کہیں کوں نہ بھاندیاں

(سرجوگ)

ترجمہ

(۷)

اے محبوب تمہارا مالک آشفتہ سر ہے
اے دوست خدا تجھے سکھی رکھے
کوئی پل بھی مجھ سے دور نہ ہونا ۔ خدا کرے حکومت قائم رہے
اور دونو جہانوں میں تمہارے مرشد ہادی کی سرپرستی اور رہبری رہے
اے خداوند قدیر تو قیامت تک سکھ اور سکون عطا کر
صبح سویرے میں دریا کے کنارے ماہی ماہی پکاروں گی
دعا کرتی ہوں ۔ کہ ان کے لاکھوں ہزاروں میں سچل بھی ایک سپاہی ہے

(۸)

ہمیں بیٹھے رہنے کی نصیحت نہ کرو
مجھے تو اپنے محبوب رانجھے کے وطن جانا ہے
میں طعنے اور الزامات کو برداشت کر کے اپنے محبوب کے حضور نیاز پیش کرتی ہوں
اے سکھیو سنو ۔ میں کھیڑوں کو چھوڑ کر رانجھے کے ساتھ جا رہی ہوں
رات دن محبوب کی باتیں کرتی ہوں ۔ اور گلی میں اسکے نغمے گاتی ہوں
اے سچل میرے دل کو رانجھا ہی بھاتا ہے ۔ اور میں کبھی کسی اور کو نہیں بھاتی

(۹)

روح رانجھو دی رمزاں لٹیاں
کھیڑے کنوں بے زاریاں

ماہی دے مہنے جھولی جھلیم جیاتم سبھے خواریاں
ہیں تاں رہ گئی کول اہیں دے محبت دی مت ماریاں
ہوواں کنیزک باہیں بدھ کر پاپلو کراں زاریاں
آتن وچوں لبھنے ڈیون بڈھیاں توڑنے کنواریاں
لوکاں لیکھے چاک تنہیں دا ہیں تاں صدقے واریاں
بیسی گل اوہو جیندے کارن وتح غماندے گذاریاں
ساگھتاں تھیے چرخے کوں میں تاڑیاں نیاں اڈاریاں
سچو چھوڑ گیاں سبھ سیالیں رانجھو پچھے میں قطاریاں

(سرجوگ)

(۱۰)

تساں نال میٹھے کیہی لائی
دریادے میاں رانجھا

جے آویں تاں آ پیارا نہ تاں ولیاں مر جائی
طرف اساڈے کڈیں نہ لکھیو یار کتابت کائی
اساں نمانیاں توں یار پیارا کیوں ویندیں چیت جائی
بھانویں میکوں سو ہنا نہیں گالھ تیڈی میں گائی
روز ازل کنوں یار تساڈی وات سچو دے وائی

(سرجوگ)

ترجمہ

(۹)

. رانجھے کی اداؤں نے میری روح کو لوٹ لیا ہے
اور کھیڑوں سے بیزار ہوگئی ہوں
میں نے سب خواریاں برداشت کیں ۔ اور ماہی کے بارے میں طعنے اپنے دامن پرلے لئے ہیں
میں اسکے پاس رہ گئی ۔ محبت نے سوچ ہی مفلوج کردی ہے
اب تو یہ ہے ۔ کہ کنیز بن کر اور گلے میں کپڑا ڈال کر زاری کرتی ہوں
مجھے تو بوڑھی عورتیں اور کنواری لڑکیاں سب طعنے ہی دیتی ہیں
لوگوں کیلئے اگرچہ وہ صرف بھینسوں کا چرواہا ہے ۔ پر میں تو اس پر قربان ہوں
وہی شخص مجھے گلے لگائیگا ۔ جسکے غموں میں ہم نے وقت بسر کئے ہیں
میں چرخے کو جلا دونگی ۔ اور ساری چیزیں توڑ دوں گی
اے سچل میں نے سب سیانوں کو چھوڑ دیا ہے ۔ اور اپنے محبوب رانجھے کے پیچھے چلتی ہوں

(۱۰)

. اے میرے محبوب رانجھا فریاد ہے
. آپ نے میرے ساتھ کیسی محبت لگائی ہے ۔
. اگر آنا ہے ۔ تو آجاؤ ۔ ورنہ میں مرجاؤں گی
ہم مسکین لوگوں کے معاملے میں اتنے بے مروت کیوں ہوگئے ہو
اے محبوب میں تو آپ ہی کے گیت گاتی ہوں
روز ازل سے ہی سچل کے منہ میں آپ ہی کے تذکرے ہیں

(۱۱)

ڈسیں اساڈڑے ویڑھے
تھیویں نمانی دے نیڑے
راتیں ڈینہاں تانگھ تساڈی دوست آویں ساڈے دیرے
جے توں آویں اگن اساڈے ٹٹ پوون سبھ جھیڑے
دل اساڈی کیتوئی دیوانی کون کمینے کھیڑے
آتوں دلبر درد مندانڈے آنڑیں ساجھوک اریڑے
سبق وساریا سچو کوں سارا تیڈے عشق اویڑے

(سرجوگ)

(۱۲)

میں تاں ڈیواں ہو ڈیواں
سوہنے کوں کیہے ڈورا پے
میڈا حال اگوں سیاں دے ہیلی نیواں ہو نیواں
وتح ہزارے گولیاندی گولی ہیلی جیواں ہو جیواں
ہنجوں دے نال چاک سینے دا ہیلی سیواں ہو سیواں
سچو پیتا محبت والا ہیلی پیواں ہو پیواں

(سرجوگ)

ترجمہ :-

(۱۱)

اے محبوب آپ ہمارے گھر میں آباد ہو
اور مجھ مسکین کے قریب ہو جائیں
رات دن آپ ہی کا انتظار ہے ۔ کہ آپ ہمارے ڈیرے پر آئیں
اگر آپ ہمارے گھر آجائیں ۔ تو سب جھگڑے ختم ہو جائیں
ہمارے دل کو کس برے شخص نے خراب کیا کھیڑے نے
اے محبوب اپنا ٹھکانا اب ہمارے قریب لے آ
بیچل کا سبق اسکو آپ کے ٹیڑھے عشق نے بھلا دیا

(۱۲)

میں محبوب کو غم
بھی دے رہی ہوں
میرا حال سہیلیوں کے آگے جانے ہی جائے
ہزارے میں منتخب میں سے منتخب ہو کر جیوں گی
اپنے سینے کا زخم آنسوؤں کے ساتھ سی لوں گی
اے بیچل محبت کا پیالہ بھی پیوں گی

(۱۳)

ہجر ماہی دے ماریاں
اڑی سیاں میں تاں
نال ڈاڈھے دے زور نہ چلدا باواں بجھی وتج گاریاں
پڑھن سیڈیاں من قبولیت یار ڈاڈھے نوں زاریاں
فوجاں فراق دیاں سر ساڈے برہ چاڑھیاں بن باریاں
گالھیں رانجھو دیاں راتو ڈینہاں اوہے بیتی میں ساریاں
نیر دیاں ندیاں سن بیچو میاں جوش کنوں ہو یاں جاریاں

(مرجوگ)

(۱۴)

نینہ لاون نیں کس یار دے
قاضی کیہے کریندائیں مسئلے
بابل آن کے چاک کھڑایا ۔ گیا میڈی دل کھس دے یار
جیڈ ولیساں تخت ہزارے دے ولیساں جھنگ کیتے نس دے یار
اوہیں دی خاطر رونیدی وتدی گیا منہ ورہ دا وس دے یار
یار چنا نہ دے رانجھن وسدا منجھیاں چردیاں لس دے یار
کوڑے مسئلے کوڑ کہانی رانجھو اسانوں لس دے یار
وطن بیچو دے آمیاں رانجھا ویڑھے اساڈے وس دے یار

(مرجوگ)

ترجمہ :-

(١٣)

اے سکھیو میں تو ....

محبوب کے فراق کی ماری ہوئی ہوں

محبوب زور آور ہے ۔ اسکے آگے پیش نہیں جاتی

گلے میں نیازمندی اور زاری کا پھندا ڈالتی ہوں ۔ دوست ستم پرور ہے ۔ میں زیر دست

ہجر و فراق کی فوجوں نے چڑھائی کی ہے ۔ اور سوز و غم کا بھاری بوجھ مسلط ہے

رات دن اپنے محبوب رانجھے کی سی کیفیت مجھ پر بیت رہی ہے

غم و اندوہ کی کثرت کی وجہ سے آنسوؤں کی ندیاں جاری ہیں

(١٤)

عشق لگانا اپنے بس کی بات نہیں ۔ اے قاضی جی آپ کیا مسئلے بیان کر رہے ہیں

والد نے جسکو ملازم رکھا تھا ۔ وہ میرا دل لے گیا ہے ۔ اے ہمدم

میں جب بھی گئی ۔ ہزارے جاؤں گی ۔ جھنگ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں

اسکی خاطر روتی پھرتی ہوں ۔ غم اندوہ کا مینہ برس گیا ہے

دریائے چناب کے پار بھینسوں کو چراتا ہے .... اے دوست

ہمیں رانجھا چاہیئے ۔ باقی سب باتیں جھوٹ ہیں ۔ اے یار

اے رانجھا بچل کے وطن میں آکر آباد ہو جا

(١٥)

عاشقاں دے ڈیرے

ڈیرے دلبر آونا ہئی

کڈاں تھیسی ڈینہہ او ہوئی آکے ڈسیں توں ویڑھے ویڑھے

ڈس اساڈا کوئی لگدا موڑ نسا کوں میڑھے میڑھے

دم اساں کنوں دور نہ جب ویں سہ مونویں ساں نیڑے نیڑے

تیڈے قدماں توں رانجھن سائیں لکھوں گھتاں بدھ کھیڑے کھیڑے

سچے اساں توں کن بچل سائیں جھنگ سیال دے جھیڑے جھیڑے

(١٦)

دامن تیڈے لگیاں لگیاں

حاضر تیڈے اگیاں اگیاں

ماہو چھوڑ بکس رڑ تیڈے برہیں بالکاں وگیاں وگیاں

سک سیالیں دا چھوڑ کراہیں طرف تساڈے بھگیاں بھگیاں

میں رانجھن دی رانجھن میڈا کھیڑا ہاندے گھر کھگیاں کھگیاں

بچوے مسکین اللہ دا عشق تساڈے ٹھگیاں ٹھگیاں !

ترجمہ:-

(۱۵)

عاشقوں کے ڈیرے پر

اے محبوب آپکو آنا ہے

وہ دن کب ہوگا جب تو ہمارے ہاں آکر آباد ہوگا

ہمارا بس نہیں چلتا۔ مولا آپ کو شاداب کرے

ایک پل بھی ہم سے دور نہ جانا۔ ہمیشہ ہمارے قریب رہنا

اے میرے محبوب رانجھا! میں کھیڑوں کو آپ کے قدموں پر نثار کر دوں گی

اس پختہ یقین کی وجہ سے اب اے سچل جھنگ سیال کے جھگڑے ختم ہو گئے

(۱۶)

اے محبوب میں تیرے دامن سے وابستہ ہوگئی ہوں

اور اب تیرے حضور سراپا نیاز بن کر حاضر ہوں

ماں کو چھوڑ کر تیرے دامن سے وابستہ ہوئی ہوں۔ سوزِ فراق نے ہلچل مچا دی ہے

سیالوں کی رشتہ داریاں اور تعلقات چھوڑ کر آپ کی طرف بھاگ کر آگئی ہوں

میں رانجھے کی ہوں۔ اور رانجھن میرا ہے۔ کھیڑوں کے گھر میں خرابیاں در آئی ہیں

سچل تو مسکین بندۂ خدا ہے۔ آپ کے عشق کے زور نے توانائی دی ہے

(۱۷)

آمیاں رانجھا سائیں ساڈڑے نیڑے

کیتو ٹی بیراگی ساکوں آ وس ویڑھے

شوق تساڈے سائیں شور مچایا سوز فراق وِچ دن ہیں گنوایا

لوک سارے وامیناں سِر تے ہیں چایا

آباد اداسی میڈا اجیڑا جانی روح تے رہ گیا تیڈا نشانی

اہیں گالھوں ہیں تاں پھیراں دیوانی

اساں وو مسافر تیڈے شہر اوے نال تساڈے سوہنا عشق لیوے

ڈیکھ تساکوں ڈوڑا ڈکھڑا پایوے

نال ہجر دے ہیں دن رین گذارے ہیں نال کیتے تیں وعدے وسارے

طرف تساڈے ہیں تاں کانگ اڈارے

نال منجھیں دے توں تاں چھڑ گیوں جانی تیڈے کارن ہیں تاں تقسیم مستانی

ہو ہو لایوئی ساکوں یاد گم نی

بے تساڈا سائیں سچو وو نمانا روز ازل کنوں تیڈے دیے کانا

عشق نہ تھیسی کڈاں یار پرانا

(سرجوگ۔ جھولنو)

ترجمہ

(۱۷)

اے محبوب رانجھا ہمارے قریب آجا

آپ کی کشش نے زہراگی بنا دیا ہے۔ ہمارے ہاں آکر آباد ہو

آپ کے شوق اور کشش نے بہت ہنگامہ کیا ہے

ہجر و فراق میں سارا دن گذرا ہے لوگوں کے طعنے اور اعتراضات سر پڑے ہیں

میری روح اداس ہے۔ اے محبوب

عشق و فراق روح کا ایک نشان بن گئے ہیں

میں اسی سے دیوانی ہوئی پھرتی ہوں

ہم مسافر تیرے شہر میں آئے ہیں

آپ سے عشق کی وابستگی ہو گئی

آپ کو دیکھ کر غربت کا دکھ حاصل ہوا

میں نے رات دن ہجر و جدائی میں گذارے ہیں

آپ نے میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے بھلا دیئے

میں نے آپ کی طرف خطوط لکھے

اے محبوب آپ بھینسوں کو چرانے چلے گئے

میں آپ کیلئے مشتاق اور از خود رفتہ ہو گئی ہوں

عجب ہنگامہ آپ نے دیا ہے جس نے جذبات میں مبتلا کر دیا

سچل آپ کا مسکین دوست ہے

وہ ازل سے آپکے نام پر بک چکا ہے۔ عشق کبھی پرانا نہیں ہوگا

(۱۸)

رانجھن وے چل اپنے نال

نئیں تاں مرمر جاندیاں ووالا

عشق تساڈڑے ماریا نعرہ   جھنگ سیالیں بھی چھوڑم سارا

تخت ہزارے آندیاں ووالا

تیڈڑے کیتے پھراں اداسی   دیس وٹا بھر رنگ سناسی

بھوں بھوں اتھ باندیاں ووالا

درد فراق جو میکوں ماریا   خویش قبیلہ وطن وساریا

خون جگر دا کھاندیاں ووالا

توں تاں میڈڑے دلدا جانی   عشق گھتی ہے گل وچہ گانی

جوگن تھی کر گاندیاں ووالا

گھت جدائی میکوں نہ ماریں   سچو سائیں توں نہ وساریں

باندی ہئی در تے یاندیاں ووالا

ترجمہ

(۱۸)

. اے رانجھا محبوب مجھے اپنے ساتھ لے چل
نہیں تو میں مرجاؤں گی ....
. عشق و محبت نے نعرہ لگایا ۔ اور میں نے جھنگ سیالاں چھوڑ دیا
اب میں رانجھے کے وطن تخت ہزارے آئی ہوں
. آپ کیلئے اداس پھرتی ہوں ۔ غم زیادہ ہے
لباس اور رہن سہن سنیاسیوں جیسا ہوگیا ہے ۔ بہت غمناک حالت ہے
. درد و فراق نے مجھے مار دیا ہے ۔ وطن اور قبیلہ بھلا دیا ہے
اپنے جگر کا خون پیتی ہوں
. آپ میرے محبوب ہیں ۔ دلبر ہیں
آپ کے عشق نے گلے میں محبت کی مالا ڈال دی ہے ۔ اب جوگن بن کر گاتی پھرتی ہوں
. مجھے جدائی میں مبتلا کرکے نہ مار دینا
لے چل مجھے بھلا نہ دینا ۔ اپنی گردن میں کپڑا ڈال گزاری کرتی ہوں

(۱۹)

رانجھو، سردا سائیں ۔ سن سڑن ماہیا
مولا چا ملایا
. جتھاں کتھاں سٹونے ستیاں سبھے سوہنے دیاں جائیں
تہیں دا مہناں میں سرتے چایا
. اندر باہر اہو اہا وے کیوں وت تخت پچائیں
لوں لوں دے وچ بجن سمایا
. وچ ہزارے ال چیں دا ۔ پاندھ تہیں کوں نہ پائیں
بچو رانجھن چاک سڈایا

(سرجوگ)

(۲۰)

تیں بن کہیں نئیں کیتا دلبر وے
دارو ...... درد میڈے دا
میں رانجھن دی رانجھن کھیڑا کھر پلیتا
آندے جاندے پھیرا پاندے نال نبھاندے نیتا
مست پیا رانجھن والا ہتھوں انباندے میں پیتا
نہ کہیں انبیا نہ کہیں بچو کہیں نہیں سیتا!

(سرجوگ)

ترجمہ :

(۱۹)

رانجھا میرے سر کا مالک اور سردار ہے ۔
اللہ نے ملا دیا ہے نعمت وصال سے نوازا ہے
اے سکھیو! سنو ہر جگہ محبوب کی جگہیں ہیں ۔
میں نے تمہارا طعنہ اور الزام اپنے سر پر لیا ہے
اندر باہر وہی موجود ہے ۔ جب ایسا ہے ۔ تو پھر مجھے تخت ہزارے جانے کی کیا ضرورت ہے
جسم کے روئیں روئیں میں دوست سمایا ہوا ہے
جس کا شہرہ شہر ہزارے میں ہے ۔ وہ مجھے مل سکتا ہے
سچل نے اپنے محبوب کا ذکر کہلوایا ہے ۔

(۲۰)

اے محبوب تیرے بغیر میرے غم اور دکھ کا علاج
میرے حال کا علاج کسی نے نہیں کیا
میں رانجھے کی ہوں ۔ اور رانجھا میرا ہے ۔ کھیڑا ناپاک اور ناپسند ہے
آتے جاتے اور ملتے آتے آنکھوں آنکھوں میں یہی نیت کر لی تھی
میں نے رانجھن کی محبت کا مست پیالہ اسکے ہاتھ سے پیا
اے سچل اور کسی کو اس معاملے میں کچھ کہنے سننے کی کیا پڑی تھی ۔

(۲۱)

تخت ہزارا چھوڑ چھوڑ آیا
ماہی میڈڑے سانگے
لوکاں لیکھے چاک منجیں دا میڈڑے لیکھے حق توڑ آیا
تخت ہزارے دا جوگی آیا بھاں کنوں منہ موڑ آیا
اساں تے رانجھا ہک تھیوسے ذات کھیڑا ناں دی بوڑ آیا
سچل کوں چیا اپنا کتو نے گھت زلف دی ڈور آیا

(سرجوگ)

(۲۲)

رانجھن ویڑھے آیا ہے مل پیا وچ کل سیالیں
کل وچ کفنی ہتھ پوڑا نہیں کیا ویس بنایا ہے
جیڈے تیڈے رانجھن سائیں کھیڑا کہیں کھڑایا ہے
ایڈوں اوڈوں سیاں آکھن جو چاک چاک بنایا ہے
صورت دیو وچ سچو سائیں آکے آپ سمایا ہے

(سرجوگ)

ترجمہ :-

(۲۱)

میرا محبوب میرے لیے
تخت ہزارا چھوڑ کر آیا ہے
لوگوں کیلئے وہ بھینسوں کا خادم نوکر ہے۔ مگر میرے لیے حق کا نشان ہے
تخت ہزارے کا جوگی آیا۔ اور رب سے منہ موڑ کر یہاں آگیا
میں اور محبوب رانجھا ایک ہو گئے۔ اور کھیڑوں کی ذات ڈبو دی
سچل کو زلف کی ڈوری کا اسیر کر کے اپنا بنا لیا ہے

(۲۲)

رانجھا آگیا ہے۔
سیالوں میں غل پڑ گیا ہے
گلے میں کفنی اور گلے میں سیہولے ہے۔ یہ کیا لباس بنا لیا ہے
اے محبوب رانجھا۔ ہر طرف ہمیں محبوب ہی نظر آتا ہے
سکھیاں کہتی ہیں۔ رانجھے کو جو جٹ نے نوکر بنا دیا ہے
اے سچل ظاہری محبوب کی صورت میں مالک آکر سما گیا ہے

(۲۳)

توں تاں تخت ہزارے دا سائیں   چاکاں دی چال چلیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا
کیہے سبب وچ جھنگ سیالیں   پھول توں آپ پھلیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا
توں تاں کھڑدیں ندی کنارے   حساں وچ ہلیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا
اپنی ذات تے اپنا نالہ   سچو کنوں کیوں لکیندا ائیں
رانجھا ہر کہیں دا توں رانجھا

(سر جوگ)

(۲۴)

میں تاں آپ ہوئی ہاں رانجھا یار
صحیح کر ڈتا سارا سیر اساں
توحید والی گجھی گالھ اہائی کیتی عشق اہا اظہار
جیڑھی گال لکایم لوک کنوں اوہا اج تھئی سزاوار
تانگھا لنگھو پیر کرتے ڈریم وچ تار بیٹس تکرار
بچوتی پیر ڈٹم سارا اپنا عجب جیھا اسرار
منصور والا معلوم تھیا خونیاں منڈیے وچ خمار
سچو نام تیڈا عجائب سارا کھلیا گل وچوں گلزار

(سر جوگ)

ترجمہ :-

(۲۳)

. اے محبوب تو تو تخت ہزارے کا مالک تھا
یہاں آکر نوکر ہو گیا ہے ۔ دراصل ہر ایک کا رانجھا اور محبوب ہے
. کیا وجہ ہے ۔ کہ جھنگ سیال میں آپ گتھیاں سلجھاتے پھرتے ہیں
دراصل آپ سب کے محبوب ہیں
. آپ دریا کے کنارے کھڑے ہو کر حسن کے جلووں کا لطف لیتے ہیں
دراصل آپ سب کے رانجھا ہیں
. اپنی اصلیت اور حقیقت سجل سے کیوں چھپاتے ہو
تم تو ہر ایک کے محبوب کردار ہو

(۲۴)

. میں تو خود رانجھا بن گئی ہوں ۔ ہم نے سارا معاملہ ہی ٹھیک کر دیا ہے
. یہ توحید کا ایک چھپا ہوا راز تھا ۔ جسے عشق نے ظاہر کر دیا
جو بات میں نے لوگوں سے چھپائی تھی ۔ آج وہ خود ظاہر ہو گئی
. انتظار کی کیفیتوں سے میں ڈرتی تھی ۔ اب تو مسلسل تار لگی ہوئی ہے
میں نے سر سے پیر تک سب کچھ نثار کر دیا ہے
. مجھ میں تو منصور حلاج والا خمار محسوس ہو رہا ہے
اے سچل ترا نام عجیب ہے ۔ پھولوں میں یہ ایک نیا پھول کھلا ہے

(۲۵)

ندی کنارے کھڑا وے رانجھو
چل ڈیکھ کریندا زاری

. بچھ بچھ آیا سوراج سیالیں دا
ڈکھلی وچ جیندا سووت ہوں ہوں روندا
آب اکھیں کنوں جاری

. کڈاں کڈاں سو تنا بیٹھا روندا وے
گالھ سیالیں دی سبھ کنوں جھیدا وے
تھی آیا کوئی دپاری

. سوہے دا بھ ویس کریسوں وے
چوے چندن نال وال گنڈیسوں وے
تہن گل گھتیسوں گاری

. مشک گلاب دے نال ڈولیسوں وے
خوشبویاں سبھ لنگیں کوں لیسوں وے
کرسوں کجلیاں کاری

. عطر عنبر دا مینہ وسیسوں وے
سچو سیرھا چاک کریسوں وے
تہیں توں تھیسوں واری واری

(سر بروو)

ترجمہ :-

(۲۵)

۔ رانجھا دریا کے کنارے کھڑا ہے ۔ اور گریہ زاری کر رہا ہے
۔ سیالوں کی تفصیلات پوچھ کر آیا ہے
بنسری بجاتا ہے ۔ اور بہت روتا ہے
آنکھوں سے پانی جاری ہے
۔ نجانے کہاں کہاں بیٹھا روتا رہتا ہے
سب سے سیالوں کے بارے میں پوچھتا ہے
کوئی بیوپاری وہاں سے ہو کر آیا ہے
۔ سہاگ کا سرخ لباس پہنیں گے
چندن کے ساتھ بالوں کا جوڑا بنائیں گے
آپ کے گلے میں گانی ڈالیں گے
۔ مشک گلاب استعمال کریں گے
سب کو خوشبوئیں لگائیں گے
کاجل اچھی طرح لگائیں گے
۔ عطروں اور خوشبوؤں کی بارش کریں گے
سجل کو نوکر بنائیں گے
اور تجھ پر قربان جائیں گے

(۲۶)

کیا تھیوئی وو کیا تھیوئی ۔ آکھ سئیاں کوں کیا تھیوئی
۔ راتیں ڈینہاں رووݨ تیکوں کوئی پور پریں دا تھیوئی
دوستی دی گالھ وچوں ڑی آکھ تاں کیا وِتھیوئی
اساں سیالیں وچوں باہر نیا ایں کیا کیتوئی ڑی کیا کیتوئی
نصیحت ساڈی توں نہیں منیندی ایں ہوش سارا ہن گیوئی
سچو پریں دے یار کنوں ساکوں ایہو نینہا عشق ایوئی

۲۷

(سر پروہ)

چھوڑ کے جھنگ سیال وے ۔ رانجھݨ ڈیندا رمز الائی
۔ پار دریا ہݨ جھوک رانجھݨ دی رانجھو منجھیں دا مہینوال وے
ویندا لوک چھپائی
۔ ساکوں جوگی جادو لایا ڈیکھ مرلی دے تال دے
ویندا منہ چیلائی
۔ اکھیاں سوہݨے دیاں بلن مشعلاں پھگݨ پٹویں وال وے
چوٹے اندر عشق سمائی
۔ سچو جنج کھیڑیاں دی آئی کھیڑیاں کنوں بھی خیال وے
موئے محب ملائی

ترجمہ :-

(۲۶)

. اے محبوب تجھے کیا ہوا ہے . اپنی سہیلیوں ہی کو بتاؤ کیا ہوا ہے
. رات دن جو آپ روتے ہیں . تو ایسا کیا غم تجھے لگا ہے
. اب بتا دے . کہ دوستی میں سے تجھے کیا حاصل ہوا ہے
. ہم سیال عورتوں سے تو الگ ہی ہے . یہ تم نے کیا کر لیا ہے
. ہماری نصیحت بھی آپ نہیں مانتی ہیں . آپ کا ہوش بھی ختم ہو گیا ہے
. اے سچل پریت نگر سے ہمیں عشق کا ہی پیغام موصول ہوا ہے

(۲۷)

. جھنگ سیال کو چھوڑ رانجھا نئی رمز کے ساتھ جا رہا ہے
. رانجھے کا ٹھکانہ اب دریا کے پار ہے . اب وہ بھینسوں کا چروا ہا ہے
لوگوں سے چھپ گیا ہے
. جوگی نے ہمیں جادو لگا دیا ہے . مرلی کی تال خود دیکھ لیجئے
وہ منتر کر رہا ہے
. محبوب کی آنکھیں جلتی ہوئی مشعلوں کی مانند ہیں . اور زلفیں لہرا رہی ہیں
عشق میں چوٹ کی تاثیر سمائی ہے
. اے سچل کھیڑوں کی بارات آئی ہے . کھیڑوں سے ہوشیار رہیے
اللہ تعالےٰ محبوب سے ملاقات کرائیگا

(۲۸)

یار سجن تیڈیاں گالھیں
نہیں لوک سناون دیاں نہیں لوک الاون دیاں
میں تیڈی باہنی توں میڈا سائیں
ادب نال الیساں نہیں بل بلاون دیاں
اکھیاں تیڈیاں عجب جھیاں
کیہاں لکھاں نچ چالیا اہیں دل لٹاون دیاں
تخت ہزارے وچ جا، رانجھن دی
سچل تیچ اکھیاں نہیں تیچ لکاون دیاں

(سرائیکی)

(۲۹)

چھوڑ کے جھنگ سیال ولیسوں
ایہو خیال اساکوں ہویا
کتلے ڈہاڑے آہا اسانوں خاطر وچ خیال
نظر نگاہاں کوئی نہ آوے میڈی عجب مثال
کھیڑیاں دی نگری ساڑ کراہیں لیساں بھبھوتی رچال
سچو سائیاں دے حاضر ہوسوں سٹ بنی قیل قال

(سرائیکی)

ترجمہ :-

(۲۸)

اے محبوب تیری باتیں
لوگوں کو سنانے کی نہیں
نہیں لوگوں سے بات کرنے کی ہوں
میں تیری خادمہ ہوں
تو میرا مالک ہے
اور سے بات کروں گی ۔ مشہور کرنے کی بات نہیں
تیری آنکھیں عجب ہیں
کیسی کیسی باتیں مقدر ہیں ۔ دلوں کو ستانے والی
رانجھن کا گھر
تخت ہزارے میں ہے ۔ بچل میں سچ کہوں گا ۔ بات چھپانے کی نہیں

(۲۹)

ہم جھنگ سیال چھوڑ کر چلے جائیں گے
ہمیں اب یہی خیال ہے
کتنے دنوں سے ہمیں خیال تھا
میری نظروں میں اب کوئی پھرتا ہی نہیں ۔ میری عجب مثال ہے
کھیڑوں کی نگری کو آگ لگا دوں گی ۔ اور جوگن بن جاؤں گی
اے بچل ہم سب باتیں چھوڑ کر اپنے مالک اور محبوب کی خدمت میں حاضر ہونگے

(۳۰)

رانجھن تخت ہزارے دا تینوں جھنگ سیال پچھاوے
اصلوں ملک کھیڑیاں دے ناہیں میں تاں ملک ماہی دے آئیں
جنہاں انگ تصوت ماہی دے
ماہی عشق کیتا در ماندہ درد ہجر کنوں دل جلی وجاندہ
جیں ہرہ دا بیشہ وسایا وے
رانجھو چھوڑیا راج بیاناں عشق نے کیتا آن نماناں
جیں کم چاکاں دا چایا وے
میڈے سر تے ناں جہیں دا ہر کہیں دے وچ اگ تیں دا
جیں بچل نام سڈایا وے
(سرپردہ)

(۳۱)

میں تاں پھردی وتدیاں تیڈڑے نال
توں تاں تخت ہزارے دا سائیں ۔ میں تاں ہیر سیال
پانی رکاب تساڈی ہوساں ۔ جیہے تیہے حال
توں تاں بے پرواہ جلیندیں
ساڈی جو شاندیوں جال
اپنے دردا دلبر سائیں
سچو سکھ سنبھال
(سرخنگو)

ترجمہ :-

(۳۰)

تخت ہزارے کے رانجھن کو
آپ نے جھنگ سیال پہنچا دیا ہے
میں کھیڑوں کی ملکیت نہیں ہوں
میں تو اپنے محبوب کی ہوں
جس نے جوگی کا لباس پہنا ہے
محبوب کے عشق نے غم میں مبتلا کیا ہے
جو سوزِ فراق میں بنسری بجاتا ہے
جس نے جدائی کا مینہ برسایا ہے
رانجھے نے ماں باپ کا راج چھوڑ دیا
عشق نے اسے مسکین بنا دیا
جس نے نوکروں اور خادموں کا کام سنبھال لیا ہے
جس کا نام میرے سر پر ہے ۔ اس کا اثر ہر ایک پر ہے
اس نے اپنا نام سچل کہلوایا ہے

(۳۱)

اے محبوب میں تیرے ساتھ پھر رہی ہوں ۔ ......
اے محبوب تو تخت ہزارے کا مالک ہے ۔ میں ہیر سیال ہوں
میں ہر حال میں تیرے ہمرکاب رہوں گی ۔ تو تو بے پرواہ محبوب ہے
میں جوشِ جذبات کی لہروں میں وقت کاٹتی ہوں ۔ اے سچل اپنے محبوب کا ساتھ نبھا لے

(۳۲)

اساں ونجنا تخت ہزارے
رہنا راوی دے کنارے
اے دل ساڈی تھئی دیوانی ڈیکھن ہک نظارے
ہو کنیزک ونج اتھائیں باقی عمر گذارے
ٹھڈریاں ناھیاں وی ڈلیاں جتھاں رانجھو مست پکارے
ہے ضرور اساکوں ونجڑاں اتھ کیتا یاد پیارے
سن وو سچل بکو رانجھن جانے لگ کہیں دے لارے

(سُر جھنگو)

(۳۳)

نہ جاناں ناں جاناں
جوگی کیہڑے دیسوں آیا
اگے کڈاہاں نہیں سوڈٹھم صورت تاں نہ سنجاناں
کیوں کریں اسنوں سنیاں نال میڈے کیہا مانڑاں
گل وچ کفنی دست ہوڑا آڈ ملیندیاں پاناں
میں اہو ئی رانجھن آہس تیڈے در تے وکاناں
مہنے طعنے سبھ لوکاں دے سہجو ساہ سہاناں

(سُر جھنگو)

ترجمہ :-

(۳۲)

. ہم نے تخت ہزارے جانا ہے ۔ اور راوی کے کنارے رہنا ہے
. ایک نظارہ دیکھنے کی یاداشت میں میرا دل دیوانہ ہوگیا ہے
. جی چاہتا ہے ۔ کہ باقی عمر وہاں کنیز بن کر گزار دوں
. راوی کے کنارے شیشم کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں ہے
. جہاں رانجھا مست ہو کر پکارتا پھرتا ہے
. ہم ضرور جائیں گے ۔ کیونکہ ہمیں اپنے محبوب سے ملنا ہے ۔ اس نے یاد کیا ہے
. اے سچل سن ۔ صرف رانجھے کی بات سننا ۔ لوگوں کی باتوں میں نہ آنا

(۳۳)

مجھے نہیں معلوم نہیں معلوم
کہ جوگی کس دیس سے آیا ہے
. پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ اور صورت بھی نہیں پہچانتی تھی
. پھر اے سکھیو! وہ میرے نام کا ورد کیوں کرتا ہے
. وہ گلے میں کفنی اور ہاتھ میں پیوڑا لیکر کیوں نکل کھڑا ہوا ہے
. میں وہی رانجھن ہوں ۔ جو تمہارے نام پر بک گیا ہے
. لوگوں کے طعنے سن سن کر سچل کی جان پر بنتی ہے ۔

(۳۴)

ڈولنڑ سائیں رانجھن سائیں
نیں دلیاں کنوں دور دور
نوں نوں دے وچ ماہی وسدا نیناں دے وی حضور
ہردم حاضر ناظر ہیں یک مو فرق نہ مور
ڈس اہوئی ھادی والا نور علی نور
بات برہ دی آکھن مشکل سچو رہنا صبور

(سر کلیان)

(۳۵)

مکھ مہتاب سجن دا سیاں گھونگھٹ وچ لکائیں
ڈوہیں نور تجلی ڈیندے کیوں وت آپ چھپائیں
ظاہر باطن اوہی آیا بازی بھید بنڑائیں
چشماندے چمکارے لکدے لاثانک برہا لائیں
صورت وچوں صورت بنڑ کے سچل نام سڈائیں

(سر پہاڑی)

ترجمہ :-

(۳۴)

. میرا عزیز ترین دوست اور دولھا
دلوں سے دور ہرگز نہیں ہے
. میرے جسم کے روئیں روئیں میں محبوب بستا ہے. اور آنکھوں کے سامنے ہے
. اور ہردم حاضر ناظر محسوس ہوتا ہے . اس میں بال برابر فرق نہیں
. ہادی مرشد کا وجود تو نور پر مزید نور کی طرح ہے
. ہجر و فراق کی بات کہنی بہت مشکل ہے . اسلئے اسے تحمل صبر سے رہنا چاہیئے

(۳۵)

. محبوب نے چاند جیسا چہرہ گھونگھٹ میں چھپالیا
. جب دو نو نور تجلی دیتے ہیں . تو پھر اس نے خود کو کیوں چھپایا
. ظاہر اور باطن میں وہی آتا ہے . جس نے اس کھیل کا بھیس بنایا ہے
. آنکھوں کی چمک اور تابانی کی یاد نے بے شک ہجر و فراق میں اضافہ کیا
. صورتوں میں سے ایک صورت بن کر اس نے پچل نام کہلوایا

(۳۶)

ساڈیاں زاریاں ڈے نال ماہی ڈے
زاریاں سو سو واریاں
حسن تیڈے دیاں جھلکاں چھیڑ گیاں بے حد بریاں باریاں
اکھیاں تیڈیاں ماس تیماں دا کردیاں نت نہاریاں
مویاں کوں وے مار نہ پیارا تیڈے نیناں ڈی میں ماریاں
برہ تساڈے دل اساڈی توں ستیاں وی کجھ وساریاں
زلفاں تیڈیاں سیاہ سوہا نہاریاں گل بچڑے بیاں گاریاں

(سر بلاولی)

(۳۷)

کیڑھی گالہوں چرلانیوں وے میڈی دانیاں
دیس اساڈے اللہ نیسی
ڈیکھ اساڈے عیباں ڈہوں چت اساتوں نرجیا یوئی
اوگن میڈا سوہنا سائیں ڈیکھ نظر کوئی آیوئی
سوہنا ساڈا موک سبھوئی ورہ دی رات وڈ آیوئی

(سربلاولی)

ترجمہ :

(۳۶)

ہماری آہ و زاری کے ساتھ اے محبوب
سو سو بار اظہار نیاز کرتی ہوں
تیرے حسن کی موجیں اٹھ رہی ہیں ۔ عاشقوں کیلئے یہ بوجھ بہت بھاری ہے
تیری آنکھیں اپنے بے بس و مسکین عاشقوں کا گوشت اڑاتی ہیں
اے محبوب مرے ہوؤں کو پھرسے نہ مار ۔ میں تو پہلے ہی آپکے نینوں کی شکار ہوں
آپ کے ہجر و فراق نے میرے دل سے ہر چیز بھلا دی ہے
آپ کی زلفیں سیاہ اور بے حد حسین ہیں ۔ سچل کے گلے میں نشان پڑ گئے ہیں

(۳۷)

اے محبوب کس لئے اتنی دیر لگائی ہے
اللہ تجھے میرے دیس میں لے آئے گا
اے محبوب میرے عیب دیکھ کر آپنے بے پروائی اختیار کر لی
اے محبوب حسین مرے غریب خانے کی طرف نظر کرم کر
آپنے ہماری کیفیتوں کو آزمائشوں کے منہ میں دیدیا ہے

(۳۸)

اکھیاں لگیاں رانجھو دے نال
نال رانجھن دے اکھیاں لگیاں
میں رانجھن دی رانجھن میڈا چھوڑ کھیڑا بن بھگیاں
نال رانجھو دے میڈیاں گالھیں اصلوں ہوندیاں اگیاں
روز ازل دے رانجھو والیاں سر تے گھتڑیم سگیاں
سبھ سیالیں وچوں میں ہکا عشق رانجھو دے لگیاں
سن وے سچل اہو رانجھن ہر جا برہ کریندا ہے ٹگیاں

(مصر بلاولی)

(۳۹)

میں ماہی دی مستانی
وسدا دل وچ دلبر جانی
برہ دے غمزے سویں ہزاریں گھتیوئی مار اخوانی
عاشق ہوویں تاں سر ڈیویں گال ہیئی مردانی
دائم دل وچ یادیں جھاتی رمز لکھیں روحانی
جان سچو بن عشق رانجھن دے ڈوجھی سبھ نادانی

ترجمہ :-

(۳۸)

. محبوب رانجھے کے ساتھ آنکھیں لڑ گئیں
. میں رانجھن کی ہوں . اور میرا ہے - کھیڑے سے میں الگ ہو گئی ہوں
. رانجھے کے ساتھ میری باتیں بہت پہلے ہو گئی تھیں
. میں تو روز ازل سے ہی اپنے محبوب رانجھا سے وابستہ ہو گئی تھی
. سب سیاں دوشیزاؤں میں میں اکیلی رانجھو کے عشق میں مبتلا ہوئی
. نے سچل سن دیہی رانجھا سوز و فراق میں تڑپاتا ہے . اور میں برداشت کرتی ہوں

(۳۹)

. میں تو اپنے محبوب کی از خود رفتہ چاہنے والی ہوں
. وہ میرے دل میں بستا ہے
. سوز و فراق کے صدمے بے شمار ہیں . اسقدر کہ مجھے تو مار ہی دیا ہے
. اگر عاشق صادق ہو . تو سر دینے سے گریز نہ کرنا . یہ بات مردانہ غیرت کے خلاف ہے
. اپنے دل میں جھانک کر دیکھنا روحانی فیوض کیلئے یہ بنیادی بات ہے
. نے سچل جان لے کہ عشق کے بغیر دوسری سب بات نادانی ہی ہے

(۴۰)

رانجھن چاک بڈایا
کیں کوں کوک سناواں
عبرت وچ ایہں دے آہس جیں تختوں جھنگ بچایا
آدم دا کر جوڑ آئینہ آپ کوں ڈیکھن آیا
آیا شاہ تفیاوت چاکر اہو تیں ہنر ہلایا
بازی گر تھی بازی کھیڈے بازی سیل بنایا
ظاہر باطن اسم ایہں دا کیتس کو نہ کنایا
سمجھ سچو ہر ہک وچ سائیں جیں ڈیکھ تماشا لایا (سر بلاولی)

(۴۱)

ادب نال ایساں
ہوساں میں رانجھو ڈیناں
ہُن کھیڑا یاندے طول وہانے پلینگیں پیر نہ پیساں
میں رانجھن دی رانجھن میڈا کھیڑا گھول گھتیساں
پار دریاؤں جھوک رانجھن دی بانڑ و ترتر ویساں
جیں تڑ رانجھو منجھیاں چارے تہیں تڑ باغ بنیساں
ہک دل آہی رانجھو نیتی کھیڑاں نوں کیا ڈیساں
سوہنی صورت یار سچو دی کہیں کوں کوک سنیساں (سر آسا)

ترجمہ :-

(٤٠)

میرے محبوب نے نوکر ہونا پسند کرلیا۔ میں یہ دکھ کیسے سناؤں۔
عبرت تو اسی میں بھی ہے۔ کہ ایک کیفیت نے اسے تخت ہزارے سے جھنگ پہنچا دیا۔
آدم کے کردار میں وہ خود کو دیکھنے آیا ہے۔
وہ حکمران تھا۔ مگر نوکر بن گیا۔ یہ بھی ہنر تھا۔ جو اس نے دکھایا۔
وہ ماہر بازی گر ہے۔ اور یہ دنیا کھیل کا میدان ہے۔
ظاہر اور باطن اسی کی ذات حقیقی ہے۔ جو کوئی صراحت نہیں کرتی۔
اے بچل سمجھ لے کہ ہر شے میں مالک موجود ہے۔ مگر بظاہر کھیل رچایا ہے۔

(٤١)

ادب کے ساتھ بات کروں گی۔ محبوب کے ساتھ رہوں گی۔
کھیڑوں کی بات ختم ہو گئی۔ اب میں پلنگوں پر نہیں بیٹھوں گی۔
میں رانجھے کی ہوں۔ اور وہ میرا ہے۔ میں کھیڑے کو وار کر پھینک دوں گی۔
دریا کے اس پار رانجھے کا ٹھکانہ ہے۔ میں وہاں ہر صورت جاؤں گی۔
جس جگہ رانجھا بھینسیں چراتا ہے۔ وہاں باغ بناؤں گی۔
ایک دل تھا جو رانجھا لے گیا۔ اب کھیڑوں کو کیا دوں گی۔
محبوب بچل کی حسین و جمیل صورت ہے۔ کس کو بتاؤں۔

(٤٢)

چھوڑ ہبانی شاہی ددمیں رانجھو دے ویسلں
ٹکلے ہوڑے بابل بھائی متیاں ڈیوے سانوں مائی
ست کھیڑے تھیساں راہی وو
بھ سہیلیاں مل کر آندیاں تھی ایاازی گل پلو باندیاں
کھن متیاں تھی ڈاہی وو
اوراں دنیاں ماہی کیویں تاں طرف رانجھو دے عرضیاں ہٹاں
گھن کے قلم سیاہی وو
بچو دی دل تھی اداسی ہوس ہو کے پھرے سنیاسی
اصل کنوں ایویں آہی دو

(سُر آسا)

(٤٣)

کتھ بابل تے کتھ مائی سیوڑی
میں تاں رانجھن دے لڑ لگیاں
میں تے رانجھن ہک تھیوے کھیڑیاں نال جدائی
بیلے ویساں رانجھو دے چھوڑ ہبانی شاہی
بنی ہرکائی ماپیو جائی ہیر عشق دی جائی
بچو آکھے سوز ماہی دا ڈیندا عشق گواہی

(سُر آسا)

ترجمہ :-

(۴۲)

۔ ماں باپ کی شاہی چھوڑ کر میں رانجھے کی نگری میں جاؤں گی

۔ مجھے باپ اور بھائی روکتے ہیں ۔ ماں نصیحت کرتی ہے

میں کھیڑوں کو چھوڑ کر روانہ ہو جاؤں گی

۔ سب سکھیاں سہیلیاں اکٹھی ہو کر آتی ہیں ۔ نیاز اور زاری کے ساتھ عرض کرتی ہیں

کچھ نصیحت پکڑ لو ۔ اور ارادے سے باز رہو

۔ دو مردوں کے ساتھ محبوب کو کیوں بھیج دوں ۔ رانجھے کی طرف عرضیاں بھیجتی ہوں

اس مقصد کیلئے قلم سیاہی حاصل کر کے لکھ رہی ہوں

۔ بیچل سرمست کا دل اداس ہو گیا ہے ۔ بے بس ہو کر سنیاسی بن گیا ہے

وہ بنیادی طور پر ہی ایسا تھا

(۴۳)

۔ اے سکھیو! کہاں ماں ہے ۔ اور کہاں باپ

میں تو رانجھن سے وابستہ ہو گئی ہوں

۔ میں اور رانجھا یک جان دو قالب ہو گئے تھے

۔ والدین کی شاہی کو چھوڑ کر رانجھے کی طرف چلی جاؤں گی

۔ باقی سب لوگ ماں باپ کی اولاد ہیں ۔ مگر ہیر عشق کی بیٹی ہے

۔ بیچل کہتے ہیں ۔ کہ عشق محبوب کے سوز کی گواہی مہیا کرتا ہے ۔

(۴۴)

میں تاں رمزواے دی آہی وو

میں رانجھن دی رانجھن میڈا ناں کھیڑیاں دے ناہی

رانجھے کوں کوئی آکھ سناوے کھیڑیاں دی جنج آئی

کھیڑیاں دی ساری نگری کوں شالا آوے سگھا تباہی

ناں ماہی دے ولیاں سیتو چھوڑ بھانڑ شاہی

(سرمستی)

(۴۵)

میں کیٔے چالیں وو

سوہنا پردیسڑا

اساں نمانڑیاں توں ناں سائیں دا ورق وچھوڑے دا والیں

طعنے تہمت تیڈے طرفوں ڈیون سبھ سیالیں

دل میڈی کوں وسر نہ ویندیاں گھیاں تیڈیاں گالھیں

آویں توں پیارا اگڑ اساڈے حرف ہجر دا ٹالیں

در تیڈے دا سیتو آہا اہو اپنڑا سگ سنبھالیں

ترجمہ :-

(۴۴)

. میں تو رمزوں والے محبوب کیلئے ہوں

. میں رانجھے کے ساتھ ہوں - وہ میرے ساتھ ہے

. رانجھے کو کوئی بتلا دے . کہ کھیڑوں کی برات آگئی ہے

. کھیڑوں کی ساری نگری کو خدا کرے جلد تباہی گھیرے

. اے سجل میں ماں باپ کی شاہی کو چھوڑ کر محبوب کے ساتھ چلی جاؤں گی

(۴۵)

. اے پردیسی محبوب میرے پاس قیام کر

. خدا کے نام پر ہم مسکینوں کی کتاب سے فراق کا ورق الٹ دے

. سب سیال عورتیں طعنے دیتی ہیں

. میرے دل پر سے تری باتیں نہیں اتر سکتیں

. جب بھی اے محبوب تو ہمارے گھر آئے گا . ہجر کا حرف ٹل جائے گا

. آپ کے در کا سجل جو تھا - اسے اب سنبھال لینا

(۴۶)

میں تاں آپ مستان ہو رہی

ہݨ ناں سیاں آکھاں حال کیہا

ماہی یار میڈے حال دا میڈا کم اوراں دے نال کیہا

سݨو سہو سہائیں وو گالھ میڈی رانجھو یار باجھوں ملک حال کیہا

ماہی چاک میڈی دل لٹ نیتی تسیاں کن کھیڑ یاں داخیاں کیہا

جیں روز الست میں ہو رہی تیں دی آہس ہیا وو سیال کیہا

میں کوݨ جو تیکوں ڈورا یا ڈیواں سݨ یار میڈا ہے مجال کیہا

دل آکھاں تیکوں تیجݨ توں ہکو میکوں میڈا جھیوے تھاں اقبال کیہا

مہر ناں پچھیں جے توں آپ میکوں تجو آکھ تیڈا ہے سوال کیہا

(سرجھیڑیں)

(۴۷)

کھیڑیاں نال گذاریم ڈینہڑے

ہن وینداں رانجھن یار ڈہوں

میں موئی دی ہݨ دل شاد ہوئی کھلیا وا تیڈا اہیں یار ڈہوں

اس جگہ دیاں جایاں چھوڑ کے رکھدیاں بیچے اقرار ڈہوں

تونیں ہیناں سبھے اتھ چا توں دیرنہ ہووے دلدار ڈہوں

کے تائیں اتھ مجبور ہوسن آیا باندی اصل اسرار ڈہوں

بھگے شک تجو دے غیر کنوں دل اپنی اعتبار ڈہون

(سرکسوری)

ترجمہ :-

(۴۶)

- میں تو اب خود مستانی ہو رہی ہوں
اب سہیلیوں کو کیا حال سناؤں
- میرے حال کا محرم میرا محبوب ہے ۔ مجھے اوروں سے کیا کام ہے
- سب سیال خواتین میری بات سنیں ۔ رانجھے کے بغیر مال و منال کی کیا اہمیت ہے
میرے محبوب نے میرا دل لوٹ لیا ہے ۔ اب کھیڑوں کا کیا خیال ہو
- روز الست سے ہی میں اسکی ہو رہی ۔ پھر باقی کیا بات رہ گئی
- اے محبوب میں کون ہوں ۔ جو تجھے دکھ دوں ۔ سن میرا محبوب میری مجال نہیں
- میں چاہتی ہوں ۔ کہ میں پھر لوٹی جاؤں ۔ اسلئے یہاں اقبال کا کیا سوال ہے
- اے بیدل اگر آپ مہر و محبت کے ساتھ پوچھیں ۔ تو پتہ چل جائے ۔ کہ میرا سوال کیا ہے

(۴۷)

- میں نے کھیڑوں کے ساتھ کئی روز گذارے ہیں ۔ اب میں اپنے رانجھے کی طرف جلنے لگی ہے
- میں بدقسمت کا دل شاد ہوا ۔ اور ترے مسکن کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آنے لگی
- اس دنیا کی جگہوں کو چھوڑ کر میں حقیقی اقرار (روز اوّل) کی طرف روانہ ہوتی ہوں
- سب جگہوں سے محبوب کی جگہ عزیز ہے ۔ دلدار کی طرف سے دیر نہ ہو
- کب تک یہاں ہجر و فراق کی زد میں رہوگی ۔ اصل راز سے دور ہو جاؤ گی
- بیدل کے غیر سے بھی اور اپنے اعتبار کی طرف بھی آپ کا رجوع ہو جائیگا

(۴۸)

جھنگ سدا خوش ہوسوں
سوہنیاں دے نال
نال سائیں دے سوہنا سائیں ورق وچھوڑے دا وال
حیرت دے وچ پئے گیوسے ڈیکھ چاکاں دی چال
اوڑے باڑے چری آکھن پئے گئی اے کیڑھے خیال
عمر سبھائی یار سچو دی برہ کیتیس رجال

(سرپردی)

(۴۹)

یار چنا نہ دے سنو ستیاں
رانجھو سائیں وسدا وسدا
ڈیکھن بیتی ہر کہیں جاہیں کھڑکے آپے ہسدا ہسدا
ابھا لمتاں یار اساکوں نینہڑا لا کے ڈسدا ڈسدا
گالھیں نال دے دلیاں سبھ دیاں اکھیں چاکے کسدا کسدا
سبھاں نال وو ہکو جیہاں کیوں وو بیدل کنوں نسدا نسدا

(سرپہاڑی)

ترجمہ :-

(۴۸)

. تھنگ میں اپنے محبوب کے ساتھ ہمیشہ خوش رہینگے
. اے محبوب کتاب زندگی میں سے جدائی کا ورق الٹ دے
. نوکروں (رانجھا) کا کردار دیکھ کر ہم حیرت میں ڈوب گئے
. ایرا غیرا سب تجھے کم سمجھ کہتا ہے . تو کونسے خیال میں پڑ گئی ہے
. بچل کی ساری عمر سوز فراق ہی کی نذر ہو گئی

(۴۹)

. اے سکھیو ! سنو دریائے چناب کے اس پار
میرا محبوب رانجھا بستا ہے
. ہر جگہ جا جا کر دیکھتا ہے . اور خود ہی ہنستا ہے
. ہمیں تو عشق کی لگن کے بعد مشرق و مغرب حقائق بتا رہے ہیں
. باتوں باتوں میں دلوں پر قبضہ کر لیتا ہے
. سب کے ساتھ تو ایک جیسا سلوک کرتا ہے . مگر بچل دور بھاگتا ہے

سی حرفی

الف
آگ لگی ساکوں عشق والی قاضی اور گلاں وو ڈسیندا ایں
ساڈی دل تاں تخت ہزارے ڈہوں مسئلے جوڑ کے آپ کوں سیندا ایں
ونج بڈ مریں ملاں منجھ پودیں، کنوں راہ سچی وو گنیندا ایں
منگیں خیر کھیڑیاں ڈی وو کیر تھی گالھوں رانجھو یار اساں توں رسیندا ایں

ب
بحر برہ دے وو زور رکھیا میڈی ذات سیال سا لڑھ گئی
کتھے جھنگ تے ننگ ناموس رہیا پچھے چاک دے میں جڑ گئی
دل دردمنداں دی چھو بار والی حکماں حکم سا غمزے نال لٹی
سٹھے ماہی دے قبول کیتم جیکا تھیونی ہائی سچو سائی تھئی

ت
ترک ڈیہاڑے میثاق دے میں تاں رہیاں ذات سیال کنوں
توبہ توبہ تے استغفار کیتم خوش نال کھیڑیاں دے خیال کنوں
ہک دم تاں فارغ نہیں ہوساں جانی یار رانجھو دے وصال کنوں
ڈوجھی کار نہیں میڈی دل اتے سچو یار دی سار سنبھال کنوں

ث
ثابت ساڈڑی دل ہوئی راتیاں ڈینہہ ستیاں رانجھے یار ڈہوں
اتھیں دم لاکوں بن توڑی ڈیکھو میڈا خیال تخت ہزار ڈہوں
الست دُ بلیٰ ڈوہیں بک تھئے ڈم گوش ایہیں اقرار ڈہوں
بنا شک گماں سچو دا سارا دل آپی اتھیں اعتبار ڈہوں

ترجمہ :-

الف ۔ اے قاضی ہمیں تو عشق کی آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔ آپ اور باتیں کیوں سنا رہے ہیں
میرا دل تو تخت ہزارے کیطرف ہے۔ مسئلے بیان کر کے کیوں خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہو
اے ملاں تو ڈوب مرے. غم کی نذر ہو جائے۔ مجھے سچی راہ سے ہٹانا چاہتا ہے
نہ جانے تم کیوں کھیڑوں کی خیر مانگتے ہو۔ اور مجھ سے رانجھا کو ناراض کرنے کے درپے ہو

ب ۔ ہجر و فراق کے سمندر نے زور پکڑا۔ اور میری سیال ذات و برادری کی ناموس بہہ گئی ہے
جھنگ اور عزت و ناموس دونوں مجروح ہوئے۔ میں تو محبوب کے پیچھے چلی گئی
دردمندوں کا دل ویسے ہی حساس ہوتا ہے۔ چند ہی اداؤں نے ہمیں لوٹ لیا
میں نے محبوب شیریں کو قبول کر لیا۔ اور اے سچل جو ہونی تھی ہو کر رہی

ت ۔ میں تو روز الست سے اپنی ذات سیال ہی سے تارک رہی ہوں
میں نے تو کھیڑوں کے خیال سے ہی توبہ توبہ اور استغفار کیا
میں تو اپنے محبوب رانجھو کے خیال سے ایک پل کیلئے بھی فارغ نہیں ہونگی
میرے دل پر تو اپنے محبوب سچل کی سنبھال رکھنے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں

ث ۔ اپنے محبوب رانجھے کیطرف سے اے سکھیو! میرا دل نہال ہو گیا
اس وقت سے لیکر اب تک میرا خیال تخت ہزارے کیطرف ہے
"اَلَسْتُ وَبَلیٰ" روزِ ازل جو سوال و جواب ہوئے تھے۔ صرف اسی اقرار کی پابند ہوں
کوئی شک نہیں۔ گمان ہی۔ سچل کا دل خود ہی اسی اعتبار کا حامل ہے

ج ۔ جند چھٹ پئی میڈی جھنگ کنوں ہتھ ڈو گیا وو سیالیاں جی
لا ہاں نال پنگھوڑا وو ساڑ ڈیواں کھتاں اگ دیوچ نہالیاں جی
سمجھ جان رمز وو خیال اہو ہن چاک دے عشق دیاں چالیاں جی
سچو رکھ سنبھال توں جو ہے نی برہ والیاں گوڑھیاں گالھیاں جی

ح ۔ حال تے بل سیالیاں وچ جو چاک کنے کیہا اج چاک کھڑے
غلبہ عشق اہیں تے کیڈا کیتا تہیں تے جا بجا پھر دے پڑے
سنگی ہیر سیال اساڈی آہی تہیں دیناں ہیں سے وو نین اڑے
ڈو ہیں سر ناگاہ جو آ ڈیکھو محبت والے سچو کیڈے لڑے چڑھے

خ ۔ خویش قبیلے وو ہل گئے رانجھو نال میڈا ڈاڈھا خیال پیا
زنگیور کھیڑا ہانڈے وو مثال کوئی سناں ہیں تے سگھیڑا کال پیا
تھیون غارت سبھے وو غرق اتھاں کیہا کھیڑیاں دا وو بال پیا
اساں یار ماہی ڈو ہیں ہک ہوئے ہر ویلے سچو وو وصال پیا

د ۔ دل ہک آہی ساڈی یار ڈیہوں ڈوجھی ہوندی تا آہا ہیں عام ڈیواں
برہے ذات میڈی ساو ساڑ ڈتی بھو ہکواری ننگ نام ڈیواں
ساڈے طرف اڈا ہیں وینداکوئی نہیں جیکوں پڑوائے پیغام ڈیواں
بانھاں بدھ سجھو ہیں زاری کراں سچو دوست ڈیہوں ہیں سلام ڈیواں

ترجمہ

ج ۔ جھنگ سے میری جان چھوٹ گئی ۔ سیال خواتین سے بھی نجات ملی
ڈوریوں سمیت اپنے جھولے کو آگ میں ڈال دوں گی
اب سمجھ لو ۔ اور جان جاؤ ۔ کہ محبوب کے عشق کی کیا رمزیں ہوتی ہیں
اے سچل تو خیال رکھ کہ صاحب سوز و فراق کی کیا کیا باتیں ہوا کرتی ہیں

ح ۔ سیال خواتین میں ہوک پڑ گئی ہے ۔ کہ جو چاک کو ملازم رکھنے کی کس نے کہی ہے
اس پر عشق نے کتنا غلبہ کیا ہے ۔ کہ وہ آپ کی طلب میں ہر جگہ ہر گام پر موجود ہے
ہیر سیال ہماری سہیلی تھی ۔ اسکے ساتھ آپ کی آنکھیں لڑ گئیں
اے سچل غور کرو ۔ کہ محبت میں مبتلا سر کتنے بلند ہوتے ہیں

خ ۔ خویش قبیلے بھول چکے ہیں ۔ رانجھے کے ساتھ کچھ اس طرح خیال گہرا ہو گیا ہے
زنگیور کھیڑیاں میں خدا کرے سنوں ۔ کہ وہاں جلدی کال پڑ جائے
وہ سارے غرق ہو جائیں ۔ اور جیسے کنوئیں میں ان برے لوگوں کا بچہ گر جائے
ہیں اور میرا محبوب ایک جان دو قالب ہو چکے ہیں ۔ اور ہر وقت ہی وصال کا عالم ہے

د ۔ ایک ہی دل تھا ۔ جو محبوب کی نذر کیا ۔ دوسرا ہوتا ۔ تو میں عام کو دے دیتی
سوز و فراق نے میری ذات ہی فراموش کر دی ۔ سو ایک دفعہ ننگ و ناموس کے بیٹھی
ہماری راہ تو کوئی اختیار ہی نہیں کرتا ۔ کہ انہیں عشق و ریت کے پیغام دوں
میں ہاتھ باندھ کر زاری کرتی ہوں ۔ اور اے سچل دوست کو سلام بھیجتی ہوں

ذ ۔ ذات سیال ہیں مناڈھوں ناھیں کون توچاک تیں دا راج کیھا
جوئی ناں ہک یار دے ہک ہوئی ہیں ڈاک قاضی بیا؛ کاج کیھا
جیکوں عشق رانجھونڑ دے کڈھ ڈتا تہاں کوں اوراندا احتیاج کیھا
دل ہک آہی ماہی یار نیتی دت بھیڑیاں بھیڑ باندا ووڈاج کیھا

ر ۔ رو رو رانجھو دے ہیں ہورہیاں کوئی ہور نظر نیں آوندا جی
ندی کنارے وڈڑے ویلے ونجھلی سوز کنوں وو وجاوندا جی
اللہ آپ جانڑے ماہی یار میکوں ہنڑاں کل کنوں اموبھاوندا جی
اوہیں رانجھے اتوں بچو صدقے تھیواں اگن ساڈے جدوں آوندا جی

ز ۔ زور گھتیا برہ باری ڈاڈھا ہیں مست دیوانڑی ہورہی
دھن رنگ بھبھوت جو لاکھڑاں دل ہا حیرانڑی ہورہی
رانجھو کتھ اساں وت کتھ رہیے نینہڑے دی نشانڑی ہورہی
اوہیں کیتے اداس بیراگ پھیراں تچو موجھ مستانڑی ہورہی

س ۔ سبھ سیالیں چھوڑ گیاں ڈیکھ ڈیکھ اساڈا احال ولی
شرم بوڑ دیوانڑی ہورہی گڈی رانجھو دے عشق کمال ولی
راتیاں ڈینہاں اوہیں وت چاک ڈہوں کھڑے دم بدم خیال ولی
مت ساڈڑی مون گھنسی اہا ولن پچھوں تچو بے مجال ولی

ترجمہ :-

ذ ۔ میں سیال ذات سے تعلق ہی نہیں رکھتی ۔ کون چوچاک اور اس کا راج کیسا
محبوب کے ساتھ جو ایک دفعہ بیت گئی ہے ۔ آپ کا ایک قاضی ہی تو رہ گیا ہے ۔ اور کیا کام ہے
جس کو رانجھے کے عشق نے الگ کر لیا ہو ۔ اسے دوسروں کی کیا ضرورت ہے
دل تو ایک تھا ۔ جو میرا محبوب لے گیا ۔ اب کھیڑوں کا کیا دینا لینا ہے

ر ۔ میں اپنے محبوب رانجھا کیلئے رو رو کر اسکی ہو رہی ہوں ۔ کیونکہ اسکے بغیر اور کوئی نظر نہیں آتا
وہ صبح سویرے دریا کے کنارے پرسوز آواز میں بانسری بجاتا ہے ۔
اللہ خوب جانتا ہے ۔ کہ میرا محبوب مجھے سب لوگوں سے زیادہ بھاتا ہے ۔ اچھا لگتا ہے
رانجھے پر سے جو ہمارے آنگن میں قدم رکھتا ہے ۔ میں قربان جاؤں

ز ۔ سوز فراق نے وہ زور دکھایا ۔ کہ میں بے خود مست اور دیوانی ہو گئی
اب میں جوگی کا بھیس بنا کر حیران کھڑی ہوں
کہاں رانجھا ہے ۔ اور کہاں میں ہوں ۔ میں تو بس عشق کی نشانی بن گئی ہوں
اسی محل میں اسی محبوب کیلئے بیراگی ہو کر پھر رہی ہوں ۔ اور غم و اندوہ میں ہی محو ہو گئی ہوں

س ۔ سب سیال خواتین ہمارا ناگفتہ بہ حال دیکھ دیکھ کر ساتھ چھوڑ گئیں
شرم و حیا گویا ڈوب گیا ۔ اور رانجھے کے عشق نے کمال کر دیا
رات دن اسی محبوب کے خیال میں کھڑے دم بدم فکر مند رہتے ہیں
ہماری نصیحت اب وہ قبول نہیں کریگی ۔ کیونکہ پیچھے مڑنا محال ہے

ش ۔ شور بھی عشق مچایا ڈاڈھا ہݨ عقل والی دو صلاح کیھی
راہ عشق دی پچی تاں ملیں گدی تساں سجھ آکھو دو جھی راہ کیھی
رانجھو یار میڈا ہے وہ سردا سائیں کھیڑیاں بھیڑیاں ڈوں ووں نگاہ کیھی
بھیاں باہر ننگ ناموس کنوں ہݨ آکھو سچو وو پناہ کیھی

ص ۔ صدق ساڈا رانجھو یار ڈہوں نہیں کھیڑے بھیڑے کوں ملیں لیکھیدیاں جی
نظر غیر دی اساں توں ٹٹ گئی جتھ کتھ ماہی نوں سو ڈیکھیدیاں جی
سو رنگ ڈیو تے رنگ لا کھڑا دم دم کرے لکھ لیکھیدیاں جی
سے مستیاں گوڑھیاں کالھیاں نی سچو سنیں اساڈڑے شیخ دیاں جی

ض ۔ ضرور کھیڑیاں دا دو میکوں نہیں رانجھو یار میکوں گل لا اھیا
سنو سبھے سیالیاں لوں لوں بھا جندجان ڈیو تے پیچ پا اھیا
کائی غیر دی جاہ نہ رہندی اتھاں سراپا اہو دو سما اھیا
سچو آپ سارا دو محیط تھیا جتھ کتھ وہ جا بجا اھیا

ط طلب میڈی رانجھو یار ڈہیں کھڑا ہوسی ندی کنارڑے جی
عشق لاون کیتے ساڈڑے طرف سیاں آیا کوں تخت ہزارڑے جی
جو بارا جو دیس جھنگ آ کیھڑا اساں طالب منت ہزارڑے جی
خواہش آپ ملیں ڈیکھن سیالیاں دی ساڈا تل نہیں اختیارڑے جی

ترجمہ :-

ش ۔ عشق کی سرگرمی نے بہت غلغلہ پیدا کیا ہے ۔ اب عقل کی صلاح بے سود ہے
عشق و محبت کی راہ تو میں نے اختیار کر لی ہے ۔ اب سب کہو ۔ کہ دوسری کونسی راہ رہ گئی ہے
رانجھا میرا محبوب میرے سر کا سردار ہے ۔ کھیڑوں کی طرف تو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں
میں دنیا داری کے ننگ ناموس کے تکلفات سے آزاد ہو گئی ہوں ۔ اے سچل اب بتا کہ
اب تحفظ اور کہاں رکھا ؟

ص ۔ ہمارا سچا خلوص صرف رانجھے کی طرف ہے ۔ کھیڑوں کی جو برے ہیں پرواہ نہیں کرتی
غیر کی طرف توجہ اب ہماری طرف سے نہیں ہوتی ۔ مجھے تو ہر طرف اپنا ہی محبوب نظر آتا ہے
سو رنگوں میں بھی اس کا رنگ پہچانا جاتا ہے ۔ اور پل پل کی خصوصیت اسکی منفرد ہے
اے سچل ہمارے شیخ کی باتیں سنو ۔ وہ گہری باتیں کرتا ہے

ض ۔ مجھے کھیڑوں کی کوئی ضرورت نہیں ۔ کہ میرا محبوب رانجھا اب مجھے گلے لگا رہا ہے
سب سیال خواتین سن لیں ۔ کہ وہ میرے جسم کے روئیں روئیں میں پیچ ڈال رہا ہے
رانجھا ہی سراپا میرے دل و دماغ کا مالک ہے ۔ اور کسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے
اے سچل وہ محیط ہو گیا ہے ۔ اور ہر جگہ اس کا مسکن اور مقام ہے

ط رانجھے کو میری بھی طلب ہے ۔ وہ ندی کے کنارے کھڑا ہو گا
عشق کی کشش میں وہ میرے لئے تخت ہزارے سے آیا ہے
اس نے جھنگ میں آ کر کیا رنگ دکھایا ۔ کہ ہم اسکی زیارت کے محتاج ہیں
وہ تو خود سیال دوشیزاؤں کو دیکھنے کا خواہشمند تھا ۔ مگر ہمارا ابھی تو اختیار نہیں تھا

ظ . ظاہر سا ڈڈا عشق تھیا میڈے پچھوں سیالیاں پھکی لائی
ڈیکھن آیا اساکوں جھنگ سارا اکھیں سبھ دیوانی ہوئی جائی
مائی باپ نیاکھوڑے دیوچ نیکوں جاپیراں فقیراں توں منگی کائی
اہو حال ہویا وو سیال تیڈا ایجو برت کوں الفی چائی

ع . عشق دریا کیتی موج کھڑی گھنڈی ڈسدی اتے تے کا نہیں
اندر شوق مچایا وو شور وڈا انہیں زور جھلن دی جا نہیں
ایہا دل آباد نہ تھیسی کڈاں جیہیں دل دیوچ ہاو ہا نہیں
میڈا خیال خانہ وو یار ڈہوں ہک سنگیاں تیجو ساڈا سام نہیں

غ . غم ٹلیا رانجھو یار ملیا تج کھیڑے بھیڑے بیزار تھئے
اساں دوست ڈوہیں ہن ہک ہوئے کھیڑے سبھ خراب خوار تھئے
ڈیکھن نال میڈے ڈوو دل میڈی ڈوجھے نین ہسے باغ بہار تھئے
حاصل سبھ مدعا دوا اساڈی ہوئی تیجو خیال میڈا مختار تھئے

ف . فاش تھیا راز عشق والا تنبو قناتاں وچ صحرا لگیاں
جیں وچ اجے کتھے ڈینہہ ہویاں ہن ڈیکھوں تاں جا بجا لگیاں
نہیں سرزوں نہ تھیسی کڈھاں باریاں بار ڈیے بریا لگیاں
بن نینہ دا مار نغارا اتھاں تیجو ڈیکھ نہ وزنج ہوا لگیاں

ترجمہ :-

ظ . ہمارا عشق ظاہر ہوگیا ۔ میرے لئے سیالوں نے خوب ڈھنڈیا پٹوائی
ہمیں سارا جھنگ دیکھنے آیا ۔ سب کی آنکھیں دیوانی ہوتی جا رہی تھیں
جب تو شیر خواری کے دوران جھولے میں تھی ۔ تو تیرے ماں باپ نے پیروں فقیروں سے کیا دعا مانگی تھی
اے سیال تیرا کیا حال ہوگیا ہے ۔ اے تحّل سوز و فراق نے اسکو غلیل کر دیا ہے

ع . عشق کے دریا کی موج اٹھی ۔ اس پر کوئی خاص چیز نظر نہیں آتی
شوق کے اندر اس نے غلغلہ مچا ۔ ایسی دھوم مچی ۔ اس زور کو نہیں روکا جا سکتا تھا
وہ دل کبھی آباد نہ ہوگا جس میں شور و غا اور حرکت و ہمت نہ ہوگی
میرے خیالات کا مرکز میرا محبوب ہے ۔ مگر تجھ لیوں پر آج کل کوئی بھروسہ نہیں

غ . غم ٹل گیا ۔ اور رانجھا یار مل گیا ۔ کھیڑے اس سے سخت بیزار ہوگئے
ہم دوست تو ایک ہوگئے ۔ مگر کھیڑے سب خوار ہوگئے
محبوب کو دیکھ کر میرا دل خوش ہوا ۔ اور دوسری نظر میں ہی باغ و بہار ہوگیا
ہمارا مدعا پورا ہوگیا ۔ اے تحّل میرا اختیار تو اللہ کا دین ہے

ف . عشق کا راز کھل گیا ۔ اور ساری رونقیں شہروں سے صحرا میں منتقل ہوگئیں
اسکے باوجود کوئی اس سے بچ نہیں سکا ۔ اور آپ جگہ جگہ عشق کی بیخودی اور آشفتہ سری دیکھ سکتے ہیں
عشق و سودا اور ہجر و فراق کے اتنے بوجھ بڑھ گئے ہیں ۔ تاہم زمین یہ بوجھ ضرور اٹھائیگی
اے تحّل اب عشق کی عظمت کا نقرہ لگاؤ ۔ اور دیکھ کر لوگ دیکھتے دیکھتے کیسے مبتلا ہوتے ہیں

ق ۔ قرب اساکوں رانجھو یار ڈتا ورنہ جھنگ سیالیاں نال تاں بیاں وی بہوں
راتیاں ڈینہاں اسا ڈری ہوری دم دم دھکا دل چاک ڈھوں
عاماں نال پر ورتے پاک جانیں کڈاں مول نہ ٹھیرا ٹور ٹھوں
قدماں نال تجو پیچھے یار دے نی ایویں عمر سبھا جوڑا جوڑ رہوں

ک ۔ کار سبھا وو سارڈتی عشق چاک دے میں مستان کیہی
اور گالھ اساں کنوں چاک پچی دل درد ڈادھے دیوان کیتی
خاطر ڈیکھ ساڈی دو ہزار والی ڈھو ڈھو ایویں حیران کیتی
قربان اساں سوہنے یار اتوں تجو ساہ بھو جند جان کیتی

ل ۔ لوک سارے بدنام کیتم ، ڈیکھاں یار ڈھوں خوش حال ولی
دل لٹ نیتی ساڈی چاک سیاں ڈوجھے طرف نہیں میڈا خیال ولی
میں گھول گھتاں سر اپڑا بھی اتوں دوست سارا جھنگ سیال ولی
تجو روز ازل کنوں سنگ کڈا اہو ہادی والا حال ولی

م ۔ مست کیتی دل چاک میڈی ھن گیاں شرم وحیا کنوں
رانجھو بک ہووے شالا ہاں اتے میکوں توبہ سیالیاندے ساکنوں
آپنے نبھ گیاں ہکو جیڈیاں نی ڈاڈھے عشق دے تکھے تاکنوں
ڈیکھ حال ساڈا سبھ حیران رہیاں تجو پا ساکرن تہیں دے ناں کنوں

ترجمہ :-

ق ۔ میرے محبوب رانجھو نے مجھے قرب دیا ۔ ورنہ جھنگ سیال میں تو دوسری بھی بہت خواتین موجود ہیں
دن رات میرا دل محبوب کیلئے بے خود رہا ۔ اور ہر پل اس کیلئے وقف تھا
عام لوگوں پر بھی اس واردات کے اثرات ہوتے ہیں ۔ اور کوئی بچ کر نہیں جاتا
اے سجل صرف محبوب کے قدموں سے سب رونقیں ہیں ۔ ساری عمر اسی طرح بسر کرنی چاہیئے

ک ۔ آپنے سارا کام بھلا دیا ہے محبوب کے عشق نے مجھے مست مولائی بنا دیا ہے
اور باتیں ہم سے رہ گئیں ۔ دل کے درد نے اپنا اثر دکھایا ہوا تھا
ہزارے والے کیطرف سے ہماری پذیرائی پر غل پڑگیا
میں حسین وجمیل محبوب پر قربان جاؤں ۔ اے سجل میں نے زندگی اسکی نذر کر رکھی ہے

ل ۔ لوگوں نے مجھے بدنام کر دیا ہے حقیقت یہ ہے ۔ کہ محبوب کی طرف دیکھ کر خوش ہوتی ہوں
اور صرف اسی طرح سکون ملتا ہے
میرے محبوب نے سکھیو ! میرا دل لوٹ لیا ہے ۔ اور دوسری طرف میرا خیال نہیں ہے
اے سجل ہم نے روز ازل سے اپنے مرشد کی یہ کیفیت طلب کر لی تھی ۔ اور اب اسی حال میں ہم جیتے ہیں

م ۔ محبوب نے میرا دل بے خود کر دیا ہے ۔ اب شرم وحیا کا بھی خیال نہیں رہتا
خدا کرے میرا رانجھا میرے سینے کے ساتھ رہے ۔ مجھے سیالوں کی کوئی ضرورت نہیں
میری ہم عمر ہمجولیاں عشق کی گرمیاں دیکھ کر بھاگ گئیں
میری حالت دیکھ کر سب حیران ہیں ۔ اور عشق کے نام سے ہی کنارا کرتی ہیں

ن . ناں گھنّ تاں یار دے نی ہوواں جان جسم وِچ ہیں ڈوڑی :
مکے رانجھو باجھوں ہئے لوک کنوں ساں دوستی والی سبھ گالھ چھوڑی
بابل مائی بھائی ہزار تھیوں اینویں آکھ گئے اساں ایہا جوڑی
سچو حمد شکر ہزار کیتم چاک نال اساں ونج محبت جوڑی

و . وا لگی کائی وحدت والی تہیں سبھ گالھیں وسار ڈتیاں
جیڑھیاں حرص ہوس والیاں باتاں سیف لاالہ دی مار ڈتیاں
جے گالھیں حق الحق آکھیاں اتے دل دے جما اعتبار ڈتیاں
باطل والیاں اشارتاں مرشد سائیں سچو ڈیکھ تیاوں اظہار ڈتیاں

ہ . ہوش ساڈا رانجھو یار ڈھوں ہئے لوک کنوں بے ہوش تھیاں
طعنے ڈیون لکھ ہزار میکوں طرفوں چاک دے ڈیکھو سبھ سیاں
جھل پل گھتی وسیالیاں دی میڈے در اتے کیڈیاں دھماں پیاں
پردہ توڑ بیٹھی میں باہر انویں سچو یار ہیں تاں ہن وسوں گیاں

ی . یار رانجھو جیڈے کیڈے ہویا ہر جا وچے ہک جا نہیں
ڈوجھی راہ رنگیلی تہیں نوں جانیں ہادی آپ آکھیا کا نہیں
آپ چھوڑتے خود خدا رہیں اور بات اساکوں بھانہیں
سچو سمجھ نہ لائق سکھیں ایہا عشق والی سر دیا نہیں

ترجمہ :-

ن . محبوب کا نام سنتے ہی میرے جسم و جان میں دوسری توانائی آجاتی ہے
رانجھے کے سوا میں سب سے تعلق چھوڑ چکی ہوں
بھائی ماں باپ ہزار عزیز ہی مگر یہ تو سب کہہ گیا ہے ۔ کہ ہمارا جوڑا محبوب کے ساتھ ہے
اے سچل اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے ۔ کہ ہم نے محبوب سے جا کر محبت کی

و . تجھے ہی وحدت والی ہوا لگی ۔ انہوں نے باقی سب باتیں بھلا دیں
حرص و ہوس کی ساری باتیں الا اللہ ... (کوئی نہیں سوائے معبود حقیقی کے)
کی تلوار سے ختم کر دی گئیں

ہ . مجھے تو اپنے محبوب رانجھے کا عشق لے پھرتا ہے ۔ باقی لوگوں کی طرف سے غافل ہوں
مجھے اپنی سہیلیاں میرے محبوب کے طعنے دیتی ہیں
سیال عورتوں نے تہمت ڈھنڈورا پیٹا ۔ اور میرے گھر پر دھوم مچی رہی
اے سچل میں نے دنیا سے پردہ چھوڑ دیا ہے ۔ اور رسمی باتوں سے آزاد ہو گئی ہوں

ی . رانجھا جہاں جہاں بھی گیا ۔ سوائے ایک راہ عشق کے اور کوئی راہ نہ پائی
ہمارے مرشد نے خود کہہ دیا تھا ۔ دوسری پُر رونق راہ تلاش نہ کرنا ۔ کہ ادھر سے ہی نہیں
آپ خود کو فراموش کر کے خدا بنے رہیں ۔ یہ بات ہمیں اچھی نہیں لگتی
اے سچل اسے بہترین سمجھ کر اختیار نہ کرنا ۔ کیونکہ عشق کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا

ڈوہڑے

(۱)

ھک دم ہوون نال اللہ دے بہتر کنوں بادشاہی
کیا جو ملک سلیمان ہویا جیہیں دے لکھ سپاہی
دیو پری بجھ حکم تہیں دے آہی توڑے ناہی
انہاں کنوں سوٹی دم زیادہ ڈیوے سچل عشق گواہی

(۲)

روز ازل استاذ اساکوں ہک سطر پریت دی پاڑھی
سایں دل دی تختی اتے چاہ وچوں لکھ چاڑھی
سچل عشق بڈھا نئیں تھیندا کیا جو چٹڑی ڈاڑھی

(۳)

ھک ڈہاڑے مرشد میٔوں آپ اینویں فرمایا
ایہو طریقہ وحدت والا سانوں بہوں خوش آیا
سچل گالھ عشق دی سچی ہیا سمجھ پندھ اجایا

ترجمہ :-

(۱)

۔ مکمل طور پر راہِ خدا میں ہونا بادشاہی سے بہتر ہے
سلیمان بادشاہ ہونا جسکے پاس لاکھوں سپاہی تھے
اور دیو پریاں حکم کی پابند تھیں ۔ ایسے تھے یا نہیں تھے
ان سب سے زیادہ قوت عشق میں ہے ۔ بچلؔ اس کا گواہ ہے

(۲)

۔ آغاز آفرینش کے دن استاد نے ہمیں ایک سطر ریت کی پڑھائی
جسے میں نے دل کی تختی پر تحریر کر لیا
اے بچلؔ عشق بوڑھا نہیں ہوتا ۔ چاہے ڈاڑھی سفید ہو جائے

(۳)

۔ ایک دن مرشد نے مجھے خود اس طرح فرمایا
کہ ہمیں وحدت کا طریق فکر بہت پسند ہے
اے بچلؔ بات صرف عشق کی سچی ہے ۔ باقی سب بے سود ہے

(۴)

۔ عشق دے اسرار دی یا رو ہے آگہ سرمستاں نوں
زاھد ۔ عابد ۔ ملا ۔ قاضی کردے یاد گذشتاں نوں
استقبال تے ماضی کیا ہے حال ڈتس دل خستاں نوں
نشے عشق دے عاشق جانن گل کیھی کرنجتاں نوں
تقویٰ زھد تے دین کفر بھڈ گھتیس سر ستاں نوں
عشق ھادی دا غالب ہویا بچلؔ نیست کریندا ھتاں نوں

(۵)

۔ دلبر سانوں اینویں آکھیا نہ چھوڑ خلق دی خواریں
ھک نام اساڈا یاد کریں بئے ڈو نہیں جہان وساریں
وتج دنیا دے جو دم جیویں نال توحید گذاریں

(۶)

۔ ایہ بھہ سیل بحر دا ہئی ناکائی پھر نہ کشتی
وتج دریا وحدت والے سٹ چھوڑیں ایہا ھستی
گھنیں حال وسار بھائی جیڑھی گالھ گذشتی
استقبال بھی چھوڑ ماضی کوں بچلؔ منگ سرمستی

ترجمہ :-

(۴)

- اے دوستو! عشق کے اسرار سے سرمستوں کو پوری آگاہی ہے
زاھد - عابد - ملا اور قاضی گذرے ہوؤں کو یاد کرتے ہیں
آنے والا زمانہ اور گزرا ہوا زمانہ اپنی اپنی جگہ اہم ہیں
مگر حال کا زمانہ خستہ دل عاشقوں کو دیا گیا ہے
عشق کے نشے سے تو عاشق ہی آگاہ ہے اور لوگوں کو کیا خبر
تقویٰ - زھد اور دین و کفر یہ اصطلاحیں ہمیں پسند نہیں
ہمارے مرشد کی تعلیم عشق غالب ہو گیا - وہ زندوں کو مردہ کر دیتا ہے

(۵)

- ہمیں اپنے محبوب نے کہا - کہ خلق کے معاملات میں دخل نہ دیا کروں
صرف ہمارا نام یاد کریں - اور باقی ساری چیزیں بھلا دیں
دنیا میں جتنی زندگی نصیب ہو - توحید میں گذارنی چاہیئے

(۶)

- یہ محض سمندری سفر ہے - اور اس میں نہ بادبان ہے - نہ کشتی
وحدت کے اس دریا میں اپنی زندگی اور ہستی کو پھینک دو
گذرے ہوئے حال کو جو گذر گیا ہو - بھلا دو
مستقبل بھی طلب نہ کر - اے بچلؔ صرف سرمستی طلب کر

(۷)

- بے خودی وِچ وحدت والی جڈاں اچانک آندے
آ دریائے حیرت دے اندر ٹپ ٹپ غوطے کھاندے
سبحانی ما اعظم شانی سچلؔ ایہو حرف الاندے

(۸)

- یک ڈینہہ میکوں مرشد آکھیا توں مٹے پیالا پیویں
آکھیم - اینویں سائیں اینویں
آکھیس - آپ سنجاڑن باجھوں ہمدم موٹ نقیویں
آکھیم - اینویں سائیں اینویں
اپنی ذات دکا اتھ بیٹھیں تیڈا مطلب تھیسی کیویں
آکھیم - اینویں سائیں اینویں
مُوتوا قبل ان تموتوا ہی بچانون جیویں
آکھیم - اینویں سائیں اینویں
آکھیس ماریا حلاج نعرا سچل توں بھی ماریں تویں
آکھیم - اینویں سائیں اینویں

ؑ - مُوتوا قبلَ ان تموتو (حدیث شریف)
ترجمہ - موت سے پہلے مر جاؤ - یعنی موت سے پہلے نفسانی خواہشات کو مار دو

ترجمہ :-

(۷)

وحدت کی بے خودی میں جب اچانک آجاتے ہیں
تو حیرت کے دریا میں غوطے لگاتے ہیں ۔ اس وقت اے سچل زبان سے
بایزید بسطامی کا قول دہراتے ہیں ۔ کہ سبحان اللہ میری شان کتنی بڑی ہے

(۸)

ایک دن مجھے مرشد نے کہا ۔ کہ شراب کا پیالہ پینا
میں نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا
انہوں نے کہا ۔ خود بیچانے بغیر دوستی نہ کرنا
عرض کیا ۔ ایسا ہی ہوگا
انہوں نے کہا ۔ اپنی ذات کو چھپا کر بیٹھے ہو ۔ تمہارا مطلب کیسے پورا ہوگا
عرض کیا ۔ بہت اچھا تعمیل ہوگی
حدیث بیان فرمائی ۔ موتوا قبل ان تموتو (یعنی مرنے سے پہلے خواہشات کو مار ڈالو) پر عمل کرنا
عرض کیا ۔ بجا ارشاد فرمایا ۔ ایسا ہی ہوگا
مرشد نے فرمایا ۔ منصور حلاج نے نقارے پر چوٹ لگائی تھی ۔ سچل تو بھی ایسا ہی کرنا
میں نے عرض کیا ۔ حضرت تعمیل ہوگی

(۹)

مستی حال مقرر ہووے واہ عجب مجذوبی
معلوم تھیا انہوں والیاں نوں ایہو سارا زور ایوبی
کیا جے کشف قبوری ہویا یاوت کشف قلوبی
سچل عاشقاں دے پلے پے گیا ڈاڈھا ڈکھ محبوبی

(۱۰)

مسجد دیوچ کان ٹکر دے ڈیون بانگ صلاتاں
منہ پیسے تے ڈاڑھی ڈنگی خام پڑھن حلواتاں
عالم لیکھے روزے رکھدے پر کھاون دیاں آفاتاں
سچل راہ نہ اہا سچ دی برہ والیاں بیاں باتاں

(۱۱)

جیڑھے مرد محبت والے سولی کوہل کھڑیون
عاشق ''اینا الحق'' دی چوٹی تے کلمے نال چڑھیون
خود ذرح گم تھیون سے نی ڈوں ترے کجھ نہ گنیون
وحدت دے دریاوچوں نہریں آشک اڑھیون
باقی ذات بقا دی گئی سچل غیر لڑھیون

ترجمہ :-

(۹)

۔ کیف ومستی کا حال عجب چیز ہے
صاحبانِ حال کو یہ راز اچھی طرح معلوم ہے
کشفِ قبوری یا قلوبی بھی بڑی چیزیں ہیں
مگر عاشقوں کی قسمت میں محبوب کے فراق کا غم لکھا گیا ہے

(۱۰)

۔ ملا صاحبان مسجد میں روٹی کیلئے اذان دیتے ہیں ۔ نماز پڑھتے ہیں
ٹیڑھے منہ اور ٹیڑھی ڈاڑھی کچے کام کرتے ہیں
دنیا کے نزدیک تو روزے رکھتے ہیں ۔ مگر کھانے کیلئے بلاؤں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں
اے بچل یہ تسبیح کی راہ نہیں ہے ۔ سوز و فراق والوں کی باتیں اور ہیں

(۱۱)

۔ جو مرد محبت والے ہیں ۔ وہ تختہ دار کے زیادہ قریب ہوتے ہیں
عاشق انا الحق کا کلمہ پڑھتے ہوئے دار پر چڑھتے ہیں
وہی حق میں گم ہو جاتے ہیں ۔ اور ان کا کوئی شمار بھی نہیں
وحدت کے دریا میں سے اشکوں کی نہریں رواں کرتے ہیں
اس پانی میں تمام غیر بہہ جاتے ہیں ۔ اے بچل باقی خدا کی ذات رہ جاتی ہے

(۱۲)

ملاں چھوڑ کتاباں پیویں مے دی ہک پیالی
پاک تھیں وترچ قاضی تھیویں مستاں مست موالی
بچل سبق وسارکراھیں ہوویں محبت والی

(۱۳)

مسجد چھوڑ تے پکڑ کنارا کر توبہ ترک ثوابوں
پاک جانیں سبھ گول اہیں رنج لدھم دوست خرابوں
ڈور ہیں جہان دمر گوے سانوں پیون نال شرابوں
بچل حق حاصل نہ تھیوے ڈیکھن نال کتابوں

(۱۴)

سبھ کدھائیں مول نہ ڈیکھے پاک پلیتاں جائیں
ہر ہک جاہ پرتو تہیں دا تیکوں آکھ سنائیں
بچل ہر کہیں شے وچہ اینویں سیر کریندا سائیں

ترجمہ :-

(۱۲)

- اے ملاں کتابوں کو چھوڑ کر مے کی ایک پیالی پی لے
اے قاضی تو اس سے پاک ہو جائیگا۔ اور مست موالی بن جائیگا
اے یحییٰ سبق بھلا کر محبت والے بن جاؤ

(۱۳)

- مسجد کو چھوڑ کر ثواب کے حرص سے توبہ کرے
پاک مقامات چھان مارے مگر دوست کو خرابے میں پایا
شراب پینے سے دو نو جہان بھول گئے
اے یحییٰ کتابیں دیکھنے سے حق حاصل نہیں ہوتا

(۱۴)

- سورج کی یہ عظمت ہے۔ کہ وہ پاک اور پلید ہر جگہ اپنی روشنی ڈالتا ہے
ہر ایک جگہ کو اس کا فیض حاصل ہے۔ آپ کو بتا رہا ہوں
اے یحییٰ مالک حقیقی ہر شے میں موجود ہے۔ اور سیر کرتا ہے

(۱۵)

مخدومی مجذوبی ڈوہیں کڈاں گڈ نہ تھیسن
عشق عقل دی راہ نرالی ہک ہے کون ملیسن
ہکڑے طرف اللہ دے دوڑن بے طرف دنیا دے پیسن
ہکڑے شربت شیریں منگن بے مٹے دے پیالے پیسن
ہکڑے عمرہ منگن یحییٰ بے محبت وچ مریسن

(۱۶)

عشق محبت باجھوں جانڑیں بنی بجھ راہ خلافی
بزرگی کانڑ دنیا دے کردے بجھ دے نال تلافی
یحییٰ اُبے کڈاں نہ تھیسن ہرگز صوفی صافی

(۱۷)

مرید کرن دا خیال نہ رکھیں عاشق رہیں نرالا
ہو دیوان مشائخ نہ تھیویں مست پھریں متوالا
سلسلہ تا تھیوے نہ تھیوے توں یحییٰ رکھ سنبھالا

ترجمہ :-

(۱۵)

- مخدومی اور مجذوبی کبھی اکٹھی نہیں ہونگی
عشق اور عقل کی راہیں جدا جدا ہیں ۔ آپس میں اکٹھی نہ ہونگی
کچھ لوگ اللہ کی طرف آتے ہیں ۔ اور کچھ لوگ دنیا کی جانب
کچھ لوگ میٹھا شربت طلب کرتے ہیں ۔ اور دوسرے شراب کا جام
کچھ لوگ زندگی مانگتے ہیں ۔ اے سچل جبکہ دوسرے راہ محبت میں مرجاتے ہیں

(۱۶)

- عشق و محبت کے بغیر باقی سب راہیں خلاف ہیں
لوگ بزرگی دنیا کیلئے حاصل کرتے ہیں ۔ اسکی تلافی نہیں ہوسکتی
سچل ایسے لوگ کبھی صوفی اور صافی نہیں ہوسکتے

(۱۷)

- مرید بنانے کا خیال دل میں نہ لانا ۔ صرف عاشق رہنا
دیوان اور مشائخ بھی نہ ہونا ۔ صرف مست متوالا ہوکر پھرنا
اے سچل اسکے سلسلہ قائم رہے ۔ یا نہ رہے ۔ خود متوالے رہو

(۱۸)

تساں جانڑ ایہو سبھ یارو ہیں تاں منکر کیوں مشائخی
شیخی کیا بزرگی پیری سوہی سبھ تھلاخی
عشق امانت خاص دی جو ڈیوے دل کوں فراخی
سچل سوز گداز دے باجھوں ہے سبھ چوڑ طباخی

(۱۹)

نکرا ہیں قدح فانی تھیوے کہ آھیوں یاوت ناھیوں
آھیوں کول رہیوے ساری توڑے آھیوں تاں ھی ناھیوں
الا اللہ نال رل ہئی اہا لا وت ایکوں کیڈے لاھیوں
فرمون منصوری ہکا سچل اساں حرف کڑھے کوں داھیوں

(۲۰)

ناوت شیخ مشائخ یارو نا مخدوم تھیوے
ناقاضی نہ معلم ملاں ناوت پیر تھیوے
بازی جوڑ نہ عالم کیتے رنگ رسا رکھیوے
سچل عشق اللہ دے باجھوں بیا کوئی نہ ہنر سکھیوے

ترجمہ :-

(۱۸)

دوستو : گواہ رہو ۔ کہ میں مشائخی سے منکر ہوں
شیخی ۔ بزرگی اور پیری میں ان سب کے خلاف ہوں
عشق اللہ کی خاص امانت ہے ۔ جس کسی کو ذرا بھی حاصل ہوتی ہے
اے بچل سوز و گداز کے بغیر باقی سب لوگ طباخی یعنی کھانے پکانے والے ہیں

(۱۹)

ہستی نگر میں فنا ہوگئے ہیں ۔ کہ ہم ہیں ۔ یا نہیں ہیں
ہم ہیں کو اتنا تلاش کیا ہے ۔ کہ اب اگر ہیں تو بھی نہیں ہیں
الا اللہ کے ساتھ لا ملی ہوئی ہے ۔ اب اسکو کیسے الگ کریں
فرعونی اور منصوری ایک ہی چیز ہے ۔ اے بچل ہم کس کی طرفداری کریں

(۲۰)

نہ ہم شیخ مشائخ ہوئے نہ مخدوم بنے
نہ قاضی نہ استاد نہ ملّا اور نہ پیر کا درجہ حاصل کیا
نہ ہی عالم ہونے کا کھیل رچایا ۔ اپنا دامن وسیع رکھا
اے بچل اللہ سے عشق کے سوا کوئی ہنر نہیں آیا

تصوّف

کافیاں

(۱)

میں تاں کوئی خیال ہاں دو
بس سوچاں دی نال خیال دے
زھد، عبادت، تقویٰ، طاعت آکھن کم کشال دے
فکر اعیں وچ فانی تھیوں ڈیکھیں جو جمال دے
اعیں جو منزل سیٹی پہنچیں صاحب جو احوال دے
میں دیدار تھیں وچ ازوں پھر ہم ویس وصال دے
اصل اوہ آگاہ نہیں جو عاشق شے اشکال دے
تجلی ہتھ کرین نہیں ظاھر اِلّا کان قتال دے

(نثر پیاری)

(۲)

سوئی کم کریجے
جیں وچ اللہ آپ بنیجے
وچ میدان محبت والے دم قدم دھریجے
ایہا تکبیر فنا فی والی پہلے پھر پڑھیجے
مارنعرا "انا الحق" دا سولی سر چڑھیجے
اندر باہر ھکو ہوون موتو قبل مریجے
وچ کفر اسلام کڈاہاں عاشق تانہ اڑیجے

(نثر ساری)

(۱)

میں ایک خیال ہوں
اور خیال کرنے ہی پایا جاؤں گا
زھد، عبادت، تقویٰ اور حقیقی اطاعت بڑے محنت طلب کام ہیں
اس فکر میں فنا ہونا پڑتا ہے۔ لیکن حسن حقیقی کو گہری نظر سے دیکھنا ہوگا
وہی منزل پر پہنچیں گے۔ جو صاحب احوال ہونگے
میں خود سراپا دیدار ہوں۔ اور دیدار مجھ میں ہے۔ میں نے وصال کی شکل اختیار کرلی ہے
وہ لوگ جو ظاہر شکلوں کے عاشق ہیں۔ وہ حقائق سے بے خبر ہیں
لے تجلی تحقیق قتال سے ہی سامنے آتی ہیں۔ مگر تجلی انہیں ظاہر کردیتے ہیں

(۲)

وہی کام کرنا چاہئے
جس سے ربوبیت کے اوصاف پیدا ہوں
محبت کے میدان میں قدم رکھنا چاہیئے
پھر فنا والی تکبیر پڑھنی چاہئے
انا الحق کا نعرہ لگا کر سولی پر چڑھ جانا چاہیئے
ظاہر و باطن ایک کرنے کیلئے "موتو قبل ان تموتو" حدیث شریف
کے مطابق اپنی خواہشات کو ماردینا چاہیئے
کفر و اسلام کے مسائل میں عاشقوں کو نہیں اڑنا چاہیئے۔ ادر بایزید بسطامی کے بقول
اپنے شان کی کہانی تجلی کی زبانی سنی چاہیے

(۳)

آکھ اساکوں توں حال وو
کیویں تھیویں پردیسی
اُتھاں ہو کر ایتھاں جو آیوں ہیوئی کیویں خیال وو
دیس تاں اپنا کیویں چھوڑیوئی کر اساں نال گال وو
میں نہ جاتی رمز ایہائی جانی ڈیوئی اہا چال وو
اَج تاں او گئے سن تجلؔ کوں کیا ہاویں تو کاھلوو

(۴)

تاب کوں بے تاب سیاں
میں تاب کوں بے تاب
نا ہیں گویا نہ ہیں جویا نہ ہیں سوال جواب
نا ہیں خاکی نہ ہیں بادی نا ہیں اگ نہ آب
نا ہیں جنی نہ ہیں انسی نا مائی نہ باب
نا ہیں سنی نہ میں شیعہ نا ہیں ڈوہ ثواب
نا ہیں شرعی نا ہیں ورعی نا ہیں زنگ رباب
نا ہیں ملاں نا ہیں قاضی نا ہیں شور شراب
ذات تجلؔ دی کیھی بجھدیں نالے تا نایاب

(نمبر پہاڑی)

ترجمہ :-

(۳)

دوست ہمیں اپنا حال سنا۔
کہ تو پردیسی کیوں ہوا ہے
وہاں اس طرف آنے کا خیال کیوں آیا ہے
اپنا وطن عزیز آپ نے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ ہمیں بتادے
مجھے یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی۔ اے دوست کہ یہ چال کیسے چن لیا
آج جو آئے ہو۔ تو تجلؔ سے سنو۔ کہ آپ کو کیا جلدی تھی

(۴)

تاب اور روشنی نے مجھے
بے چین اور بے تاب کر دیا ہے
نہ میں بتا رہا ہوں۔ نہ پوچھ رہا ہوں۔ نہ سوال ہوں نہ جواب ہوں
نہ میں خاکی ہوں۔ نہ ہوا کا بنا ہوا ہوں۔ نہ آگ ہوں اور نہ پانی
نہ انسان ہوں نہ جن۔ نہ ہی ماں ہوں نہ باپ
نہ میں سنی عقیدہ کا پیرو ہوں۔ نہ شیعہ خیال کا۔ نہ گناہ ہوں نہ ثواب
نہ میں شرعی ہوں نہ ورعی ہوں۔ نہ ہی رامش رنگ کا شیدائی ہوں
نہ میں ملا ہوں۔ نہ قاضی ہوں۔ نہ شور نہ ہنگامہ پسند ہوں۔ نہ شرابی ہوں
تجلؔ کچھ بھی نہیں پھر بھی نایاب ہے

(۵)

چھوڑ گمان گدائی والا

شملا چا بدھ شاہی دا

مار نعارا وحدت والا ۔ فکر رکھیں بادشاہی دا

غیر خیال گذار نہ دل تے غمزہ ہئی گمراہی دا

گمراہی وِچ ہئی ہدایت نور سفید سیاہی دا

ہر کہیں طرفوں تارک تھیویں سُرکا پی صراحی دا

آپ سنجانُ انا الحق آکھیں مانیں عیش الٰہی دا

نفی تجلؔ اثبات کریندا ڈیکھو سیر سیاہی دا

(سُر پہاڑی)

(۶)

الٹ بازی گر ڈیکھو

عشق دیاں الٹیاں بازیاں

برہ دیاں باتاں سنڑو سیاں تن من اندر تازیاں

علم حقیقی عاشق جانڑیں کیا جانڑیں ملّا قاضیاں

محبت دے میدان وِچوں گو چاتی کنھا غازیاں

تجلؔ ہردم در اللہ دے کردا سو لکھ آزیاں

(سُر پہاڑی)

(۵)

فقیری اور گدائی کا خیال چھوڑ دو

اور شاہی دستار باندھ لو

وحدت کا نعرہ لگا کر سوچ کو بادشاہی سطح پر رکھ

غیر کا خیال دل میں نہ لا ۔ کیونکہ یہ گمراہی کا سامان ہے

پھر اسی گمراہی میں بھی ہدایت ہے ۔ یعنی سیاہی میں سفیدی بھی شامل ہے

سب تعلق چھوڑ دے اور مستی کی صراحی سے ایک گھونٹ پی لے

خود پہچان رکھیں ۔ انا الحق کا نعرہ لگائیں ۔ اور خدائی سکون حاصل کریں

اے تجلؔ نفی سے بھی اثبات کے فوائد ہوتے ہیں ۔ ہم سیاہی اسکی مثال ہیں

(۶)

عشق عجب بازی گر ہے ۔ الٹی بازی چلاتا ہے

اے سکھیو! برہ کی باتیں سنو ۔ تن من کے اندر تیزی آگئی ہے

علم حقیقی تو عاشقوں کے پاس ہے ۔ ملّا اور قاضی بے خبر ہیں

محبت کے میدان میں غازیوں نے بہت منزلیں طے کی ہیں

تجلؔ سرمست اللہ کے حضور ہر لمحہ لاکھوں نیاز اور زاریاں کرتا ہے

(۷)

کیویں کاغذ کیتائی کارا
ہائے ہائے وے یارا

عالم سارے کوں مسلے والا سبق پڑھایوئی سارا
کیتوئی منہ کتاباں ڈوہوں بھل گیوں بے چارا
بیاں گالھیں سبھ چھوڑ کراہیں ورد گھنیں وچارا
کئی کر گالھ الست والی وسر گیوئی وسارا
ورد وظیفے دا راتو ڈینہاں کریندیں لکوں شمارا
سچل یار سجن دا ڈیکھو ہے تاں محل موچارا

(سرائیکی)

(۸)

عشق دے باجھوں باجھ کوڑ
سولی تے منصور .....

نا کوئی دوزخ نا کوئی جنت نا کوئی حور قصور
من اساڈا نہیں منیندا ملیاں دا مذکور
ڈینہاں جوانی لنگھ گیو سے ھن تھیوسے جھور
ظاہر ڈیکھم یار سجݨ دا نیݨیں والا نور
بیاں سبھ گالھیں پھرتاں پھاہیاں چھوڑن منی فرور
سچل سچ صحیح کر جانیں ھئیں توں آپ حضور

(سرائیکی)

(۷)

ترجمہ :-

اے یار افسوس
کاغذ کو کیسے کالا کر لیا ہے
دنیا کو مسائل سکھانے اور نئے سبق پڑھانے
آپ نے کتابوں کی طرف رخ کر لیا۔ اور راستہ بھول گئے
باقی سب باتیں چھوڑ کر کام کے اصول اپنانے چاہئیں
روز اول الست بربکم والے میثاق کو یاد کیجئے۔ آپ بھول گئے ہیں
آپ دن رات ورد وظیفہ لاکھوں کی تعداد میں پڑھتے
اے سچل محبوب کا مسکن دیکھو کس قدر من موہنا ہے

(۸)

عشق کے بغیر باقی سب چیزیں جھوٹ ہیں
صداقت کیلئے دیکھو سولی پر منصور ہے
نہ ہی جنت ہے نہ دوزخ نہ ہی حوروں اور بہشت کے محلات ہیں
میرا من ملاؤں کی تشریحات کو تسلیم نہیں کرتا
جوانی کے دن گذر گئے ہیں۔ اب تو ہم بوڑھے ہو گئے ہیں
میں نے محبوب پر عشق کا پاکیزہ نور خود دیکھا ہے
یہ سب راستے محض پھندے ہیں۔ جو ادھر ادھر ڈالے جاتے ہیں۔ انہیں چھوڑنا ضروری ہے
اے سچل اسے حقیقت سمجھ کہ آپ خود ہی حقیقت ہیں۔ اور خود ہی مالک ہیں

(۹)

اے یار میڈا کوئی اختیار نہیں ۔ آکھنڑا ایہو عشق دا اسرار نہیں
درد ایہیں دی دوا قیمت نہیں ۔ ایہو جیہا دو مرتبہ عظمت نہیں
عشق دا سودا شہر بازار نہیں

عشق تاں منصور کوں ڈِٹھ کیا کیتا ۔ تہیں کوں سر سولی ایں برہیں نیتا
شوق والیاں دا کوئی شمار نہیں

کہیں پچھیا عشق کنوں جا توں پاس صنم ۔ مرض تیکوں ہے کیہا آکھیس نعم
عشق جیہا اور کوئی آزار نہیں

زہد تقوی دل اطاعت کیا کام کیتا ۔ عشق بن کفر کیا اسلام کیتا
جیویں لکھ سپاہی پر سردار نہیں

کیویں روندا ہجر والا ہا ہا ۔ روز و شب والی تھیندی واہ واہ
جو کنارے دے توڑ جیہیں یار نہیں

جے برہ دی تیغ تیکوں تکھا کیتا ۔ یا تیکوں اپنا عاشق کیتا
خون دی قیمت منگن درکار نہیں

لکھ ہزاراں وچوں کوئی عاشق بنیا ۔ بے سر سامان او لاشک تھیا
پر کہیں تے عشق دی تلوار نہیں

گم تھی توں لکا یک یار وچ ۔ دل جان اول اہیں اعتبار وچ
اینویں آکھیا مرشد سچل انکار نہیں

ترجمہ :-

(۹)

اے دوست مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں
یہ بھی نہیں کہیں اے عشق کا اسرار کہوں
یہ ایسا درد ہے ۔ جو انمول ہے
ایسا کوئی رتبہ اور نہیں ہے یہ ایسا سودا ہے بازار میں جسکا کوئی معاوضہ نہیں ادا کیا جا سکتا
عشق نے منصور کے ساتھ کیا کیا
اسکو سولی پر اور اسکو برہ پر تراز و کیا ۔ شوق والوں کے جذبہ کی کوئی انتہا نہیں ہے
کسی نے عشق سے کہا کہ محبوب کے پاس جاؤ
اور کہا ، تجھے کوئی عارضہ ہے ۔ کہا کہ ہاں عشق جیسا اور کوئی مرض یا آزار دنیا میں نہیں ہے
زھد اور عبادت نے کیا خدمت انجام دی
اور عشق نے کفر اور اسلام کے بغیر کتنے معرکے سر کرنے ۔ یہ تو ایسی فوج ہے جسکا کوئی سردار نہیں
ہجر و فراق میں مبتلا گریہ کرتا ہے
دن رات آہ و دلکا ہے اور کام نہیں ۔ اور اس عشق کا کوئی کنارا بھی نہیں
گر سوز و فراق کی تلوار نے تجھے تیز کر دیا ہے
یا تجھے اپنا عاشق بنا لیا ہے ۔ خون کی قیمت مانگنا ضروری نہیں ہے
لاکھوں انسانوں میں سے کوئی عاشق بنتا ہے
اور بے سر و سامانی کے باوجود وہ عظمت حاصل کرتا ہے ۔ ہر شخص کو عشق کی تلوار حاصل نہیں ہوسکتی
اے دوست محبوب کی ذات میں گم ہو جا
دل جان سے حقیقت بنا ۔ نے سچل یہ مرشد کی تعلیم ہے ۔ اور اس سے انکار نہیں ہے

(۱۰)

سنڑو سیاں تساں مل کر آؤ

یار تماشہ لایا ہے:

سرخ سیاہ اکھیاں رنگ کیتس برہ بنا بنڑایا ہے

سر بازاریں آکر ڈیکھو لعلی دا رنگ لایا ہے

ڈیکھو تساں اِتھو سرِ سجنڑ دا ہر کہیں جا سمایا ہے

طرف اساڈے دلبر سائیں برہا باز اڈایا ہے

ایڈے اوڈے ہر کہیں طرفیں ہو کا حسن گھمایا ہے

سچلؔ دا ایہو آکھن ناھیں آپے دوست الایا ہے

(سُر پہاڑی)

(۱۱)

اساڈی جان کوں لگڑی

ہوائے شمس تبریزی

میں اوہیں جاتے آیا ہاں جتھاں خاصاندی خونریزی

ڈیکھو منصور کوں عشقے کیتا سردار آویزی

اتھاں میں رہ گئی مدت آکھیا برہا کہ برخیزی

ڈیکھو یارو عشاقاں تے کیتی ہے عشق چنگیزی

اصل محبوب دی ایہا سچلؔ ہے خوب پرویزی

(سُر آسا)

ترجمہ:-

(۱۰)

اے سکھیو! مل کر آجاؤ

دوست نے رونق پیدا کی ہے

آنکھوں کا رنگ سرخ و سیاہ ہوگیا ہے۔ یہ سوز فراق کا نتیجہ ہے

یہ سب کے سامنے ہے۔ سر بازار رنگ لگا ہوا ہے

محبوب کا سودا اگر دیکھو۔ تو ہر جگہ موجود ہے

میرے محبوب نے میری طرف درد فراق کا باز اڑا دیا ہے

حسن کا چرچا اِدھر اُدھر ہر طرف ہے

یہ صرف سچلؔ کا قول نہیں۔ یہ خود دوست بولتا ہے

(۱۱)

ہماری جان کو شمس تبریزی کی ہوا لگ گئی

میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں۔ جہاں خاص الخاص لوگوں نے خون خرچ کیا ہے

منصور کو دیکھو۔ کہ اس کا سر سولی کا سنگھار بنا دیا گیا ہے

یہاں تو میں پیچھے رہ گئی تھی۔ کہ درد و غم نے کہا۔ کہ اٹھ اور آگے بڑھ

اے دوست دیکھو۔ کہ عشق نے عاشقوں پر مظالم ڈھائے ہیں

اے سچلؔ محبوب پرویز کی طرح ستمگری کی مشق جاری رکھے ہوئے ہے

(۱۴)

جیں دل پیتا عشق دا جام
سا دل مست و مست مدام

دین مذاہب رہندے کتھے کفر کتھاں اسلام
پنجتن پاک حمایت میڈی حسن حسین امام
بخش کریندا عاشقاں تے جنت جاء مقام
سر ڈیون کیتے عشاقاں کوں عشق بدھائے احرام
راتیں ڈینہاں عشاقاں کوں مستی موج مدام
عشاقاں دا اصل کنوں ہے سولی دا سرانجام
سولی تے منصور چڑھایا اناالحق کلام
چاون سار ملامت سر تے برہ سارا بدنام
چھوڑیا تہیں کوں علم عقل نے جہیں دا عشق امام
خوشیاں خرمیاں ڈیکھ سنیندا عشق ونجایا آرام
جاء صفت دی مول نہ وڑدا کل چھوڑ تمام
در سائیں دے سوہن سپاہی بیدل بھی ہک غلام

(ثر آسا)

ترجمہ :-

(۱۴)

جس دل نے عشق کا جام پی لیا
وہ سدا مست ہی مست رہتا ہے
دین اور مذہب تو کہیں بھی مستقل نہیں۔ نہ کفر نہ اسلام
میری حمایت پنجتن پاک کر رہے ہیں۔ امام حسن حسین علیہ السلام
عاشقوں پر خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ اور بخشش ارزاں ہوتی ہے
قربانی دینے کیلئے عشق نے عاشقوں کو احرام بندھوائے ہیں
مشتاق لوگوں کو رات دن موج و مستی اور بے خودی کا کام ہے
بالآخر عاشقوں کا سولی ہی انجام ہوتا ہے
منصور کو اناالحق کے کلام نے ہی دار پر چڑھایا تھا
سوز و فراق کی بے خودی کے سر سارا الزام ہے
جن کا امام عشق ہے۔ ان کو علم و عقل چھوڑ دیتے ہیں
خوشی و مسرت کو عشق گنوا کر درد و غم عطا کرتا ہے
یہ لگن باقی مصلحتوں کی طرف نہیں جانے دیتی۔ سب کام چھڑا دیتی ہے
بیدل بھی مالک کے حضور ایک غلام ہی ہے

(۱۳)

اساں تے ھادی والڑا حال وے — ہے کوڑے جانڑیں قال وے
منطق علم دی کوڑ کہانڑی — ناوچ کنز قدوری جانڑیں
کافیے تے اعتبار نہ آنڑیں — اے سبھ تاں نخال وے
نا تہ مصلے نا تہ مسالے — نحو صرف سبھ روگ رسالے
کالی مس تے کاغذ کالے — کوڑی قیل مقال وے
کم نہیں ایہو وچ کتابیں — ناوچ سور نہ وچ ثوابیں
عالم ڈیکھ بھلیے وچ بابیں — مستی دی گالھ محال وے
پڑھنے سبق پڑھاونڑ کیہی — کہندے اولی سر نا سوئی
عشق کنوں تھیے دور لیہی — ہے سبھ خام خیال وے
نہ وچ ورد وظائف آویں — نا وچ کشف کرامت جاویں
برہ وچوں توں بھڑ پاویں — ڈیسی قرب کمال وے
دیس چھوڑ پردیس بھریندے — نال کتاباں اٹھ بھریندے
بصرہ تے لاہور ٹریندے — تورڑے عرب چلیں نی الحال وے
کفر ایمان جڈاں ہک تھیوے — عشق دا پیالہ تدڑھاں پیوے
ساتھ سلامت سوئی نیوے — ہے ایہ خاصی گالھ وے
ورق دوئی دا ایحل وساریں — گالھ ہادی دی بھا بھاریں
نال اوہیں دے عمر گذاریں — چھوڑ ایہ جوڑ جنجال وے

(نسر آسا)

ترجمہ :-

(۱۳)

ہمارا حال تو اب ہادی کی طرح ہو گیا ہے
باقی کیفیات سب جھوٹ ہیں
منطق اور دوسرے علوم کی کہانی جھوٹی ہے۔ علوم و فنون کی باقی کتابیں بھی بے سود ہیں
شاعری کا بھی یہی حال ہے۔ یہ سب فضول دھندے ہیں
نہ ہی مصلے نہ ہی مباحث مفید ہیں۔ نحو و صرف کے علوم بھی روگ ہیں
روشنائی بھی کالی اور کاغذ بھی کالے کئے جاتے ہیں۔ یہ سب جھوٹے معاملات ہیں
یہ معاملات کتابوں سے نہیں سنورتے۔ نہ آلات سے نہ زہد و عبادت سے
عام لوگ کتابوں کے بابوں میں الجھ گئے ہیں مستی اور کیف اس میدان میں بہت مشکل ہے
یہ سبق پڑھانے کیلئے پڑھتے ہیں جو کہتے ہیں۔ اسکا سر پیر نہیں ہوتا
عشق سے البتہ دور ہو جاتے ہیں۔ یہ سب خام خیالی ہے
اے دوست نہ ورد وظائف میں پڑنا۔ نہ ہی کشف و کرامات کیطرف رجوع کرنا
سوز و درد میں سے ہی تمہیں فیض حاصل ہوگا۔ یہ تمہیں انتہائی قرب سے بہرہ مند کریگا
اس میں وطن چھوڑ کر بے وطن ہونا پڑتا ہے۔ اونٹوں کے وزن کی کتابیں پڑھاتے ہیں
لاہور اور بصرہ کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ چاہے یہ عرب بھی چلے جائیں
کفر اور ایمان جب ایک ہوتا ہے۔ اس روز سے عشق کا جام میں نے پی لیا ہے
اپنے ساتھ سب چھوڑ گئے۔ یہ خاص اہم بات ہے
اے بیحل دوئی کا ورق بھلا دو۔ وحدت کی بات کرو۔ مرشد و ہادی کی بات کو
پکا کرو۔ آپ محبوب کے ساتھ عمر گزاریں۔ اور باقی جنجال چھوڑ دیں

(۱۴)

ہادی نے سبق پڑھایا نی سیو
اِتھو ہادی نے سبق پڑھایا
غیر جو جاتو حق اُتھوئی سائیں اینویں سمجھایا
بھید اُتھوئی جھوں داتھیں سمجھ اِتھوکر سعیا
سچ سچل وِچ سچل سچ وِچ ہیا بھوہ پندھ اجایا

(سُر جوگ)

(۱۵)

دم اللہ وسدا مالک ربانی
سُڻ میاں نہیں دل راضی تیں کیڑھا جھگڑا لایا
اوّل عشق اللہ کوں ہویا جیں رسول ایایا
ڈوجھا عشق محمدؐ کوں جیں کلمہ پاک پڑھایا
تریجھا عشق چوں یاراں کوں جنھاں صدق خوب کمایا
ھک ڈہاڑے مرشد میکوں آپ اینویں فرمایا
ایہو طریقہ وحدت والا ساکوں بہوں خوش آیا
سچل عشق دا پندھ سچایا بیا کل پندھ اجایا

(سُر چھو لڻو جوگ)

ترجمہ

(۱۴)

. اے سکھیو! مرشد ہادی نے یہی سبق پڑھایا ہے
جسکو تو نے غیر خیال کیا وہی حق ہے ۔ یہ مرشد کی تعلیم ہے
وہی حق ہے ۔ جسکا بھید ہی تو ہے ۔ جو بتایا گیا ہے ۔ اس پر عمل کی سعی کرو
سچ سچل میں اور سچل سچ میں موجود ہے ۔ باقی سب فضول کوششیں ہیں

(۱۵)

. روح تو خدائی میں ساکن ہے
اے قاضی سُن میرا دل نہیں مانتا
آپ نے کیا جھگڑا کھڑا کر رکھا ہے
پہلا عشق اللہ کو خود ہوا ۔ جنہیں رسول کو بھجوایا
دوسرا عشق حضرت محمدؐ کو ہوا ۔ جنہوں نے کلمہ پڑھایا
تیسرا عشق چار اصحاب کو ہوا ۔ جنہوں نے صدق و صفا کی دولت اکٹھی کی ہے
ایک دن مجھے مرشد نے خود بتایا ۔ کہ اے سچل
یہ وحدت والا طریقہ انہیں بہت پسند ہے
کہا اب عشق کی راہ کو پہچان ۔ اور باقی باتیں فضول ہیں

(١٦)

نینہ نت ن کیتوئی
ہن تاں مُڑنا ناہیں
روزِ الستی آپے چاتی یاری برہ جیتوئی
ظاہر ہو کر یار نغارا عشق کیوں انتوئی
زہر پیالہ محبت والا پُر کر کے پاک پیتوئی
سچل دا یار پیارا گوڑھی رنگ رنگتوئی

(سُر جوگ)

(١٧)

تیڈا دیسڑا کتھاں
بھلا پردیسیا وے تیڈا دیسڑا کتھاں
کم تساکوں آیا کیہا جو توں آیوں اتھاں
آون جاون تیڈا ہتھ ہتھاں دے کیہاں کریندیں انتھاں
آون تیڈا دے ہویا جیتھاؤں ول بھی ویسیں تتھاں
کیوں وساریوئی یاد کریں سائیں جال تساڈی جتھاں
سچل ہو کر وو اتھاں جو آیوں سیاں چھوڑ بیاں حرفتاں

(سُر ڈھنگو)

ترجمہ :-

(١٦)

راہِ عشق پر قدم بڑھایا ہے
اب تو واپس نہیں مڑنا
روزِ الست سے ہی خود دردِ فراق کا بوجھ اٹھایا
اب ظاہر ہو کر عشق کا منی بردہ کر
آپ نے زہر پیالہ محبت والا پی ہی لیا ہے
اے دوست سچل کو آپ نے گہرے رنگ میں رنگ دیا ہے

(١٧)

آپ کا وطن کہاں ہے
اے پردیسی دوست آپ کہاں سے آئے ہیں
آپ کو کیا کام تھا۔ جو آپ یہاں آگئے
آپ کا آنا جانا تو دوسروں کے بس میں ہے
اور پھر جہاں سے آئے ہیں۔ آپ کو وہیں واپس بھی جانا ہوگا
آپ نے حقیقت کو کیوں بھلا دیا ہے جس کا ہمیشہ سامنے رہنا ضروری ہے
اے سچل آپ جو یہاں آئے ہیں باقی سب کاریگریاں چھوڑ دینی ہونگی

(۱۸)

پیتا ہیں آبِ حیات وے ہاریا

پیتا ہیں آبِ حیات

پیون سیتی تھیں وے ہویا وے میاں تن من بھہ تجلات
خیال اسا ڈرا کتھاں نہ اٹکیا وے لنگھ پیا ظلمات
ھکو ہو کر ھکو جانٹن ھکا ذات صفات
جو بی الیندا سو بی سنٹیندا ھیبی اھو اثبات
ہیں خدائی ہیں خدایاں اکھیں ایہو کلمات
اتھوں جو ویندا مول نہ مردا کریں ایہا تسلات
کہیں کہیں ویلے اتھاں جو ویندا جتھاں بحل نہ رات

(سرخنگلو)

(۱۹)

بھاری بار محبت والا

آدم جا اٹھاوݨ دی

ایجھی جا نہ ڈوجھی کائی شاہی گنج چھپاوݨ دی
پوگیس پا ہیں ایہا ارادت آپنے مل وِکاوݨ دی
آپے اپنی جا بنائیس سولی سر لٹکاوݨ دی
آخر سر تے نوبت آئی بحل نام سڈاوݨ دی

ترجمہ

(۱۸)

اے دوست میں نے آبِ حیات پی لیا ہے
یہ پیتے ہی میرے تن من میں توانائی کی لہر دوڑ گئی
ہمارا خیال کہیں بھی نہ رکا اور رکاوٹوں کی ظلمات کو عبور کر گیا
تو خود بھی ایک وجود ہے۔ اور ایک ذات بالا پر بھی پختہ یقین رکھ
جو کچھ بولتا ہے۔ اور جو کچھ سنتا ہے۔ یہی نفی اور اثبات ہے
آپ یقین رکھیں۔ کہ یہاں سے جو بھی جاتا ہے۔ وہ ہرگز نہیں مرتا۔ اور باقی رہتا ہے
کبھی کبھی تو وہاں بھی چلا جاتا ہوں جہاں دن اور رات نہیں ہوتے

(۱۹)

محبت کا بوجھ بہت بھاری ہے۔
آدمی کیلئے یہ بہت دشوار مرحلہ ہے
ایسی اور کوئی دوسری جگہ نہیں۔ جہاں حقائق چھپائے جائیں
اپنی قیمت پر آپ بک جانے والی بات بھی اہم نہیں
عشق کی راہ پر چل کر اپنی جگہ خود بنانی پڑتی ہے۔ سولی پر سر لٹکانے کیلئے بھی
آخر کار یہ نوبت آگئی۔ کہ بحل نام کہلوانا پڑ گیا

(۲۰)

عشق عطا الٰہی ملدا
نہیں کوئی کسب کماون دا
کیکر کہیں ہتھ نہیں آندا سر تے ابرو ساونڑ دا
میں تاں کدیں توں مول نہ سنیا ہیرا ہتھ ٹھیاونڑ دا
بدلاں نال جو نینہ لیوئی بدل وی سرساونڑ دا
سچل سردا سودا کریجے چھرا ڈینہیں چلاون دا

(سرڈناری)

(۲۱)

کیوں درویش سڈائیں سچل
توں کیوں درویش سڈائیں
وچ عبادت نا وچ طاعت کہیں سو ویل آئیں
کوجھے تیڈے کم سبھوئی تاجاں سر وچ پائیں
اپنی راہ وی گم کیتوئی ہنڑاں واٹ وکائیں
ھادی مرشد مہر کریسی پاندھیں در پائیں

(سرناری)

ترجمہ :-

(۲۰)

عشق اللہ تعالٰی کی دین ہے
یہ کوشش سے نہیں ملتا
جیسے سر سے گذرنے والے بادل کو برسانے کیلئے پکڑا نہیں جا سکتا
میں نے کسی سے نہیں سنا کہ ایسا ہوگیا ہو
بادلوں کے ساتھ جو عشق لگایا ہے۔ تو پھر وہ تو ساونڑ میں برستے ہیں
سچل چھری چلانے کی بجائے اپنے سر کا سودا کر دو

(۲۱)

اے سچل تو کیوں درویش کہلواتا ہے
نہ عبادت کرتا ہے۔ نہ اطاعت اور نہ ہی حاضر باشی
تمہارے کام سارے ہی بدصورت ہیں۔ سر پر تاج سجاتا ہے
اپنی راہ تو گم کردی ہے۔ اور دوسروں کی رہبری کرتا ہے
اب مرشد و ہادی مہربانی کریگا۔ تو آپ کی منزل آسان ہو جائیگی

(۲۲)

ھیں توں آپ اللہ
ڈوجھا کوئی نہیں دو

توں ھیں اندر توں ھیں باہر متاں تھیویں گمراہ
توں ئی مست موالی توں ہئی توں ھیں شاہنشاہ
توں ئی ھیں تحقیق سنجانیں ساہ مڑیوئی سرواہ
صاحب ہیں توں صاحب جانیں گولی وتج گناہ
آپ کوں مول نادان نہ جانیں دوست ھیں داناہ
سچل سچ اِتھوئی ھئی ہوش رکھیں ہر گاہ

(سُر بلاولی - بہاڑی)

(۲۳)

کتھوں اڈر آیا ہیں وے
پکھیڑا پردیسی

کتھ آکھیرا تیڈا آھا کتھ تساڈیاں جائیں
چلن کیتے دے سن پکھیڑا متاں توں پرپسائیں
جتھاں ہون ہویا آون تساڈا دیس اڈر اتھائیں
غیر نہ آپ کوں کڈاں جانیں تیکوں میں سمجھائیں
اتھاں اتھاں سیر تساڈا سچل یار سنائیں

(سُر بلاولی)

ترجمہ :-

(۲۲)

تو خود ہی اللہ ہے
دوسرا کوئی نہیں

تو خود اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ کہیں گمراہ نہ ہو جانا
تو خود ہی مست بھی ہے۔ اور خود ہی حاکم اعلےٰ بھی
تحقیق یہی ہے۔ کہ خود کو پہچان۔ جان کا بھروسہ نہ کر
تو خود مالک ہے۔ اور خود کو مالک ہی خیال کرنا گناہ تلاش کرنا
خود کو نادان نہ سمجھنا۔ کہ دوست تو دانا ہے
اے سچل حقیقت یہ ہے۔ کہ خود تو ہر وقت باخبر رکھو

(۲۳)

اے پردیسی پرندے ....
تو کدھر سے اڑ کر آیا ہے

تمہارا گھونسلا کہاں تھا۔ اور تمہارا بسیرہ کس جگہ پر تھا
اے بے وطن پرندے چلنے کیلئے کہیں پر نہ بھگو لینا
جہاں تمہارا آنا ہوا ہے۔ اسی طرف تجھے جانا ہے
میں تجھے سمجھا رہا ہوں۔ کہ خود کو غیر خیال نہ کرنا
اے سچل سناوے۔ کہ یہاں اور وہاں آپ ہی مالک ہیں

(۲۴)

بے رنگی تصویر ہوے دی سو رنگاں وچ سمایا ہے
آپے گاتا آپے بجاتا آپ سمیع البصیر
کتھاں لیلاں کتھاں مجنوں کتھاں ننڈھڑا پیر
کتھاں صاحب حکم چلیندا کتھاں سڈیندا فقیر
سچل ہر جا رنگ رنجھن دا حاجت نہیں تقریر

(۲۵)

رنگاں رنگ وچ یار پیارے عجب جہیا رنگ لایا ہے
اٹھو نی ستیاں جھمر ماروں اج سارا کم بنایا ہے
لکھو لکھ پھیراں دلبر ڈیندا ناچو ناچ نچایا ہے
بے رنگی اہیں رنگ اندر سچو آپ الایا ہے

(۲۴)

ترجمہ :- مولا کی تصویر بے رنگ ہے۔ لیکن بے شمار رنگوں میں سمایا ہوا ہے
وہ خود ہی ساز و آواز پیدا کرتا ہے۔ خود ہی سنتا ہے۔ خود ہی دیکھتا ہے
لیلا اور مجنوں جوان اور بوڑھے کا کیا مذکور ہے
صاحب خود ہی حکم چلاتا ہے۔ اور خود کو فقیر بھی کہلواتا ہے
اے سچل محبوب کا ہر جگہ نرالا رنگ ہے۔ اظہار کی گنجائش نہیں

(۲۵)

محبوب دوست نے عجب رنگ لگا دیئے ہیں
اے سہیلیو! اٹھو ہم جھومر ناچ ناچیں۔ آج سارا کام ٹھیک ہے
محبوب لاکھ لاکھ پھیرے کرتا ہے۔ اور محبت نے عجب رقص کرایا ہے
اس رنگ کے اندر بھی عجب بے رنگی ہے۔ سچل خود بیان کرتا ہے

تصوّف

سی حرفیاں

الف ۔ آب او گھ کوں واہ لگی اھیں واہ ڈاڈھی کنی موج مارئیس
تہیں موج دی کوئی انتہا نہیں چھولی چھوڑ کنوں اسمان جا چھیس

ب ۔ بحر رہ دے وو بار اٹھے کالے کن کیتے کڑ کاڑ ڈاڈھے
ڈو ڈات دے وچ گھو گھات لگے سری سر دے تھئے تکار ڈاڈھے

ت ۔ تن تے من وسار ڈتس لہریں نال اُٹھے ڈوھیں لڑھ گئے
وڈ کار کیتا دریا ڈاڈھا پار دپار تہیں دے پرواز تھئے

ث ۔ ثابت تھیسے اثبات کنوں باقی جان رہئے دو غلام کتھے
کتھے نیک کتھے بدنام رہیے کتھے کفر کتھے اسلام کتھے

ج ۔ جوش آندا بحر وحدت والے تھیاں موجاں کھڑیاں گوناں گون کیہاں
اہے موجاں جائیں سبھ موتیاں وچ دہ جلوہ گریاں دو عجب جیہاں

ح ۔ حال ہادی حق الحق سانوں بخشا راہ ڈکھایس بار بارا !
تصویر وچ اجسامیاں دے بحر عمیق سموند سارا

خ ۔ خیال خبر ایہا تھیسے ڈتی تحقیق ماریوئی اعتبار سکھے
تھئی کثرت موجاں وچوں ڈیکھو یارو دریا وحدت والا دو ھکے

د ۔ دل میڈی کوئی دور کھا دا عالم موج سارے نظر نہ آوندے جی
میڈا خیال خمار دڈا گیا سینے وچ سموند سماوندے جی

ترجمہ :-

الف ۔ پانی کی موج اٹھی ۔ ور پورب کی ہوا چلی لیکن انھیں آب ہوا نے ایسی موج ماری ۔ کہ
انتہا کو جا پہنچی ۔ اور اسکی لہریں آسمان تک جا پہنچیں

ب ۔ سوز و فراق کے سمندر نے وہ طوفان اٹھایا ۔ کہ ہر طرف اندھیر مچا دیا ۔ اور وہ اتھل تھل
ہوئی ۔ وہ ہنگامہ برپا ہوا ۔ کہ سروں کی بازیاں لگ گئیں ۔ اور جانیں چلی گئیں

ت ۔ اس سیلاب میں دو نو بہہ گئے ۔ کیونکہ تن من بھلا بیٹھے تھے ۔
دریا کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ نہیں ۔ پار جانے کیلئے وہ چلے تو گئے ہیں

ث ۔ یہ اثبات سے ثابت ہوگا ۔ کہ غلاموں کو کہاں تک جگہ ہوئی
نیک و بدنام اور کفر و اسلام کا فرق کہاں ظاہر ہوتا ہے

ج ۔ وحدت کے سمندر نے جوش مارا ۔ اور کیسی کیسی موجیں بلند ہوئیں
ان موجوں میں عجب شکلیں تھیں ۔ عجب جلوہ گریاں تھیں

ح ۔ ہمارے ہادی برحق نے ہمیں ہدایت بخشی ۔ اور ہمیں راستہ دکھایا ۔ جو بہت مشکل اور
بھاری ہے ۔ پھر مادی حقائق کی تصویریں دکھائیں اور معرفت کے سمندر کی گہرائی کا اندازہ کرایا

خ ۔ حقیقت حال کی خبر ہمیں آخر میں دی ۔ پہلے اعتبارات کی تفصیل سکھائی ۔ ہم پر آخر میں
منکشف ہوا ۔ کہ دریائے وحدت تو ایک ہے ۔ اسکی موجوں کی کثرت ہے

د ۔ میرا دل زمانے کی تلخیوں نے مار لیا ہے ۔ موج و مستی کا عالم بظاہر نظر نہیں آتا
میرا خیال سرمستی کا وسیع ہو گیا ۔ اور میرے سینے میں سمندر سما گئے

ذ . ذات سنجانڑ صفات وچوں پچھے ذات صفات ھکا ئی ھیسی
اھا اکھ صفات تاں کتھوں آئی ھکا ھک جانیں وہ سبھائی ھیسی

ر . رخ یار رنگ اتے تھی موج کھڑی چھولیں چھول پیے
خس خار آثار وڈا ڈتس سارا بحر وچوں بد نیک گئے

ز . زور تہ بحر ذخار آندا تہیں دے وچوں تھیا کوئی نجّار کھڑا
اہیں شور مچایا آسمان تائیں دسکار دا تھیا وو غبار کھڑا

س . سیر اھیں دا جیہیں سرکتیا تہیں دی جند ساری ناپید تھئی
کتھے نام نشان نسب تہیں دا ہ من "با" وچپے دی پھوک گئی

ش . شور مچایا وو موج ڈاڈھا پئے زور جھلنڑ دی وو جا نئیں
برابر زمین آسمان کیتس ڈتی کنی تہیں دی وو کا نئیں

ص . صورت گم ہوئی وو ساری لہریں پیا پئے وو چڑھ بیٹھیاں
کائی خبر اتھاں وو لوندی تہیں نوڑا نور دیاں ندیاں آ سٹیاں

ض . ضرب بحر دی وو زور لگی ھکے وار وجود اڈار ڈتس
بیں ہا دی یک رتی کتھ رھندی اتھاں سارا نام نشان آثار ڈتس

ط . طالب وچ عمیق پئے ڈوبھیں کنڈیاں اھیں کنوں بھل گئیاں
پچھے دس اوھیندا وو کوئی نئیں موجاں موج گھیریاں آ پئیاں

ترجمہ :

ذ . ذات احد یکتا و واحد ہے۔ اسکی صفات کو سمجھنا اور پہچان لینا چاہیئے۔ سب سے پہلے وحدت
کی حقیقت کو سمجھنا چاہیئے۔ سب کچھ وہی ہے۔ صفات اضافی قدریں ہیں

ر . وحدت کے سمندر میں موجیں اٹھیں اور حقیقت کا رخ روشن ہو گیا۔ اس بیکرانی سے
خس و خاشاک تو کیا نظر آنے تھے۔ نیک و بد کا امتیاز بھی مٹ گیا

ز . گہرے سمندر میں جوش آیا۔ تو اس میں سے فنکار کھڑا ہو گیا
اس نے اپنی کاریگری سے ہنگامہ کیا۔ اور غبار کھڑا کر لیا

س . جان اس کے نام سے جس نے مطمئن کیا۔ زندگی تو ویسے ہی ناپید ہے۔ نام و نسب اور شجرہ
و خاندان کا ذکر مفقود ہوا۔ اور اس تفریق نکال دی گئی

ش . تو وحدت کے سمندر کی موجوں نے بہت شور مچایا۔ اس شور و غوغا کی ضرورت کیا تھی۔
زمین و آسمان کو اس ہنگامے میں ایک کر دیا۔ حالانکہ زید و بکر کا امتیاز نہ تھا

ص . اصل صورت گم ہو گئی۔ اور افرادی لہریں چڑھ دوڑیں۔ ان کی کوئی کل نہیں پڑتی
اور روشنی کی ندیاں ہیں۔ کہ بہتی آ رہی ہیں

ض . بالآخر سمندر کی ضرب زور سے لگی۔ اور وجود کو اس نے اڑا دیا
اس ہیچ میں ایک رتی کیا باقی رہتی۔ اس نے نام و نشان تک مٹا دیا

ط . یہی طالب اس گیرائی میں جانے کے خواہشمند تھے۔ مگر دو نوکنڈیاں ان کو بھول گئیں۔ ان کا
کوئی بس نہیں چلتا۔ کہ ان کے پیچھے بھی تیز و تند موجیں آ پڑی ہیں

ظ ۔ ظاہر دی اھا بات نہیں جو آیا اھیس کوں اھا سدھ پئی
پچھے سڈ والا موجود نہیں دو دی والڑی بال نکال بکی

ع ۔ عشق عمیق دریا وچوں آئی موج ہکا ماریا نعرہ ھو
نہیں ہک آھس ہاں اور کوئی نہیں انا الحق دا ہی نقارہ ھو

غ ۔ غشق غریق دیوچ نھیاں کتھ جسم رھیا کتھ جان کتھے
کتھے شکل رہی کتھے عقل رھیا کتھ فہم کتھے اوسان کتھے

ف ۔ فار فنا دا کیوں نہ رکھیں ناں ملک بقا باللہ تھیں
چھوڑ آپ کوں آپے سار سارا جائیں ملک خدا دے زنگ رکھیں

ق ۔ قل ھو اللہ احد جیسی جائیں سمجھ سنجانیں کوئی اور نہیں
کھڑو عدے دی دریا دیوچ اھو آپ اھانے دی ذور نہیں

ک ۔ کتھ توڑی میں چھپساں اھا گال ہادی دالی جھپدی نہیں
تھیسی ظاہر آتو آپ ایہا بٹی زور اساں کنے لگدی نہیں

ل ۔ لہریاں بحریاں زور پیاں وس کوئی نہیں میں لڑھ گئی
ڈادھیاں موجاں چڑھیاں رہ والیاں اتھاں ہستی گم ساری موجاں تھئی

م ۔ مے پیوٹ نال موج چڑھی کوئی خم آھیس دو خمار ڈتا
مدہوش کیتس کل ہوش گیا اھیس عیش سارا اعتبار ڈتا

ترجمہ

ظ ۔ یہ محض ظاہر کی بات نہیں ۔ جو بھی آیا اسے پتہ چل گیا ۔ کہ پیچھے بلانے والا کوئی نہیں
دوئی والی بات نہیں ہونی چاہیئے ۔ کیونکہ وحدت لازوال ہے

ع ۔ گہرے سمندر سے ایک موج آئی اور اس نے ھو کا نعرہ لگایا ۔ وہ ایک ہی ہے
اور اسکے سوا اور کوئی نہیں انا الحق کا نقارہ بھی ھو ہی ہے

غ ۔ اس گہرائی میں ڈوبنا ہی پڑتا ہے ۔ کہیں جسم اور کہیں جان ہوگی ۔
کہیں شکل رہی اور کہیں عقل رہ گئی ۔ کہیں فہم اور کہیں اوسان رہ گئے

ف ۔ فنا کی فکر رکھنی چاہیئے ۔ مادی حقائق باقی رہنے والے نہیں
خود کو بھی فراموش کرنا پڑتا ہے ۔ دنیا کا مالک خدا ہے ۔ اور اس کا کوئی ایک رنگ نہیں

ق ۔ کیونکہ وہ اللہ ایک ہے (قرآن) یہ حقیقت پوری طرح سمجھ لینی چاہیئے ۔ وعدہ (میثاق روز ازل)
کے دریا میں موجود ہے ۔ دراصل وہ خود ہی ہر بھیس میں ہے

ک ۔ میں ہادی کی بتائی ہوئی بات کہاں تک چھپاؤں گی ۔ اب یہ بات چھپ نہیں سکتی
یہ حقیقت خود ظاہر ہو جائیگی ۔ ہم سے اور زیادہ چھپائی نہیں جاتی

ل ۔ جب سمندر کی لہروں نے زور اختیار کیا ۔ تو میں بہہ گئی ۔ بس نہیں چل سکا ۔
سوز و فراق کی موجیں اٹھیں ۔ یہاں تک کہ خود ہی گم ہو گیا ۔ صرف موجیں نظر آتی تھیں

م ۔ یہ موج دراصل مے پینے سے چڑھی تھی ۔ اس خم نے بہت خمار چڑھایا
ہوش گم کر دیا ۔ مدہوش کیا ۔ اور اس کیفیت نے ہی اعتبار پیدا کیا

ن . نام نشان اتار ڈتس گئے رنگ ھمہ بے رنگ رھئے
غوطہ مار کے جو ئی غریق تھئے آزاد کنوں رنگ رنگ تھئے

و . وا لگی تھئی موج کھڑی بحر زور پئے چولیاں چٹک پیئیاں
اھا ھکل ماریس انا البحر آکھیس باراں دیاں ندیاں تیز تھیاں

ہ . ہادی عبدالحق سائیں سچی راہ ساکوں سمجھا گیا
تساں غیر نہیں سراپا جانیں اُھو آپ ہُیں پڑھا گیا

ی . یار رہیاں گالھیں وحدت دیاں جیڑھیاں آپ دی فرما ڈتیاں
تجلی حق اھیں کل شک بھنے اھیں راز دیاں گالھیں جما ڈتیاں

ترجمہ :-

ن . یہاں تک کہ نام ونشاں مٹ گیا ۔ رنگ چلے گئے ۔ ہم بے رنگ رہ گئے
جو دوست غوطہ لگا کر غریق ہوئے ۔ وہ رنگا رنگی سے آزاد ہو کر وحدت کے سمندر
کے شناور بن گئے

و . ہوا سے لہریں بلند ہوئیں ۔ سمندر نے زور پکڑا اور ہر چیز اکھڑ گئی
نعرہ لگایا ۔ میں سمندر ہوں ۔ اور دریاؤں کی ندیاں بھی تیز ہو گئیں

ہ . ہمارا ھادی و مرشد سائیں عبدالحق رحمۃ سچی راہ ہمیں دکھا گئے ہیں
آپ غیر نہیں ہیں ۔ اسے حقیقت جانیں ۔ آپ سراپا حقیقت ہیں ۔ یہی تعلیم ہے

ی . وحدت کی باتیں یاد رہیں گی ۔ جو مرشد نے فرما دی ہیں
یہ تجلی حق وہ ہے ۔ کہ جو شک کو رفع کرے ۔ اس نے راز کی باتیں پختہ کردی ہیں

ترجمہ :

میرے دادا بزرگ حضرت جان محمد حافظ کا ڈیرا دراز شریف میں ہے
انکے دستِ شفقت و ہدایت سے میری دستگیری ہوئی
وہ میرے ہادی بھی ہیں۔ مہدی بھی اور مرشد بھی سلسلۂ قادریہ کے کامل بزرگ ہیں
عارف عبدالحقؒ بھی اپنے مریدوں کے ساتھ شامل ہیں
مہدی شاہ میرے رہبر اور رہنما ہیں۔ مجھے راہ دکھائی ہے
وہ تحقیق کا حق ادا کرتے ہیں۔ مے کی مستی دیتے ہیں۔ اور درگذر کرنے والا ہے
شاہ عبیداللہ ہمارے خواجہ ہیں۔ وہ پیروں کے پیر ہیں
وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل اور حضرت علیؓ کی اولاد سے ہیں
ان کا نام غوث الاعظم ہے۔ اور وہ کل اولیاء کے مرشد ہیں
انکے قدم مبارک نیچے حکمرانوں اور فرمانرواؤں کی گردنوں پر ہیں
انکے بغیر مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا
اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ (القرآن نور - ۲۵) یہ منظر
اور اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو عزت اور بزرگی عطا فرمائی۔ سچل سرمست ہر دم حاضر ہے

درازا۔ ضلع خیرپور (سندھ) کا ایک قصبہ جہاں حضرت سچل سرمست تولد ہوئے۔ وہیں وفات پائی۔ آپکا مزار دراز امیں ہے
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (القرآن سورہ نور - ۳۵) اللہ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے
جان محمد حافظ۔ حضرت سچل کے دادا تھے۔ آپ درگاہ درازا کے بانی بزرگ ہیں۔ آپکا مزار بھی وہیں ہے
عبدالحق۔ حضرت سچل کے چچا۔ مرشد اور سسر تھے
شاہ عبیداللہ۔ سید عبیداللہ۔ یہ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے تھے۔ سچل کے دادا حضرت صاحبڈنہ کے مرشد تھے
لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ۔ (القرآن۔ سورہ بنی اسرائیل ۷۰) ترجمہ۔ ہم نے بنی آدم کو عزت دی

(۱)

کراں اسرار میں ظاہر ہے وِتح حیرت دے حیرانی
نہ کائی جوڑ جسمانی رہی کتھ شکل انسانی
عجائب بحر وِتح پوے جسم تے جان توں گیوے
لہر خود آپ ہِن تھیوے تھئی بجھ موج نورانی
سنڑو منصور دی سرسی نہ سولی توں کڈاں ڈرسی
برہ دی بوند سر برسی جسم کوں تھیاں فنا فانی
انا الحق دا ماریس نعرہ تھیا ہس جسم سو پارہ
پڑھیس اسرار حق سارا کتیس جند جان قربانی
نظر کوئی غیر نہ آندا دگر دم کوئی نہیں بھاندا
ہے اپنے نال لئوں لاندا تھیا خود روح روحانی
سمجھ اَنَا اِلَیْہِ اشارت ہوئی عبرت ہمہ حیرت
جیھی وحدت تیھی کثرت تجلی ہے سر سبحانی

ترجمہ :-

(۱)

میں اسرار کو ظاہر کروں . تو حیرت اور حیرانی ہوتی ہے
نہ جسمانی حقیقتیں باقی رہتی ہیں . نہ انسانی شکلیں رہتی ہیں
وحدت کے عجب سمندر میں ہم آگئے ہیں . کہ جسم و جان سے بھی گئے
ہم خود ہی موج بنتے ہیں . اور موج نورانی بن جاتی ہے
منصور کی کہانی یہ ہے . کہ وہ سولی سے کبھی نہیں ڈرتا
سوز و فراق کا مینہ ہمارے سروں پر برستا ہے . اور جسم فنا ہو گیا ہے
انا الحق کا نعرہ لگایا . اور اپنا جسم پارہ پارہ کرالیا .
اس نے حق کے اسرار سے آگاہی حاصل کی . اور جان قربان کر دی
کوئی غیر نظر نہیں آتا . اور اسکے سوا کوئی اچھا نہیں لگتا
وہ اپنے سے ہی تعلق جوڑتا ہے . اور خود روح اور روحانی حقیقت بن جاتا ہے
انا الیہ کی اشارت کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے . عبرت اور حیرت کا مقام ہے
وحدت اور کثرت کے ظاہر راز پہ تجلی حیرانی ہو رہی ہے

(۲)

یار و! ادھیں یار دے باجھوں جدا جالنڑ میکوں مشکل
براگنڑ بیں پھراں ایویں جیویں باغاں دے وچ بلبل
جدائی وچ کیھا جیونڑ فراق یار ٹھی تھیوں
زہر دیاں سرکیاں پیونڑ ہوونڑ محبوب دا مائل
ڈاڈھیاں ایں بحر دیاں لہراں اساڈے سر اتے ٹھہریاں
چوٹیاں گرداب دیاں گھریاں ہنی موجاں لہے حائل
جدائی جوش جا گائے کتھاں یار ڈینہڑے لائے
دھنیں رہ او ڈینہہ آئے تھیے ڈکھ زود تر زائل
اصل کنوں اشتیاقی ئیں کڈاں تھیساں ملاقی ئیں
پھراں ہے ہے فراقی ئیں ہجر تیڈے کیتم کاہل
اگنڑ ساڈے سجنڑ آویں ۔ دلاسے کیوں نہ فرماویں
ھوویں ہر دم نہ دل جاویں تجّو ایں گالھ دا سائل

ترجمہ:۔

(۲)

اے دوستو! اس محبوب کے بغیر مجھے زندگی گزارنا دشوار ہے
میں اس طرح براگن ہو کر پھرتی ہوں ۔ جیسے باغ میں بلبل
جدائی میں کیا زندگی ہے ۔ اور محبوب کے لئے فراقی ہونا عجب کیفیت ہے
زہر کے گھونٹ پینے پڑتے ہیں ۔ محبوب کا مائل ہونا دشوار ہے
اس سمندر کی لہریں بہت زور آور ہیں ۔ اور ہمارے سر پر ٹھہر گئی ہیں
خود گرداب کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں ۔ موجیں اس قدر دخیل ہیں
جدائی کے احساس نے جلا دیا ہے ۔ خدا جانے محبوب نے دن کہاں بسر کئے
اے مرشد وہ دن جلد آئے ۔ اور جلدی دکھ زائل ہو جائیں
میں آتش اشتیاق میں جل رہا ہوں ۔ خدا جانے کب ملاقات ہو
میں سوز و فراق میں تڑپتا ہوں ۔ ان کے ہجر نے کسی کام کا نہیں رکھا
اے دوست ہمارے گھر آنا ۔ اور دل کی تسکین کا سامان کرنا
تجل کی طلب یہ ہے ۔ کہ محبوب ہمیشہ یہیں رہے ۔ اور واپس نہ جائے

(۳)

جو ہیں محبوب بے صورت ہر صورت ڈکھیندے ہوں
اہیں دے تا عجب جیہے سخن جیدے سنیدے ہوں
وظائف ورد کتھ چھوڑم دسا ہادی ہک گالھ سمجھائی
نہ خود کوں غیر حق جانیں اہیں جا تھی چڑھیندے ہوں
نہ دم کوں ہر کانی جانیں نہ غم وچ غیر کوں آئیں
اہو دریاہ ہے ساگی اتھاں ویگی بڑیندے ہوں
کڈاں منصور آہا ہے کڈاں سرمد سڈایا ہے
کڈاں سندھی کڈاں ہندی اے کھیڈاں کھیڈیندے ہوں
کڈاں صاحب سیلانی ہے کڈاں نینہہ دی نشانی ہے
جتھاں پر درد دل میری اتھاں سچو سڈیندے ہوں

(۳)

مجھے جو بے صورت محبوب کی صورت ہر مظہر فطری کے حوالے دکھاتے ہیں
اسکی تشریح میں عجب طرح کے سخن اور دلائل دیتے ہیں
ورد و وظائف چھوڑ دیئے ہیں۔ مرشد ہادی نے ایک بات سمجھا دی تھی
کہ خود کو غیر حق نہ خیال کرنا۔ اب اس بلندی پر چڑھ رہا ہوں
کسی کو ایک پل کیلئے بھی حقیقت خیال نہ کرنا۔ غم و اندوہ میں بھی غیر کو تسلیم نہ کرنا
یہ وہی دریائے معرفت ہے۔ اس میں غیروں کو ڈبوتے ہیں
منصور کب موجود تھا۔ اور سرمد نے کب یاد کیا ہے
کبھی ہندی اور کبھی سندھی۔ اب یہی کھیل کھلا رہے ہیں
کبھی مطلوب سیلانی ہے۔ اور کبھی عشق کی نشانی ہے
جہاں میرا دل پُر درد ہوگا۔ وہاں تجلی نام کہلوانا ہوتا ہے

(۳)

۔ مجھے جو بے صورت محبوب کی صورت ہر مظہر فطری کے حوالے دکھاتے ہیں
اسکی تشریح میں عجب طرح کے نحن اور دلائل دیتے ہیں
۔ درود وظائف چھوڑ دیئے ہیں۔ مرشد ہادی نے ایک بات سمجھا دی تھی
کہ خود کو غیر حق نہ خیال کرنا۔ اب اس بلندی پر چڑھ رہا ہوں
۔ کسی کو ایک پل کیلئے بھی حقیقت خیال نہ کرنا۔ غم و اندوہ میں بھی غیر کو تسلیم نہ کرنا
یہ وہی دریائے معرفت ہے۔ اس میں غیروں کو ڈبوتے ہیں
۔ منصور کب موجود تھا۔ اور سرمد نے کب یاد کیا ہے
کبھی مبندی اور کبھی سندھی۔ اب یہی کھیل کھلا رہے ہیں
۔ کبھی مطلوب سیلانی ہے۔ اور کبھی عشق کی نشانی ہے
جہاں میرا دل پُر درد ہوگا۔ وہاں بچل نام کہلوانا ہوتا ہے

وچ درازیں ڈیرا

ڈاڈا جان محمد حافظ وچ درازیں ڈیرا
دست تنہیں دے اصلوں آہا سارا مقصد میرا
ہادی مہدی مرشد میڈا قادریہ ہے کامل
عارف عبدالحق ہر دم نال مریداں شامل
مہدی شاہ مربی میڈا رہبر راہ ڈسیندا
حق محقق مستی مے دی بے شک او بخشیندا
شاہ عبید اللہ اساڈا خواجہ پیراں پیراں
آل نبی اولاد علیؓ ہے حضرت میراں میراں
نام جس دا غوث الاعظم مرشد کل اولیاواں
قدم مبارک ہویا تحقیق گردن بھہ ستاجاناں
کوئی اور نہ سجھدا میکوں آپے آہا ظاہر
اللہ نور السموات والارض او ئی منظر ناظر
ولقد کرمنا بنی آدم سچو ہر دم حاضر

(نوٹ۔ ترجمہ صفحہ ۲۴۸ پر ملاحظہ فرمائیں)